إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ

بیشک نیک لوگ جنت میں ہونگے

وقارِ شریعت

ابو الظفر غلام یسین قادری امجدی

فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

صدر المدرسین دار العلوم قادریہ رضویہ ملیر وسعود آباد کراچی

کرمانوالہ بک شاپ

محمد صلی الله علیه وآله وسلم

Marfat.com

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ

بیشک نیک لوگ جنت میں ہونگے

وقارِ شریعت

ابوالظفر غلام یسین قادری امجدی

فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

صدر المدرسین دار العلوم قادریہ رضویہ سعود آباد کراچی

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲ - دربار مارکیٹ لاہور

Marfat.com

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے

آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف اوکاڑہ

شمیم باغ ولایت
- حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

منظر بدر طریقت
- حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر

حضرت پیر
سید صمصام شاہ بخاری مدظلہ العالی
سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

بفیضانِ نظر

حضرت پیر
سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی
سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

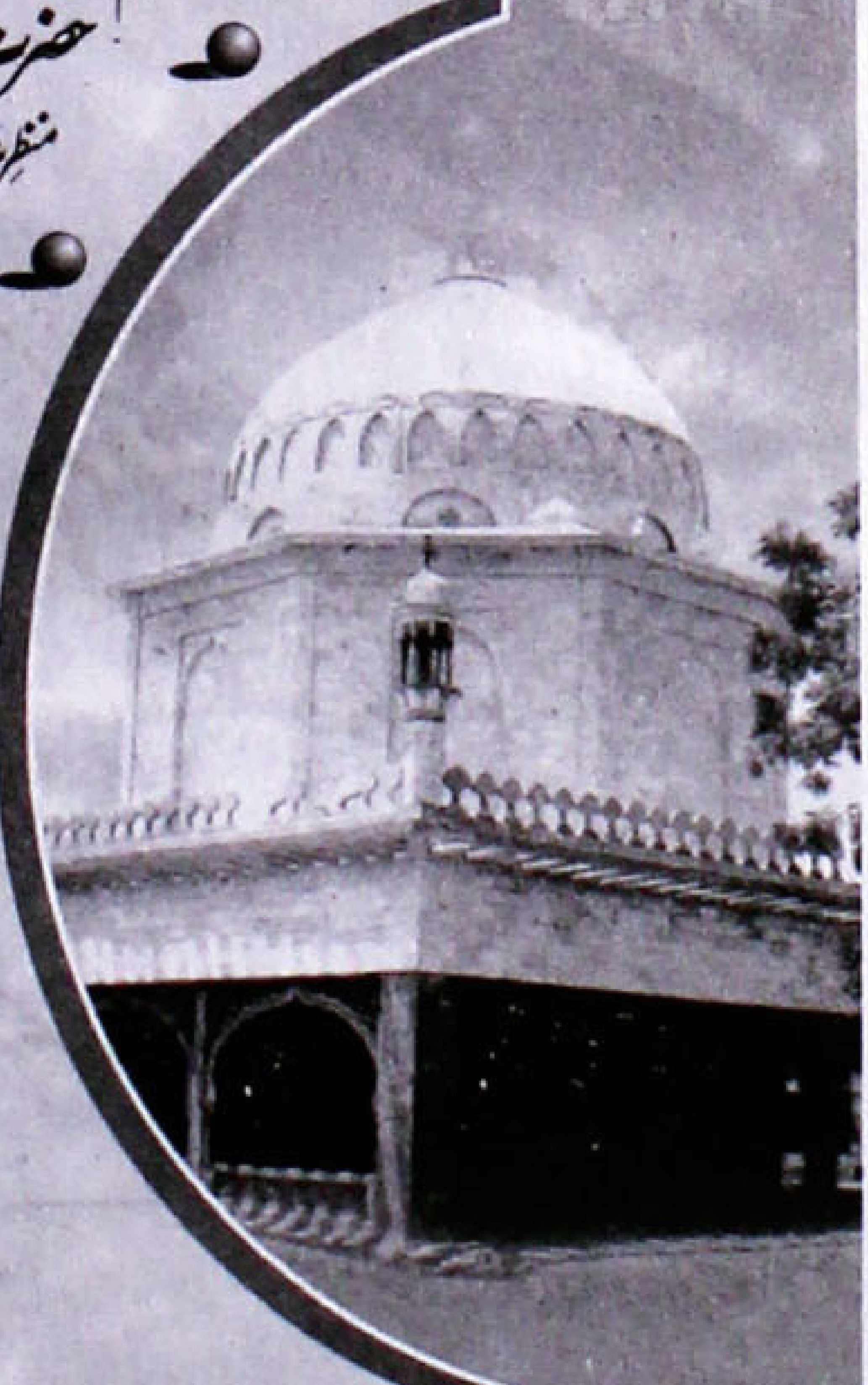

زیرِ سرپرستی
حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

زیرِ اہتمام
سمیع اللہ برکت

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت

قیمت 140 روپے

Marfat.com

انتساب
بنام

آپ کے بڑے ہی پیارے اور لاڈلے صاحبزادے جو کہ صاحب ولائیت پاکیزگی وطہارت کے پابند تھے آپ کا وصال انڈیا میں ہوا وہی آپ کا مزار مبارک بنا۔ سکھ اور دیگر احباب آپ کے مزار پر منتیں مانگتے ہیں۔ سالانہ عرس کرواتے ہیں اور عرس کی تقریب میں دو لاکھ افراد عرس میں شرکت کر کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتے ہیں جن میں زیادہ تعداد سکھوں کی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ کے فیوض و برکات کا نزول فرمائے، آمین

حضرت سید پیر میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

طالب دعا

حاجی پیر انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف، اوکاڑہ

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
انتساب	19
تقریظ مبارک	24
دیباچہ	25
تمہید	28
بزرگ ترین انسان کا مقصدِ تخلیق	29
ہمارا عبدیت کا دعویٰ	31
ہماری عبدیت کا تقاضا	31
اسلام کی بنیاد	33
نماز دین کا ستون ہے	33
نماز انسان کے ذمہ قرض کی طرح ہے	35
گناہوں سے بچنے کا واحد علاج	35
انسان کی پوری زندگی نیک بنانے کیلئے نظام الاوقات مقرر فرمایا گیا	37
پانچ وقت نماز قرآن پاک میں	37
نمازی و بے نمازی گروہ	38
اسلام میں جماعت بندی کا حکم	39

Marfat.com

پنجگانہ نماز باجماعت کی اہمیت	41
جہاد کے وقت بھی باجماعت نماز	41
نماز باجماعت کا حکم قرآن پاک وحدیث مقدس میں	42
باجماعت نماز پنجگانہ سنن الہدیٰ میں سے ہے اور جو شخص نبی ﷺ کی سنت چھوڑ دے گا گمراہ ہو جائے گا	45
جو لوگ بلاوجہ جماعت ترک کرتے ہیں ان کے گھر آگ لگا دینے کے قابل ہیں	46
صف اول کی فضیلت حدیث پاک میں	46
اذان کے متعلق تفصیلی معلومات	48
اذان ونماز میں باہمی ربط	48
اذان کا ثبوت قرآن کریم سے	48
اذان کے لغوی معنی	48
اذان کے شرعی معنی	49
حضور ﷺ نے ایک بار اذان دی اور اَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللہ فرمایا	49
ترکِ اذان پر جہاد	50
اذان کہاں مشروع ہوئی؟	50
اذان کی ضرورت	51
اذان کے بارے میں صحابۂ کرام کے مختلف مشورے	52
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے صائب تھی	52

Marfat.com

حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا خواب میں مکالمہ	53
اذان کی مشروعیت بذریعہ خواب	54
اذان سب سے پہلے فجر کی ہوئی	55
اذان کا مقصدِ وحید	56
اذان کی مشروعیت صرف پنجگانہ و جمعہ کیلئے	57
اذانِ پنجگانہ و جمعہ کے علاوہ چند اور اذان مسنون و مستحب ہے	58
مقصد اذان کے پیش نظر بیرون مسجد اذان مشروع ہوئی	58
اذان بیرون مسجد کے سلسلہ میں چند احادیث و تفاسیر	59
اذان جمعہ حضور ﷺ اور صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم کے عہد میں صرف ایک تھی	59
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیرونِ مسجد زوراء پر اذانِ اول کا اضافہ فرمایا	60
اذانِ بیرونِ مسجد کے ثبوت میں چند عباراتِ کتب	64
مسجد میں اذان کہنے کے لئے کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے	67
اذان خطبہ جمعہ کے متعلق مفصل معلومات	67
اذان خطبہ کا حکم	67
سنتِ سرکار ﷺ و صحابہ کبار چھوڑ کر رسم و رواج پر عمل گمراہی ہے	67
سب سے پہلے ہشام مروانی نے اذانِ خطبہ اندر کہلوائی	68

○ ہشام مروانی کے مختصر کرتوت	68
○ میرے دوستو! اور بزرگو!	69
○ اذانِ خطبہ کے بارے میں علمائے دیوبند کا فتویٰ	69
○ علماء دیوبند کے غلط فتویٰ کی تردید مع تنقید	70
○ بین یدی کی علمی تحقیق	70
○ اذانِ خطبہ کی جگہ مسجد کا بیرونی دروازہ ہے	71
○ بانیِ اذانِ اول نے اذانِ خطبہ کی تبدیلی گوارا نہ فرمائی	72
○ لفظ ''عند'' کی بہترین تحقیق و توجیہ	73
○ مسجد نبوی ﷺ کے اندرونی حصہ میں اذانِ خطبہ کے مغالطہ کا ازالہ	74
○ مسجد نبوی ﷺ کے دروازوں کی تحقیق اور اس کا مختصر خاکہ	74
○ مسجد حرام (کعبہ) کے اندرونی حصہ میں اذانِ خطبہ کے مغالطہ کا ازالہ	75
○ جامع الرموز کے مصنف پر تبصرہ	76
○ اذان خطبہ کے بارے میں مفسرین کرام کے اقوال	77
○ اذان خطبہ کے بارے میں فقہائے کرام کے فتوے	79
○ فاضل عصر علامہ عبدالحیٔ لکھنوی کی عمدہ ترین تحقیق اور تصفیہ	80
○ صراحت پر اشارت کو ترجیح دینا حماقت وظلم ہے	81
○ نہایت ضروری اپیل	82
○ سنت زندہ کرنے والوں کو سو شہیدوں کا ثواب حدیث پاک میں	82
○ اذان کے فضائل وضروری مسائل کی چند احادیث پاک	84

اذان کا ثبوت قرآنِ پاک سے	84
اذان ومؤذن کی فضیلت	84
جوابِ اذان کا طریقہ	85
دعاء بعد اذان سے حضور ﷺ کی شفاعت واجب	85
اذان واقامت کے درمیان دعاء کی مقبولیت وغیرہ	87
مؤذن کے لئے ہر خشک وتر کی دعاء مغفرت	87
جو اذان کہے وہی اقامت بھی کہے	87
مسائل فقہیہ	88
اذان کی فقہی تعریف	88
مسئلہ (۱) اذان شروع کرنے سے پہلے درود وسلام پڑھنے کی اصل	88
مسئلہ (۲) اذان صرف پنجگانہ وجمعہ کیلئے ہے	89
مسئلہ (۳) اذان چند جگہ نہ کہی جائے	90
مسئلہ (۴) اذان بالترتیب ضروری ہے	91
مسئلہ (۵) اذان واقامت کی آواز کی کیفیت	91
مسئلہ (۶) اذان میں قوت سے زیادہ آواز مکروہ ہے	92
مسئلہ (۷) اذان واقامت قبلہ رو کہی جائے	92
مسئلہ (۸) اذان کہتے وقت انگلیاں کانوں میں دے لے	92
مسئلہ (۹) اذان کہنے کی جگہ اور اذانِ عہد نبوی اور اذان کیلئے پہلا منبر	93

Marfat.com

○ فائدہ جلیلہ	93
○ مسئلہ (۱۰) چوڑے اور گہرے منارہ پر اذان کا طریقہ	94
○ مسئلہ (۱۱) وقت سے پہلے اذان جائز نہیں	95
○ تنبیہ	95
○ ایک اصلاحی مشورہ	95
○ مسئلہ (۱۲) اذان کے بعد فوراً اقامت مکروہ ہے	96
○ مسئلہ (۱۳) جماعت کے عادی نمازیوں کا انتظار لازم ہے	96
○ مسئلہ (۱۴) کن لوگوں پر جوابِ اذان واجب ہے اور کن پر نہیں	96
○ مسئلہ (۱۵) مسجد میں حاضر ہے تو جوابِ اذان واجب نہیں	98
○ مسئلہ (۱۶) جب بھی جوابِ اذان دیں گے حیض ونفاس والی نہیں اور اذان خطبہ وغیرہ کا جواب واجب نہیں	98
○ فائدہ جلیلہ	100
○ انگوٹھے چومنے کے عجیب وغریب فائدے	100
○ مسئلہ (۱۷) دعاء بعد اذان	100
○ مکمل الفاظ دعائیہ مع ترجمہ	100
○ مسئلہ (۱۸) نماز باجماعت بغیر اذان واقامت مکروہ وغیرہ	101
○ مؤذن کے اوصاف کا بیان	102
○ مسئلہ (۲۰) نابالغ عاقل بچوں کی اذان درست ہے	103
○ مسئلہ (۲۱) جنب کی اذان واقامت محدث وغیرہ	103

Marfat.com

- تنبیہ 104
- مسئلہ (۲۲) فاسقِ معلن کی اذان واقامت وشہادت وغیرہ 105
- مسئلہ (۲۳) اذان واقامت کے حقدار صرف متقی ہیں 105
- مسئلہ (۲۴) اندھے کی اذان کا حکم 106
- مسئلہ (۲۵) ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان وغیرہ 106
- مسئلہ (۲۶) جو اذان کہے وہی اقامت کہنے کا حقدار ہے۔ 107
- مسئلہ (۲۷) اقامت کا جواب واجب نہیں 108
- فائدہ جلیلہ 108
- اقامت میں انگوٹھے چومنا مستحب ہے 108
- مسئلہ (۲۸) اذان خطبہ کا جواب اور دعاء ممنوع ہے 108
- تثویب کے معنی ومسائل 109
- مسئلہ (۲۹) سوائے مغرب ہر نماز کیلئے دوبارہ ندا 109
- تثویب کے بارے میں حدیث پاک 110
- فائدہ جلیلہ 110
- اقامت کے متعلق تفصیلی معلومات 111
- اقامت بھی مُنزّل مِنَ اللہ ہے 111
- بوقت فجر اذان واقامت کا شرف سب سے پہلے حضرت بلال وعبداللہ رضی اللہ عنہما کو ملا 111
- مقصدِ اقامت 112

Marfat.com

○ آدابِ مسجد و آدابِ نماز	113
○ اقامت کہنے کا حقدار اور اس کی کیفیت	114
○ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا فتویٰ	115
○ مولوی تھانوی صاحب کے فتویٰ کا خلاصہ	117
○ مولوی تھانوی صاحب کے غلط اجتہاد سے سنت کا صفایا	117
○ مولوی تھانوی صاحب کی قیاسی باتوں کا جواب	117
○ دوسرا فرق	118
○ اقامت ہو جانے کے بعد سرکار ﷺ صفوں کو درست کرتے پھر تحریمہ باندھتے	118
○ از روئے حدیث و فقہ اقامت و تحریمہ میں فصل جائز ہے	120
○ تیسرا فرق	121
○ مولوی تھانوی صاحب کی متضاد باتیں	121
○ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا صحیح فتویٰ	122
○ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ سے چند مسائل مستنبط ہوئے	123
○ علماء مالکیہ کا مسلک	125
○ قیام کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال	126
○ مختلف احادیث کی توجیہ و تطبیق	126
○ امام محمد اور مؤطا شریف	130

Marfat.com

○ امام شافعی اور امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ کا مسلک	131
○ امام زفر و امام اعظم و محمد علیہم الرحمۃ وغیرہم کے اقوال	131
○ نتیجہ	132
○ تلفیق تقلید کے خلاف ہے	132
○ مسجد میں داخل ہوتے ہی اقامت شروع ہوئی جب بھی بیٹھ جائے	132
○ مقتدیوں کے سلسلہ میں مکمل معلومات	134
○ حَی علی الصّلٰوۃ یا حَی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے سلسلہ میں فتاویٰ شامیہ کے اندر حوالہ جات	134
○ حیّ علی الفلاح پر کھڑے ہونے پر مولوی محمد احسن نانوتوی دیوبندی کا فتویٰ	137
○ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ غافل ہیں	138
○ علماء دیوبند کے فتوے	139
○ حَیَّ عَلَی الْفَلاحِ پر قیام کے بارے میں مولوی اعزاز علی دیوبندی کا فتویٰ	139
○ مولوی قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا فتویٰ	139
○ تعصب میں اندھا دھند مخالفت کا انجام	140
○ علماء کرام اور عوام سے اپیل	141
○ اقامت کے چند ضروری مسائلِ فقہیہ	141

Marfat.com

مسئلہ(۱) پانچ چیزیں اذان واقامت کے دوران پائی جائیں تو دوبارہ کہنا ضروری ہے	142
مسئلہ(۲) جب امام اقامت خود کہے تو ختم پر لوگ کھڑے ہوں	143
مسئلہ(۳) میدان میں بھی نماز باجماعت کیلئے اذان واقامت ہے	144
مسئلہ(۴) امام مصلیٰ پر کھڑا ہو کر اقامت نہ کہے بلکہ مؤذن کی جگہ پر	145
حنفی مسلک کے مطابق نماز کے بارے میں چند حدیثیں	145
حدیث تعدیل ارکان	146
مقتدی قرأت نہ کرے	147
نماز میں رفع یدین نہ کرے	147
نماز کے فرائض	148
نماز کے ۳۴ واجبات	148
سجدۂ سہوادا کرنے کی ترکیب	150
مسلکِ حنفی کے مطابق نماز ادا کرنے کا صحیح طریقہ	150
تشہد میں انگشتِ شہادت اٹھانے کی ترکیب	152
وتر سنتِ مؤکدہ غیر مؤکدہ اور جملہ نوافل کا صحیح طریقہ	153
دعاءِ قنوت مع ترجمہ	155
سنتِ مؤکدہ کی تعداد	156
سنتِ مؤکدہ ادا کرنے کا طریقہ	156
وتر اور جملہ سنن کی ہر رکعت میں قرأت واجب ہے	156

Marfat.com

سنت غیر مؤکدہ اور جملہ نوافل کے ادا کرنے کا طریقہ	157
فائدہ	157
فرض کی آخری دو رکعتوں میں ضمِ سورۃ (سورت ملانا) یا خاموشی مکروہ ہے	157
سنت مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں ثناء نہ پڑھی جائے	159
چند متفرق ضروری مسائل	160
(۱) چلتی ریل گاڑی وغیرہ میں نماز جائز نہیں	160
(۲) قضاء نماز اوقات مکروہہ بچا کر جلد ادا کی جائے	161
(۳) مسبوق ولاحق وغیرہ کی تعریف	161
مسبوق التحیات میں کلمہ شہادت کی تکرار کرے آگے نہ بڑھے	163
نوافل بیٹھ کر ادا کرنے سے نصف ثواب	163
نوافل بیٹھ کر پڑھے تو رکوع کس طرح کرے	164
قضاء نماز کا بیان	164
ادا۔ قضاء، اعادہ کی تعریف	164
صاحبِ ترتیب کی تعریف	165
ترتیب ساقط ہونے کے اسباب	165
قضاء عمری کا طریقہ	166
نمازِ جنازہ کا طریقہ	166

Marfat.com

○ مسجد کے اندر نمازِ جنازہ وغیرہ	167
○ صلاۃ اللیل	168
○ تہجد کی نماز	168
○ نمازِ اوّابین	168
○ نمازِ اشراق	169
○ نمازِ چاشت	169
○ نمازِ تسبیح	169
○ مراجع الکتاب	172

○○○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

فقیر اپنے اس ناچیز کتابچہ کو مقبولیت اور حصولِ سعادت کی خاطر ایک ایسی ذاتِ عالی صفات کی طرف منسوب کرتا ہے۔ جس کی نگاہِ کیمیا اثر نے ذروں کو آفتاب بنا کر اکنافِ عالم کو بقعہ نور بنا دیا۔ جس کے فیوض روحانی نے ہر موقعہ پر آگے بڑھ کر دستگیری کی جس کا نامِ نامی اسم گرامی امجد علی اور لقبِ شہیر صدر الشریعہ قبلہ ہے۔ جن کو یقیناً علی رضی اللہ عنہ باب العلم کی طرف سے علم کا اتنا وافر حصہ ملا تھا کہ ساری زندگی تقسیم علم میں گزار دی اور سچ تو یہ ہے کہ ہزاروں برس زندہ رہتے تو اسی شان وشوکت سے علوم وفنون کے گروں سے دنیا کو بہرہ مند فرماتے۔

بابُ العلم کے باطنی علم نے کچھ ایسا کرشمہ دِکھایا کہ مسندِ تدریس پر جلوہ افروز ہوتے ہی چمنستانِ شریعت میں پھر سے تازہ بہار آ گئی اور نہالان نو دمیدہ نکھار یعنی تشنگانِ علم وعرفان کو کچھ اس طرح سیراب کیا کہ پھر عمر تک کسی اور کی محتاجی باقی نہ رہی اور ہزاروں شاگرد عالم کے گوشہ گوشہ میں علم وعرفان کی شمعہائے فروزاں بنا کر پھیلا دیا۔

وہ صدر الشریعہ جن کے رعب ودبدبہ سے بڑے سے بڑا جرأت والا مرعوب دکھائی دیتا تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ نظر بھر کے دیکھ سکے چہرہ بڑا اور بھرا ہوا بڑی بڑی آنکھوں سے جب دیکھ لیتے تو لوگ سہم جاتے حالانکہ بلاوجہ کسی کو ڈانٹتے، نہ غصہ ہوتے اور جب خندۂ لب ہو کر بات شروع کرتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ درودیوار ہنسنے لگیں گے یا ہنس رہے ہیں بیٹھنے والوں کے قلوب میں عجیب وغریب کیفیت پیدا ہو جاتی جو بیان نہیں کی جا سکتی۔ وہ صدر الشریعہ جن کی ہر بات حکیمانہ اور ہر ادا بامعنی تھی۔ بیجا اور لغویات میں اُلجھے ہوئے کبھی نہ دیکھے گئے۔

Marfat.com

وہ صدر الشریعہ جنہوں نے بڑے سے بڑا مسئلہ جو پاک و ہند کے چوٹی کے علماء سے حل نہ ہوسکتا تھا باتوں باتوں میں حل فرما کر ثابت کر دیا کہ سینۂ اقدس علم وعرفان کا گنجینہ، علم لدنی کا خزینہ ہے اسی لئے بڑے بڑے علماء وفضلاء شرفِ تلمذ حاصل کرنا باعث صد برکت وفخر تصور کرتے اور دور دور سے آکر حدیث، تفسیر وفقہ وغیرہ کے چند اوراق یا چند سطریں پڑھ کر شاگردوں کی صف میں کھڑے ہو جاتے لیکن سند تکمیل علوم کے بعد ہی عطا فرماتے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نبخشند خدائے بخشندہ

اور یہ حقیقت ہے کہ بہار شریعت جیسی کتاب جو نہایت جامع اور سہل الفاظ میں حضرت علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائی۔ فقہ کی ایسی کتاب نہ اردو میں ہے نہ عربی میں اور نہ کسی اور زبان میں۔ حضرت نے اردو زبان پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ لطف تو یہ ہے کہ شروع سے لیکر ےاحصص تک دیکھ جائیے کہیں طرز تحریر میں تبدیلی نہ ملے گی مشکل سے مشکل مسائل آسان اور ایسی محیط عبارت میں تحریر فرمائے ہیں کہ اگر عبارت سے کوئی لفظ تبدیل کر دیا جائے تو بسا اوقات مفہوم تبدیل ہو جاتا ہے۔ بہارِ شریعت فقہی مسائل کی ایک ایسی مکمل کتاب ہے جو قانونی فقروں اور دستوری عبارات سے پُر ہے۔ جسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے علماء وعوام میں یکساں مقبول ہے۔ خود وہ لوگ جو مسلکاً اور عقیدۃً مخالف ہیں اس کتاب سے استفادہ پر مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں جو کسی وجہ سے اب تک شائع نہ ہوسکیں وہ بھی کامل جامعیت و مانعیت کی حامل ہیں۔ حضرت علیہ الرحمۃ کے دو مکان تھے ایک کوٹھی قادری منزل جس کے قریب مشرقی جانب فقیر کا مکان ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ جب اپنے دوسرے مکان تشریف لے جاتے تو فقیر ہی کے مکان کے سامنے سے جو شارع عام ہے گذر فرماتے اور ابتدائی تعلیمی دور میں جب کبھی مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور

Marfat.com

اعظم گڑھ سے ایامِ تعطیل کے علاوہ طالب علمی میں گھر آ جاتا یا برادرِ محترم مولانا خلیل اشرف صاحب مہتمم مدرسہ فیض رضا بہاولنگر آتے تو حضرت علیہ الرحمۃ کو نہ جانے کس طرح معلوم ہو جاتا اور بلوا بھیجتے جب حاضر ہوتے خوب ناراضگی کا اظہار فرماتے کہ بلاضرورت کیوں آئے تعلیم کا نقصان ہوا ہمت کر کے اگر کوئی وجہ بتانے کی کوشش کرتے تو اور بھی ناراض ہوتے اور فرماتے سوائے ایام تعطیل ہرگز نہ آیا کرو اور آتے جاتے گھر والوں کو بھی تنبیہ فرماتے کہ دیکھو یہ بچے ہرگز نہ آئیں ان کی تعلیم کا نقصان ہوتا ہے۔ اس طرح آمدورفت کی ہر طرح سہولت کے باوجود سات کوس کا راستہ ناپنا بند ہو گیا۔ بہرصورت حضرت بڑی شفقت اور کڑی نگرانی رکھتے تھے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے زیر اہتمام رمضان المبارک میں قادری منزل میں سالانہ نعتیہ مشاعرہ ہوا کرتا تھا جس میں دور دور سے بڑے بڑے شعراء کرام شرکت کرتے تھے۔ اس مشاعرہ کی بڑی شہرت تھی اس وقت ہم لوگ اشعار کہنا تو درکنار تک بندی بھی نہ کر پاتے تھے لیکن کوشش ضرور کرتے اور اصلاح کے لئے سیّدی ومُرشدی۔ ملجائی و ماوائی حضرت الاستاذ علامۃ الحاج فخر الاسلام محمد عبدالمصطفیٰ الازہری بن صدر الشریعہ صدر الطریقت علیہ الرحمۃ کے پاس لے جاتے اور تقریباً ۵۔۷ منٹ میں ۹۔۱۰ اشعار اعلیٰ بندش کے کہہ کر دے دیا کرتے، جسے ہم لوگ اچھی طرح یاد کر کے مشاعرہ میں سناتے اور خوب داد حاصل کرتے۔ ان ایام میں علامہ موصوف بیشمار نعتیں کہہ کہہ کر شائقین حضرات کو دیتے اور جب وہ لوگ سناتے تو ہر طرف سے کلماتِ تحسین بلند ہوتے اور محفل مشاعرہ کا رنگ بدل جاتا۔

علامہ موصوف میدانِ شاعری کے بھی اعلیٰ شہسوار ہیں اب بھی جب کبھی اشہب قلم کو اشارہ فرماتے ہیں تو اچھے اچھے کہنہ مشقِ شعراء پیچھے دکھائی دیتے ہیں آپ ماجدؔ تخلص کرتے ہیں جو بچپن کے نام کا ایک جزو ہے۔

جب اخیر میں آپ کی باری آتی تو سب لوگ سنبھل کر بیٹھ جاتے اور ایک ایک

مصرعۃ بلکہ الفاظ کی ہر ترکیب کو ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور جب وسعتِ معنی پر نظر کرتے تو چھوٹے بڑے شعرء اور دیگر اہل ذوق سامعین داد دیئے بغیر نہ رہتے عجیب وغریب سماں بندھ جاتا ۱۲ او ۱۴ اشعار کی نعت ختم ہو جاتی مگر لوگوں کی تشنگی ختم نہ ہوتی۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار درج کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

نبی ایسے ہیں بیشک معجزہ ہے بال بال ان کا
مگر ہے آیۂ کُبریٰ لبِ شیریں مقال ان کا

عیاں ہے ان کے جسم پاک پر یوں ایک خال ان کا
اذانِ فجر دینے کے لئے آیا بلال اُن کا

ہے درماندہ پر پروازِ شاہینِ تخیل بھی!
اٹھاتا ہے سرِ عرشِ بریں نقشِ نعال اُن کا

انہیں چند اشعار پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ یوں تو بیشمار نعتوں کا مجموعہ تھا جو گم ہو گیا اور بہت سی نعتیں اب بھی موجود ہیں۔

اخیر میں صدر الشریعت خود محاکمہ فرماتے اگر مشکل زمین ہوتی اور جبکہ اچھے اچھے شعراء پھسل جاتے تو حضرت علیہ الرحمۃ بغرض اصلاح اظہار فرماتے اور جملہ شعراء تسلیم کرتے لیکن علامہ موصوف کے بارے میں عوام وخواص کا یہی فیصلہ ہوتا کہ کہیں لغزش نہیں علامہ ماجد الازہری نے سب سے بہتر نعت کہی۔

مجھے خوب یاد ہے کہ اسی سالانہ مشاعرہ کے موقعہ پر مشاعرہ سے چند روز قبل صدر الشریعہ قبلہ نے فقیر کو بڑی شفقت ومحبت سے بلایا اور ابتدائی نحو وصرف ونحو کی کتابوں سے چند سوالات زبانی کئے۔ جوابات دیئے، لیکن ایک آدھ سوال کا جواب اُدھورا رہا تو حضرت نے اس کی تکمیل فرما کر محنت سے علم حاصل کرنے کی نصیحت فرمائی پھر فرمایا وہ نعت جو مشاعرہ میں پڑھو گے مجھے سناؤ۔ چنانچہ سرہانے کی جانب کھڑے ہی کھڑے ڈرتے ڈرتے

Marfat.com

پڑھنا شروع کیا تو حضرت نے فرمایا ڈرو نہیں کھل کر پڑھو، میں ایک شعر پڑھتا تو حضرت تلفظ وطرز کی تصحیح فرماتے، اس طرح پوری نعت کی تصحیح فرمادی اس کے بعد فرمایا اب جاؤ اور اسے خوب اچھی طرح یاد کرلو۔

۱۳۶۵ھ میں وطن مالوف اعظم گڑھ سے علامہ موصوف کے ہمراہ جب بریلی شریف اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت رضی اللہ عنہ کے عرس سراء قدس میں شرکت کی غرض سے پہنچا تو علامہ موصوف نے یہ ارشاد فرما کر کہ حضرت کے ہاتھ پر تائب ہو کر سلسلہ میں داخل ہو جاؤ احسانِ عظیم فرمایا۔ چنانچہ اسی موقعہ پر بعد نمازِ عصر جب حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت نے فوراً سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل فرما کر ہمیشہ کے لئے مرہون منت بنالیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهٖ الغرض حضرت کی دینی، اخلاقی اور روحانی تعلیم ہی کا یہ فیض ہے کہ آج یہ مختصر تصنیف ''وقارِ شریعت'' کے نام سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جس میں بعض مسائلِ شرعیہ اَدِلہ کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں اور قرآن مجید واحادیث کریمہ اور فقہ کی روشنی میں یہ کتاب احباب کے لئے ایک مفید کوشش کی حیثیت سے پیش کرتا ہوں۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَo

Marfat.com

تقریظ مبارک

حضرت علامہ الحاج فخر الاسلام محمد عبد المصطفیٰ الازہری

شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیم

امابعد فقیر نے مولانا غلام یٰسین صاحب صدر المدرسین دار العلوم قادریہ رضویہ و خطیب جامع مسجد سکیورٹی پریس کی کتاب ''وقارِ شریعت'' من اولہ الی اخرہٖ کا کچھ دیکھی اور اکثر مقامات سے سُنی ماشاء اللہ بہت بہتر اور عمدہ کتاب ہے بہت سے مسائل مع اَدِلہ بیان کئے ہیں۔ اس کتاب سے اہل علم، طلبہ اور دینی مسائل معلوم کرنے والے سب لوگوں کو فائدہ کی اُمید ہے مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول فرمائے اور مصنف کو اور دینی تصانیف کی توفیق بخشے۔ آمین

محمد عبد المصطفیٰ الازہری غفرلہ

Marfat.com

دیباچہ

شہنشاہ کونین، تتمۂ دور وزماں، رحمتِ کون ومکاں، حبیب لبیب، دلوں کے طبیب جناب نبی کریم رءوف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے الطافِ عمیم وعنایات عظیم کی بارانِ پیہم سے ہر گھڑی کشتِ کائنات کا گوشہ گوشہ تروتازہ رہتا ہے اور نظامِ کائنات کے رہنے تک تروتازہ رہے گا۔ انہی الطافِ عنایات کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ اس ذرۂ ناچیز کی کم مائیگی کے باوجود مسلمانوں کی خدمت میں ایک مفید تر کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جس میں بعض ایسے بھی مسائل ہیں جن کو حال کے کچھ حضرات نے اختلافی بنا رکھا ہے جیسے اذان واقامت وغیرہ کہ ناچیز نے قرآن مجید واحادیث وتفاسیر خصوصاً فقہ کی روشنی میں بحوالۂ کتب اصل کتب عبارات نقل کر کے پوری وضاحت سے لکھا ہے۔ ناچیز نے یوں تو اس موضوع پر سینکڑوں کتب کا مطالعہ کیا مگر جو عند العلماء معتبر وقابل اعتماد ہیں صرف انہی کے حوالے پیش کئے ہیں جن میں ۲۰ برس قبل سے لے کر ۱۲ سو سال سے بھی پہلے کی کتابوں کے حوالہ جات ہیں نیز تین علماء کے سوا ہر مصنف کے نام وسن وفات وغیرہ پاک و ہند میں جہاں کہیں سے مل سکے، حاصل کئے ہیں۔ کتابوں اور مصنفوں کے نام وغیرہ کی مکمل فہرست پیوند کتاب کر دی گئی ہے یہ عرق ریزی اس لئے کی ہے کہ ہر شخص کو علمائے متقدمین و متاخرین کے اقوال وتعامل سے اچھی طرح آگاہی ہو جائے اور حال کے علماء کی ایجاد نہ کہی جا سکے۔ ناچیز نے ۱۳۷۳ھ میں جب دورۂ حدیث شریف میں تھا تو یہ کیفیت دیکھی کہ مختلف لوگ دار الافتاء میں آکر وقتاً فوقتاً تحریراً تقریراً ان مسائل کی پوچھ گچھ کرتے ہیں لیکن جب دورۂ حدیث کے بعد ناچیز کا جامعہ رضویہ منظر اسلام ہارون آباد بہاولنگر، بہاولپور میں درس و تدریس کی خدمت کے لئے تقرر ہوا تو وہاں بھی دیگر مسائل کے علاوہ اوسطاً ہفتہ، یا عشرہ میں ایک بار ضرور ان مسائل پر بھی استفتاء نظروں سے گزرتے جن کے مدلل جوابات تحریر کئے

Marfat.com

جاتے اور جب ۱۳۷۸ھ میں سیدی علامۃ الحاج فخر الاسلام عبد المصطفیٰ الازہری صاحب قبلہ مدفیوضہ کو انتھک کوشش کرنے کے بعد کراچی والوں نے بحیثیت شیخ الحدیث ہارون آباد سے کراچی بلایا اسی سال ناچیز کو حضرت قبلہ سے پہلے ہی بلالیا گیا تھا اور جب دار العلوم امجدیہ کراچی کا باقاعدہ افتتاح کیا گیا تو حضرت قبلہ نے اپنی زیر نگرانی تدریس کی خدمت پر فقیر کو بھی مامور فرمادیا تھوڑی ہی مدت کے بعد کراچی اور مضافات کراچی اور دور ونزدیک بیرونی علاقوں سے ہر روز کثیر تعداد میں استفتاء آنے لگے ان میں ہر دوسرے تیسرے روز اذان واقامت کے مسائل پر بھی استفتاء ہوتے حضرت قبلہ شیخ الحدیث مدفیوضہ خود بھی ان کے جوابات تحریر فرماتے اور حضرت مولانا مفتی خادم الرسول صاحب بھی اور وقتاً فوقتاً اوقات تدریس کے بعد ناچیز بھی یہ خدمت انجام دیتا۔ لیکن مدتہائے دراز سے اہل علم حضرات کی خواہش تھی کہ ملیر وسعود آباد کے علاقہ میں ایک ایسی دینی ومذہبی درسگاہ قائم ہو جس میں علوم حاضرہ کی مکمل تعلیم کا انتظام ہو چنانچہ انہی حضرات کے اصرار پر ۱۵ شوال ۱۳۸۳ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۶۴ء علماء کرام وعوام کی موجودگی میں دار العلوم امجدیہ سے متعلق ایک درسگاہ کا افتتاح کیا گیا جس میں بفضلہٖ تعالیٰ علماء وعوام نے دامے۔ درمے۔ سخنے۔ قدمے حسبِ توفیق حصہ لیا اسی موقع پر ایک منتظمہ کمیٹی کی تشکیل بھی کی گئی جس کا اہتمام حضرت شیخ الحدیث مدفیوضہ کے سپرد کیا گیا اس درسگاہ کا نام دار العلوم قادریہ رضویہ تجویز ہوا۔ ناچیز کو شعبۂ تعلیمات کا مکمل اختیار دیکر اس درسگاہ کے لئے مامور کر دیا گیا۔ عوائق پیہم کے باوجود بعونہ تعالیٰ یہ تعلیمی سال بحسن وخوبی مکمل ہوا۔ یہاں بھی یہی دیکھا کہ جس طرح دوسرے مسائل دریافت کئے جاتے ہیں اذان پنجگانہ واذانِ خطبۂ جمعہ اور اقامت کے بارے میں بھی اکثر وبیشتر دریافت کئے جاتے ہیں دراصل ان مسائل کی بار بار تفتیش اس لئے کی جاتی ہے کہ کچھ کم سمجھ لوگ ایسی مترجم کتبِ احادیث لوگوں کو دکھا کر گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جن میں بعض احادیثِ مبارکہ کے بالکل غلط ترجمے کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

بھولے بھالے ناواقف لوگ ان کا انکار نہیں کر سکتے اور نہ ان کو یہ حق پہنچتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ علمائے حق کی طرف بار بار رجوع کرنا پڑتا ہے تاکہ حق واضح ہو جائے۔

ناچیز نے ان سب حالات کے پیش نظر عوام کی زحمتوں کو دور کرنے کی پوری سعی کی ہے اور ان احادیث، تفاسیر وفقہی عبارتوں کا صحیح ترجمہ ومفہوم واضح طور پر بیان کیا ہے اور کتاب کی افادیت کی غرض سے ان کے علاوہ دیگر ایسے ضروری مسائل بھی تحریر کئے ہیں جن سے ۹۹ فی صد لوگ ناواقف ہیں۔ جویانِ حق کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب پوری معاون ہو گی مگر ضد اور ناانصافی کا کوئی علاج نہیں۔

میں نے ہر مسئلہ کو حتی المقدور پوری وضاحت سے بیان کرنے کی سعی بلیغ کی ہے پھر بھی اگر کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو سنی حنفی صحیح العقیدہ علمائے کرام ومفتیان عظام کی طرف رجوع کر کے اس کی وضاحت کر لی جائے اور ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے جو بتوفیقِ الٰہی ان مسائل کو پڑھیں سمجھیں اور ان پر عمل پیرا ہوں تو اس ناچیز وحقیر وفقیر، سراپا تقصیر کے حق میں صلاح وفلاحِ دارین کی دعاء کریں خصوصاً حسنِ خاتمہ وحسن عاقبت وعافیت اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی۔

راجی رحمت

ابوالظفر غلام یٰسین قادری امجدی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مری منتہائے نگارش یہی ہے ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

اللہ خالق الاشیاء فالق الحب والنویٰ منور الارض و
السماء مضیئ الملوین له الحمد والثناء وافضل الصلوة
واطیب السلام علی سید الانبیاء اذبعث فینا مز کیاو معلما
وَعَلٰی آله وصحبه وعلی سائر علماء امته اجمعین امابعد!

تمہید

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شجر وحجر، بحر وبر، خشک وتر، غرضیکہ کائنات کی ہر چیز کو خواہ وہ عالم بالا کی ہو یا تحت الثریٰ کی کسی نہ کسی حکمت کے تحت پیدا فرمایا ہے کوئی چیز عبث اور بے مقصد خلق نہیں فرمائی گئی۔ جب یہ امر بالاتفاق مسلّم ہے تو آیئے ہم سب مل جل کر سوچیں کہ آخر باری تعالیٰ نے ہم انسانوں کو کیوں پیدا فرمایا؟ ہماری تخلیق کی کیا حکمت ہے؟ ہمیں عالم ارواح سے عالم اجساد کی طرف جسم وروح کے ساتھ کیوں منتقل فرمایا اور مال ومنال، جاہ وجلال، علم وکمال اور دل ودماغ کی بے بہا پونجی سے کیوں مالا مال فرمایا؟ ارض وسماء کے ہر ہر ذرے کو کیوں ہمارا خدمت گذار بنایا؟ لاکھوں کروڑوں بلکہ ان گنت دیگر احسانات و اکرامات سے نواز کر ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ آدَمَ ''اور بیشک ہم نے بنی نوع انسان کو اپنی ساری مخلوقات پر فضیلت بخش دی۔ (پ۱۵ع۷)

کیا مالک کریم جل شانہ کو ہماری تخلیق کی کوئی حاجت تھی؟ یا کسی قسم کی مجبوری کہ جس سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرتا ہو اور اپنی مجبوریوں کو دُور کرتا ہو۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اس نے انسان کو اگر عالمِ ارواح سے عالمِ اجساد کی طرف منتقل فرمایا۔ دولت وثروت، شوکت وحشمت، فضل وعلم، قلب وفہم جیسے گراں مایہ انعامات عطا فرمائے اور کائنات کے

ذرّے ذرّے کو خدمت گذار بنایا تو محض اس لئے کہ ہمیں جانچے کہ ہم میں سے کون ان انعامات کو پاکر اس کی بارگاہِ بے نیاز کی طرف رجوع کرتا ہے یعنی کون ہم میں سے اس کی عبادت واطاعت کی جانب راغب ہوتا ہے اور کون سرکشی و بے وفائی کا مرتکب ہوتا ہے۔

جب اس نے ہم پر ان گنت احسانات فرمائے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس محسن حقیقی کی یاد سے کبھی غافل نہ رہیں اس کے اوامر ونواہی سے روگردانی اور سرکشی نہ کریں بلکہ ہمیشہ اس کی پاک یاد سے ہمارا دل لبریز اور زبان ثناء گوئی سے زمزمہ سنج رہے۔

ذکر وفکر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم تارک الدنیا ہو کر کسی تنگ وتاریک غار میں جا بیٹھیں۔ ہمارا اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ مزہ تو جب ہے کہ دنیا کے شور وغل اور قیامت خیز ہنگاموں میں گھرے رہیں لیکن اپنے خالق ومالک کی یاد سے کبھی ایک لمحہ اور ایک آن کے لئے بھی غافل نہ رہیں۔ دراصل عبادت واطاعت کا یہی مفہوم ہے اور اسی چیز کو اللہ تبارک وتعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے۔

بزرگ ترین انسان کا مقصد تخلیق

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (پ ۲۷ ع ۲)

''یعنی میں نے جن وانسان کو سوائے اپنی عبادت کے کسی اور مقصد کے لئے پیدا نہیں فرمایا'' اس ارشاد گرامی سے معلوم ہوا کہ جن وانسان کی تخلیق اور ان کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ صرف اپنے خالق ومالک کی اطاعت وعبادت کریں۔

عبادت وعبودیت کے معنی درحقیقت انتہائی خشوع وخضوع اور اپنی ذلّت و عاجزی اور بندگی کے ظاہر کرنے کے ہیں تو آیت کریمہ کا یہ مفہوم ہو جائے گا کہ میں تمہارا خالق ہوں صرف میری ہی وہ ذات ہے جس کے سامنے تم انتہائی حاجت مندی اور خشوع وخضوع کا اظہار کرو تمہارے پیدا کرنے کا محض یہی مقصد ہے اور کچھ نہیں۔

یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کی اطاعت

بھی حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت ہے جیسا کہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید نے اپنے پاکیزہ الفاظ میں یوں بیان فرمایا

وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (پ ۵ ع ۵)

(ترجمہ) جس نے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی

اور دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (پ ۵ ع ۵)

(ترجمہ) اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اور ان کی جو تم میں سے امر والے ہیں یعنی وہ مسلم علماء و امراء و حکام جو شرع کے موافق حکم دیں ان کی اطاعت واجب ہے اور جو اس کے خلاف حکم دیں ان کی اطاعت واجب نہیں جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہوا۔

لَاطَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ

(ترجمہ) خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں۔۱۲

اور قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (پ ۵ ع ٦)

(ترجمہ) ''ہم نے ہر ایک رسول کو اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں کی فرمانبرداری کی جائے''۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے اور اسی طرح حاملینِ شریعت امر والوں (حاکموں) کی اطاعت بھی لازم ہے۔ اور اطاعتِ رسول ﷺ درحقیقت اطاعتِ خدا ہی ہے حتیٰ کہ قرآن مجید میں ایک اور جگہ یوں ارشاد فرمایا گیا ہے

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (پ ۲۸ ع ۴)

Marfat.com

(ترجمہ) اور جو کچھ رسول پاک ﷺ تمہیں دیں اسے لو اور جن چیزوں سے منع فرمائیں باز آ جاؤ''۔

اس آیت کریمہ میں صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ رسول پاک ﷺ جو کچھ بھی عطا فرمائیں خواہ قولاً ہو یا فعلاً یا تقریراً یعنی آپ کے سامنے صحابہ کرام میں سے کسی نے کوئی فعل کیا ہو اور آپ کی طرف سے اس پر کوئی ممانعت نہ ہوئی ہو یہ سب کچھ رسولِ پاک ﷺ کا عطیہ ہے جسے اپنانا لازم اور نہایت ضروری ہے۔ خود رسول پاک ﷺ نے اپنی زبان وحی ترجمان سے ارشاد فرمایا ہے۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِىْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ

(ترجمہ) ''کہ میرے اور میرے خلفاء راشدین ''ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین'' کے طریقوں کو خوب مضبوطی سے پکڑے رکھو''۔ اب ہمیں اپنا مقصدِ حیات معلوم ہو گیا کہ ہم کس لئے پیدا کئے گئے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

ہمارا عبدیت کا دعویٰ

ہم بڑے فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے اور رسول اللہ ﷺ کی امت ہیں مگر جب اطاعت کا معاملہ آتا ہے تو دست و پا جواب دیدیتے ہیں اور ہمت ہار کر میدان چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ جب ہم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول اللہ ﷺ کا غلام کہتے ہیں تو ہم پر اپنے پروردگار اور نبی مختار و محبوبِ کردگار ﷺ کی اِطاعت فرض ہو جاتی ہے جس کے بغیر عبادت و عبد کا لفظ ہرگز شرمندۂ معنی نہیں ہوتا اور بات حقیقت و اصلیت سے کوسوں دُور ہو جاتی ہے۔

ہماری عبدیت کا تقاضا

ہماری عبدیت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے گھر میں بیوی بچوں یا ماں باپ، بھائی بہنوں، اعزاء و اقارب، مسجد و مدرسہ، خانقاہ و گزرگاہ، کہیں بھی ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول مقبول ﷺ کو نہ بھولیں اسی طرح اپنے دوست واحباب میں جا بیٹھیں تو اللہ و رسول ﷺ کو نہ بھولیں اگر کسی سے لین دین کریں تو بھی اللہ و رسول ﷺ کو نہ بھولیں۔ اگر بے محنت و مشقت کچھ ناجائز رقم ملے تو اس وقت بھی اللہ و رسول ﷺ کو ہرگز نہ بھولیں۔ اس وقت نقصان برداشت کر لینا انتہائی درجہ کی عبودیت و بندگی ہوگی غرضیکہ ہم خلوت میں ہوں یا جلوت میں اگر ایسی چیز پر قادر ہو جائیں جو اللہ و رسول ﷺ کے فرامین کے صراحۃً خلاف ہو تو کوئی دیکھے یا نہ دیکھے یہ پورا پورا اعتقاد ہونا چاہیئے کہ ہمارا خالق و مالک ضرور دیکھ رہا ہے زمانہ کی ہر چیز سے چھپ جانا ممکن ہے مگر اس سمیع و بصیر، علیم و خبیر سے چھپ جانا غیر ممکن ہے۔ اسی طرح اس کے رسول مقبول ﷺ سے بھی کچھ اوجھل نہ رہ سکے گا بلکہ آپ کے علم میں بھی ہماری ساری کرتوت ضرور لائی جائے گی۔ لہٰذا ہمیں اللہ اور اس کے رسول سے شرماتے اور ڈرتے ہوئے اس بغاوت و نافرمانی سے منہ موڑ لینا انتہائی ضروری ہوگا اسی چیز کا نام ذکر الٰہی اور خوف خدا ہے جس کی طرف قرآن مجید یوں اشارہ فرماتا ہے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ ۲۸ ع ۱۲)

(ترجمہ) ''کہ جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور خوب اللہ کی یاد کرو اس امید پر کہ تم فلاح پا جاؤ''۔

یوں تو بفضل خدا اگر ہم چاہیں تو زندگی کا ہر ہر لمحہ عبادت الٰہیہ بن سکتا ہے۔ ہمارا چلنا پھرنا، کھانا پینا، ملنا جلنا، سونا جاگنا، اٹھنا بیٹھنا، کہنا سننا، حتیٰ کہ فضاء میں سانس لینا بھی عبادتِ الٰہیہ میں داخل ہو سکتا ہے۔

ع زندگی خود ہی عبادت ہو اگر ہوش کریں

اس عبادت عامہ کے باوجود اسلام نے چند دیگر عبادتیں مخصوص طریقوں پر مامور فرمائی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے متفرق جگہوں میں اپنے مخصوص انداز کے اندر بیان فرمایا

Marfat.com

ہے لیکن رسول پاک صاحب لولاک حبیب لبیب دلوں کے طبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے انہیں یکجا یوں ارشاد فرمایا ہے۔

اسلام کی بنیاد

الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وانّ محمّدا عبده ورسوله واقام الصّلٰوة وايتاء الزّكٰوة وحجّ البيت وصوم رمضان .

(بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص۱۲)

کہ عمارتِ اسلام کے پانچ ارکان ہیں "اوّل" اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں "دوم" نماز قائم کرنا "سوم" زکوٰۃ ادا کرنا "چہارم" حج بیت اللہ اور "پنجم" ماہ رمضان کے روزے رکھنا"۔

یہ پانچوں ارکان اسلام الگ الگ خاص خاص مقصد کے لئے قائم فرمائے گئے ہیں۔

نماز دین کا ستون ہے

اس وقت زیر بحث اسلام کے پانچوں ارکان میں سے دوسرا رکن نماز ہے جو تمام عبادات سے اہم ترین اور عظیم الشان عبادت ہے حدیث پاک میں وارد ہوا ہے۔

الصلوة عماد الدين فمن اقامها فقد اقام الدين و من تركها فقد هدم الدين.

"کہ نماز دین اسلام کا ستون ہے جس نے اسے قائم کیا بیشک اس نے دین قائم کیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا بیشک اس نے اپنے دین کو گرا دیا۔

ظاہر ہے کہ کوئی عمارت بغیر ستون کے قائم نہیں رہ سکتی اور نہ کھڑی ہوسکتی ہے کیونکہ عمارت کا دارومدار محض ستونوں ہی پر ہوتا ہے ستون سے مراد وہ چیز ہے جس پر عمارت قائم رہتی ہے اگر اسے ہٹا دیا جائے تو عمارت قائم رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ساری

Marfat.com

عمارت کا حلیہ بگڑ کر رہ جائے گا۔ جسے کھنڈر تو کہا جا سکتا ہے مگر عمارت نہیں اسی طرح عمارتِ اسلام میں سب ارکان سے اہم اور ضروری رکن نماز ہے جسے عماد "ستون" فرمایا گیا ہے۔ گویا اسلام کا سارا دارومدار اسی پر ہے اگر کوئی اسے چھوڑ دیتا ہے تو وہ اپنے اسلام کو گرا دیتا ہے پھر اسے عذاب الٰہی سے بچنے کی کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہتی جہاں وہ پناہ لے سکے اسی لئے پیارے رسول مقبول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ من ترک الصلوۃ متعمدًا فقد کفر جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے نماز دیدہ و دانستہ چھوڑ دی بیشک وہ عذاب اللہ کا مستحق ہو گیا۔ اسی مضمون کو ایک دوسری جگہ واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔

الفرق بین العبد و الکفر ترک الصّلٰوۃ (مشکوٰۃ)

"کہ بندۂ مومن اور کافر میں اگر کوئی فرق ہے تو یہی نماز کا چھوڑ دینا ہے"۔

یعنی بندۂ مومن نماز قائم رکھتا ہے اور کافر اس کے نزدیک سے بھی نہیں گزرتا۔ لہٰذا وہ مستحق عذاب ٹھہرا دیا گیا۔

معلوم ہوا کہ شرعی اور اسلامی زندگی بغیر نماز کے ممکن ہی نہیں ہے۔ آج کل اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو نماز پنجگانہ میں سے ایک یا دو پڑھ کر اپنے آپ کو آزاد سمجھنے لگتے ہیں۔ جیسے دوسری نمازیں ان پر فرض ہی نہیں اور جب کبھی بات نکلتی ہے تو اپنی اس ایک یا دو نمازوں کا تذکرہ کر کے نمازیوں (کی صف) میں شامل ہونے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور لوگوں کی نگاہوں میں اچھے بنتے ہیں۔ حالانکہ ایسا شخص ہرگز نمازی نہیں۔ بلکہ بے نمازی ہے نیز ایسے شخص کو شریعتِ مطہرہ نے فاسق و فاجر اور مستحق عذاب بتایا ہے۔ قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (پ ۳۰ ع ۳۲)

کہ "ویل و عذاب ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں

Marfat.com

یعنی ترک کر دیتے ہیں اور ان کے لئے جو دکھاوا کرتے اور ان لوگوں کے لئے جو معمولی معمولی برتنے کی چیزوں سے لوگوں کو منع کر دیا کرتے ہیں''۔

یہ ان لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے جو نماز چھوڑ دیا کرتے تھے اور اپنے اعمال میں دکھاوے کا عنصر غالب رکھتے تھے۔ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ جس کی سختی سے خود جہنم پناہ مانگتا ہے۔

نماز انسان کے ذمہ قرض کی طرح ہے

نماز فریضہ خدا ہے جب تک ادا نہ کرلیا جائے سبکدوشی نہیں ہوتی۔ کہا جاتا ہے۔ اَلْفَرْضُ کَالْقَرْضِ کہ جو چیز انسان کے ذمہ فرض ہوتی ہے مثل قرض کے ہے۔ جس طرح قرض بغیر ادا کئے کوئی شخص بریُ الذمہ نہیں ہوتا اسی طرح فرض بھی ادا کئے بغیر انسان سبکدوش نہیں ہوتا اور جس طرح قرض خواہ کو پورا پورا حق حاصل ہے کہ قرضدار سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کرے اور قرضدار طاقت رکھتے ہوئے بھی اگر ادا نہ کرے گا تو عقلاً ونقلاً ہر طرح سزا کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح نماز بھی فریضہ خدا ہے کہ قدرت ہوتے ہوئے بھی ادا نہ کرے گا تو عِنْدَ النَّاسِ مستحق زجر و توبیخ اور عند اللہ مستحق عذاب ہوگا۔ انسان گناہوں کا پتلا ہے اس سے قدم بقدم لغزشیں سرزد ہوتی ہیں۔ ان سے محفوظ رہنے کا واحد علاج یہی ہے کہ اس فریضہٗ خدا کو فریضہٗ خدا جانے اور جان و دل سے اسے اپنا لے۔ کسی وقت ذرا بھی تساہل نہ کرے تو یقین جانئے سارے گناہ اور ساری معصیتیں خود بخود چھوٹ جائیں گی اور نہایت آسانی سے خدا کی عبادت میں سارا وقت گزرنے لگے گا۔

گناہوں سے بچنے کا واحد علاج

قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (پ۲۱ع۱)

''کہ بے شک نماز فحش باتوں اور نازیبا حرکتوں سے باز رکھتی ہے''

اور حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز نبی کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم باہر تشریف لے گئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔ موسم خزاں پورے شباب پر تھا آپ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور دست اقدس سے ایک درخت کی دو ٹہنیاں صرف پکڑلیں جس سے بے شمار پتے جھڑنے لگے پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا:

ان العبد المسلم لیصلی الصلوۃ یرید بھا وجہ اللہ فتھافت عنہ ذنوبہ کماتھافت ھذا لورق عن ھذہ الشجرۃ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص ۵۸ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ)	کہ بیشک بندۂ مومن جب اللہ کے لئے نماز پڑھنے لگتا ہے تو اس کے سارے گناہ جھڑنے لگتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے

دوسری حدیث پاک میں یوں وارد ہوا ہے کہ قال قال رسول اللہ ﷺ ارأیتم لو ان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمساھل بیقی من درنہ شیٔ قالو الایبقی من درنہ شیٔ قال فذلک مثل الصلوت الخمس یمحو اللہ بھن الخطایا (بخاری و مسلم مشکوٰہ ص ۵۷ ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے پیارے صحابہ سے استفسار فرمایا کہ بتاؤ تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے سے نہر گزرتی ہو اور وہ شخص دن میں پانچ مرتبہ ہر روز اس میں غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل باقی رہ سکے گا؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا ہرگز نہیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا یہ مثال اس شخص کی ہے جو پانچوں وقت فریضۂ خدا ادا کرتا ہے وہ گناہوں کے میل سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

قرآنِ مجید کی آیت مقدسہ اور حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے پتہ چلا کہ جو لوگ نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں ان کے کئے ہوئے گناہ معاف اور آئندہ کے لئے سدِّ باب ہو جاتا ہے۔

انسان کی پوری زندگی نیک بنانے کے لئے نظام الاوقات مقرر فرمایا گیا

انسان کی پوری زندگی صالح اور نیک بنانے کے لئے خداوند قدوس نے ایک مقرر نظام الاوقات مقرر فرمایا ہے۔ اس نظام الاوقات کی دین حنیف میں بڑی اہمیت ہے۔ ایمان کے بعد اسی پر عمل کرنے کو ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اسی پر اسلام کی پوری عمارت قائم کر دی گئی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اگر یہ ارکان ''ستون'' نہ ہوں تو یہ عمارت قائم ہی نہ رہ سکے گی ان میں سے ایک رکن بعد ایمان نماز ہے جو سب ارکان سے مقدّم ہے۔ قرآن پاک نے اسے مقررہ اوقات میں فرض کیا ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْ مِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (پ ۵ ع ۱۲)

''بے شک نماز مومنوں پر وقت بوقت فرض ہے''

پانچ وقت نماز قرآن پاک میں

دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا ہے:

فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ (پ ۲۱ ع ۵)

کہ تم لوگ صبح و (شام) مغرب وعشاء۔ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو اور اس کے لئے حمد ہے آسمانوں اور زمینوں میں اور ظہر وعصر کے وقتوں میں بھی

Marfat.com

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے دن رات میں پانچ وقت نمازیں پڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وقت آنے پر نماز ادا کی جائے گی اس سے قبل جائز نہیں۔ اگر چہ بظاہر اس آیت میں لفظ صلوٰۃ ''نماز'' نہیں لیکن قرآن پاک اس صلوٰۃ کو کہیں تسبیح اور کہیں قرآن اور کہیں رکوع و سجود سے تعبیر کرتا ہے جس طرح پوری نماز کو ۲ رکعت یا ۴ رکعت کہا جاتا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے

اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (پ ۲۱ ع ۶ دوم)

''کہ تم لوگ نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ''

یہاں صراحۃً نماز قائم رکھنے کا حکم فرمایا گیا اور چھوڑنے کو اشارۃً کافر و مشرک بے ایمان کا فعل بتایا گیا۔ اسی لئے اقامتِ صلوٰۃ کے بعد فوراً مشرک ہونے کی ممانعت فرمائی گئی اس لئے کہ نماز چھوڑنے والے کے متعلق ہمیشہ یہ خدشہ لاحق رہتا ہے کہیں معاذ اللہ کافروں میں نہ جا ملے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رسوائی و ذلت میں نہ پھنس جائے۔

ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ہرگز یہ پسند نہ کرے گا کہ کل قیامت کے دن اس کی رسوائی ہو اور وہ اسی گروہ میں شامل کر دیا جائے جو مستحق عذاب ہے۔

نمازی و بے نمازی گروہ

قیامت میں دونوں گروہ محض نماز کی وجہ سے الگ الگ کر دیئے جائیں گے۔

قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے

وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَھُمْ سَالِمُوْنَ (الخ پ ۲۹ ع ۱ قلم)

پوری آیت مقدسہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو حکم فرمائے گا کہ تم لوگ مجھے سجدہ کرو تو فوراً حکم پاتے ہی نمازی لوگ سجدہ میں چلے جائیں گے۔ لیکن جو لوگ کہ باوجود آواز اذان سن لینے کے نماز ادا نہیں کرتے ہیں وہ بھی چاہیں گے کہ

Marfat.com

سجدہ کرلیں مگر قادر نہ ہوں گے اس لئے کہ ان کی پشت تانبے کی طرح سخت ہوجائے گی۔ یہ ایک عجیب وغریب عالم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک نمازی بندے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہوں گے لیکن بدچلن بے نمازی مجرموں کی طرح آنکھیں نیچی کئے پریشانی کے عالم میں کھڑے رہ جائیں گے۔ فرمانبردار اور نمازی کو جنت میں داخلہ مل جائے گا جنھیں ہمیشہ کے لئے آرام وچین نصیب ہوگا اور نافرمان و بے نمازی کو جہنم کا ایندھن بنادیا جائے گا۔

خداوندِ قدوس ہر مسلمان کو قیامت کی رسوائی سے بچائے ''آمین'' وہ لوگ جو اذان کی آواز سن کر اپنی جگہ سے جنبش نہیں کھاتے اور ایسے اہم فریضہ کو بلا وجہ محض سستی وکاہلی سے چھوڑ دیتے ہیں غور کریں کہ آخر ان کی یہ حرکت کس قدر نازیبا اور یہ کتنا احمقانہ طریقہ ہے کیا سچ مچ ایمان کے بعد ترک نماز کی اسلام میں بلاوجہ شرعی کوئی گنجائش ہے؟ امید کامل ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ان باتوں پر باطمینان قلب غور وفکر کرے گا کہ ترک نماز ضعفِ ایمان کی ظاہر وباہر دلیل ہے اور اگر پڑھی بھی تو ہمارے دل سے پوری چاہت اور کامل رغبت کو قلب میں آنے ہی نہ دیا کیا ایسا شخص اپنے گناہوں کی وجہ سے خدا کی پاک زمین پر بوجھ نہیں؟

ایک مرتبہ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا

العهد بيننا وبينهم الصلوٰة فمن تركها فقد كفر (ترمذی، نسائی، ابن ماجه مشكوٰة ج ١ ص ٥٣)

''کہ منافقوں اور ہمارے درمیان معاہدہ یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھیں جو شخص نماز چھوڑ دے گا وہ کافر ہوجائے گا۔ اور اس سے ہمارا تعلق چھوٹ جائے گا اور اس کا کافر ہونا ظاہر ہوجائے گا''۔

اسلام میں جماعت بندی کا حکم

یہ نماز ہر عاقل وبالغ مسلمان پر انفرادی حیثیت سے فرض عین ہے لیکن اس کی ادائیگی کے لئے انفرادی حیثیت محبوب نہیں بلکہ جماعت کی قید لگادی گئی ہے اور حقیقت تو یہ

Marfat.com

ہے کہ ہر ایسے کام میں اسلام نے جماعت بندی کا حکم دے کر انسانی زندگی کے الجھے ہوئے گیسوؤں کو شانہ عطا فرما دیا جس میں تمام گتھیاں سلجھانے کی پوری پوری قوت موجود ہے قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (پ ۴ ع ۱)

"کہ تم لوگ اللہ کی رسی کو جماعت بندی کر کے خوب مضبوطی سے تھام لو اور بکھرو نہیں"

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ سب لوگ متحدو، متفق، ہم سطح و ہم خیال، یکساں و مساوی اور مجتمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہوں۔ الگ الگ چاہے کوئی کتنا ہی کام کرتا ہو اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اگر اہمیت کسی چیز کی ہے تو محض اللہ کے لئے جماعت بندی کی چنانچہ اسلام کے بتائے ہوئے جملہ امور میں اس جماعت بندی کا پورا پورا ایک حسین نظارہ ہے اس کے بغیر اسلامی زندگی ادھوری رہ جاتی ہے۔

یہ ایک اصولی بات ہے کہ کسی نظام کا حسن و قبح اس وقت تک معلوم ہی نہ ہو سکے گا۔ جب تک اس پر اجتماعی حیثیت سے عمل نہ کیا جائے۔ حضور سرور کائنات فخرِ موجودات ﷺ نے اپنے پیارے صحابہ کو جماعت بندی کا سبق دیا اور اس بات کو صحابہ نے خوب اچھی طرح سمجھا، یاد کیا، اور اس پر عمل کر کے ساری دنیا پر چھا گئے۔ مخالفین اسلام کے قلوب پر نظام اسلام کا کچھ ایسا سکہ بیٹھ گیا کہ انہیں یہ اعتراف کرنا ہی پڑا کہ اسلام نے جو نظام پیش کیا ہے آج تک دنیا کا کوئی مذہب نہ پیش کر سکا لیکن آج کا مسلمان اس کی اجتماعی خوبیوں سے بالکل بے بہرہ اور یکسر ناواقف ہے ہر شخص الگ الگ بجائے خود اپنے آپ کو قائد و امیر اور امام تصور کرتا ہے اور اپنے آپ کو ایک جماعت میں منسلک کر کے کسی ایک قائد کے ماتحت دیکھنا اپنی سخت ترین ذلت محسوس کرتا ہے اور وہی اپنی امارت و قیادت کے شیطانی وسوسوں کے پیش نظر دوسروں کو اپنا ہم خیال و ہم آواز بنا کر ڈیڑھ اینٹ کی اپنی الگ مسجد بنا لیتا ہے ایسے لوگ درحقیقت اسلام کے بدترین دشمن ہیں انہیں اللہ کی پاک

Marfat.com

زمین پر رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ جماعت سے الگ ہو جاتے ہیں وہ اسلام سے الگ ہو جاتے ہیں۔

پنجگانہ نماز باجماعت کی اہمیت

اس اجتماعی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے اسلام نے نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ ۲۴ گھنٹے میں ۵ مرتبہ مسلمان خانہ خدا میں اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کے دکھ و درد سے واقفیت حاصل کرتے رہیں اور اس طرح ہمدردی بڑھتی چلی جائے اور باہمی تعلقات کبھی منقطع نہ ہو سکیں نیز مسائل دینیہ میں باہمی مفاہمت کا اعلیٰ ذریعہ فراہم کر کے نجات اُخروی کا سبب مہیا فرما دیا گیا نماز باجماعت ادا کرنا سنت نبی رحمت ہے اس کے وجوب میں شک نہیں اس کے لئے اتنی تاکید فرمائی گئی ہے جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جماعت کے بغیر نماز ادا کرنے والے کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

جہاد کے وقت بھی باجماعت نماز

اس جماعت کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جہادِ فی سبیل اللہ کے وقت بھی نماز باجماعت ہی ادا کرنے کا حکم ہے۔ حالانکہ یہ جہاد بذات خود اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عبادت ہے لیکن اس عبادت کے وقت بھی یہی تاکید ہے کہ نماز باجماعت ہونی چاہیئے اس نماز کو باجماعت ادا کرنے کی شریعت مطہرہ نے یہ صورت بتائی ہے کہ جب جنگ کا موقعہ ہو اور نماز کا وقت آیا ہو جائے تو ساری فوج کو دو ٹولیوں میں تقسیم کر دیا جائے پہلی ہتھیار باندھے امام کے پیچھے صرف نصف نماز ادا کرے اور دشمن کے مقابلے میں چلی جائے دوسری آئے اور وہ بھی اسی طرح مسلح ہی امام کے پیچھے نصف اخیر ادا کرے جب امام سلام پھیر دے تو بغیر سلام پھیرے دوسری ٹولی واپس اپنی جگہ چلی جائے۔ پھر پہلی

Marfat.com

ٹولی آ کر نماز جیسے مسبوق لوگ ادا کرتے ہیں یعنی قرأت کے ساتھ پوری کر کے پھر اپنی جگہ دشمن کے مقابلہ میں جا کھڑی ہو۔ اب پھر دوسری ٹولی آئے اور نماز جیسے لاحق لوگ ادا کرتے ہیں یعنی بلاقرأت رکوع اور سجود کے ساتھ پوری کرے اور دشمن کے مقابلہ میں واپس چلی جائے اس موت وحیات ہار وجیت کی کشمکش میں بھی جماعت ترک کرنے کا حکم نہیں ہے۔ زمانۂ نبوی ﷺ کے منافقین جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے جماعت میں شریک ہونے پر مجبور تھے تاکہ ان کا غیر مسلم ہونا کھل نہ جائے اس لئے کہ نماز باجماعت ہی اسلام وکفر کے درمیان حدّ فاصل سمجھی جاتی تھی۔ اب نماز باجماعت ادا کرنے کے متعلق ارشاد پروردگار اور فرامین محبوب کردگار ملاحظہ فرمائیے اور درس عبرت حاصل کیجئے۔

نماز باجماعت کا حکم قرآن پاک وحدیث مقدس میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ

حدیث (۱) قال رسول اللہ ﷺ مامن ثلثة فی قریة ولا بدو لاتقام فیھم الصلوة الاقد استحوذ علیھم الشیطان فعلیک بالجماعة فانما یاکل الذئب القاصیة (رواہ احمد و ابوداؤد، نسائی مشکوة ج ا ص ۹۴)

رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی شہر یا گاؤں میں ۳ تین ہی شخص کیوں نہ ہوں نماز باجماعت ادا کرتے رہیں ورنہ ان پر شیطان غالب ہوجائے گا تو تم جماعت کو اپنے اوپر لازم کرلو دیکھو جماعت ''ریوڑ سے'' الگ رہ جانے والی بکری کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جماعت سے الگ رہ جاتے ہیں ان پر شیطانی طلسم کا پورا پورا اثر ہوجاتا ہے۔ اور ہمیشہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ کہیں کوئی بے ایمان

Marfat.com

اسے اپنے جیسا بنا کر عذاب اللہ کا ہمیشہ کے لئے لقمہ نہ بنا دے۔

حدیث (۲) من سمع المنادی فلم یمنعه من اتباعه عذر قالوا وما العذر قال خوف اومرض لم تقبل منه الصلوٰۃ التی صلی (مشکوۃ ج ا ص ۹۶)

کہ جس نے اذان کی آواز سنی اور کوئی عذر مانع نہ ہوا۔ سوال کیا گیا کہ کس قسم کا عذر فرمایا خوف عدو یا مرض تو ایسی صورت میں اگر اس نے نماز پڑھی بھی تو اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔

غور فرمائیے کہ یہ نماز درجہ قبولیت پر فائز نہیں ہوگی محض اس لئے کہ اس نے اذان سن کر بلا وجہ جماعت میں شرکت نہ کی۔

حدیث (۳) قال رسول اللہ ﷺ لاتوخر الصلوۃ لطعام ولا لغیرہ (مشکوٰۃ ج ا ص ۹۶ شرح السنۃ)

کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھانے اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کی وجہ سے نماز باجماعت میں دیر نہ کرو۔

اس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جب بھوک پیاس بول و براز کی شدت نہ ہو تو یونہی ہنسی مذاق اور دیگر امور غیر ضروریہ کی وجہ سے جماعت چھوڑ دینا جائز نہیں۔

حدیث (۴) ان عمر بن الخطاب فقد سلیمان بن ابی حشمه فی الصلوٰۃ الصبح وان عمر غدا الی السوق و مسکن سلیمان بین المسجد والسوق فمر علی الشفاء ام سلیمان

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبح کی جماعت میں سلیمان بن ابو حشمہ کو نہ پایا۔ نماز کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے گئے۔ راستہ میں حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا گھر پڑتا تھا ان کی والدہ محترمہ

فقال لها لم ارسليمان في الصبح فقالت انه بات يصلي فغلبت عيناه فقال عمر لانى اشهد فى الصلوٰة الصبح فى جماعة احب الى ان اقوم ليلة (مشكوٰة ج ۱ ص ۹۷)

حضرت شفاء کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ نماز میں میں نے سلیمان کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا رات بھر نماز پڑھتے رہے صبح کو ان کی آنکھ لگ گئی حضرت عمر نے فرمایا کہ میرے نزدیک نماز صبح کی جماعت میں حاضر ہونا رات بھر نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

حديث (۵) قال رسول الله ﷺ من شهد العشاء فى جماعة كان له قيام نصف ليلة ومن صلى العشاء والفجر فى جماعة كان له قيام ليلة (ترمذى)

کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عشاء کی جماعت میں حاضر ہوا اس کے لئے نصف شب قیام کا ثواب ہے اور جو عشاء و فجر جماعت سے ادا کرے اس کے لئے کامل شب کا اجر ہے۔

حديث (۶) قال رسول الله ﷺ من صلى اربعين يوما فى جماعة يدرك التكبير الاولى كتب له براء تان براءة من النار و براءة من النفاق "ترمذى"

رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے چالیس روز تک نماز باجماعت اس طرح ادا کی کہ تکبیر اولی نہ چھوٹی تو اس کے لئے دو رہائیاں ہیں۔ ایک دوزخ سے دوسری نفاق سے۔ (ترمذی)

Marfat.com

باجماعت نماز پنجگانہ سنن الہدی میں سے ہے اور جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دے گا گمراہ ہو جائے گا

حدیث (۷) قال من سرہ ان یلقی اللہ غدا مسلما فلیحافظ علی ھذہ الصلوۃ الخمس حیث ینادی بھن فان اللہ شرع لنبیکم سنن الھدی وانھن من سنن الھدی ولوانکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ھذا المختلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم وما من رجل یتطھر فیحسن الطھور ثم یعمد الی مسجد من ھذہ المساجد الاکتب اللہ لہ بکل خطوۃ یخطوھا حسنۃ ورفعہ بھادرجۃ وحط عنہ بھا سیئۃ ولقد راءیتنا ومایختلف عنھا الامنافق معلوم النفاق ولقد کان الرجل یوتیٰ بہ یھادی ربین الرجلین حتی یقام فی الصف (مسلم مشکوۃ ج ا ص ۹۷)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جیسے کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے بحالت اسلام ملنا پسند ہو اسے چاہیئے کہ جب اذان دی جائے پانچوں نمازوں کی حفاظت کرتا رہے بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سنن الہدیٰ مشروع فرمائی ہے اور بیشک یہ نماز باجماعت انہیں سنتوں میں سے ہے اگر تم لوگ یہ نماز اپنے گھروں میں ادا کر لیا کرو گے ''جماعت میں بلاوجہ شریک نہ ہو گے جیسا کہ منافق اپنے گھرں میں وقت جماعت ٹالدیا کرتے ہیں تو ضرور تم سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی سنت چھوٹ جائے گی اور ضرور تم گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص بہترین طریقہ سے وضو کر کے مسجد کی طرف اقدام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک نیکی درج فرماتا ہے اور ہر قدم پر ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ ہم

Marfat.com

میں سے سوائے کھلے منافق کے نماز باجماعت سے دوسرا کوئی شخص پیچھے نہیں رہتا اور ایک شخص (مریض) ایسا بھی صف میں لا کھڑا کیا جاتا جو دو شخصوں کے کندھوں کے سہارے آتا۔

جو لوگ بلا وجہ جماعت ترک کرتے ہیں ان کے گھر آگ لگا دینے کے قابل ہیں

حدیث (۸) قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لقد هممت ان امر بحطب فیحطب ثم آمر بالصلوٰۃ فیوذن بها ثم آمر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال وفی روایۃ لایشهدون الصلوۃ فاحرق علیهم بیوتهم (بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص ۹۵)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس ذات واجب الوجود کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے قطعی ارادہ کرلیا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم دوں تو نماز کے لئے اذان دی جائے اور میں ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز کے لئے جماعت میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔

صف اول کی فضیلت حدیث پاک میں

اذان کی آواز سنتے ہی نماز باجماعت کے اشتیاق میں مسجد کو آنا اور صف اول میں جگہ حاصل کرنا بلکہ اگر ممکن ہو تو امام کی پیٹھ کے پیچھے رہنا زیادتی ثواب و رحمت کا باعث

Marfat.com

ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف اول پر درود بھیجتے ہیں۔لوگوں نے عرض کی اور دوسری صف پر تو دوبارہ یہی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف اول پر درود بھیجتے ہیں لوگوں نے پھر عرض کی اور دوسری صف پر اے اللہ کے رسول تو فرمایا اور دوسری پر بھی اور فرمایا صفوں کو برابر اور منڈھوں کو مقابل کر لیا کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جایا کرو اور کشادگیوں کو بند کر لیا کرو۔ کیونکہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے یعنی وسوسوں سے نماز خراب کرتا ہے۔اس حدیث پاک سے چار باتیں جو بالکل کھلی ہوئی ہیں معلوم ہوئیں۔

(۱) جماعت کی صف اول میں جگہ حاصل کرنا

(۲) صفوں کو صحیح معنی میں سیدھی رکھنا جیسا کہ ایک اور حدیث میں وارد ہوا کہ صفوں میں کجی نہ رکھو ورنہ تمہارے قلوب میں کجی پیدا ہوگی۔

(۳) نہایت رحمدلی سے ایک دوسرے کے ساتھ پیش آنا کسی کو ہرگز ہرگز ایذا نہ پہنچنے دینا۔

(۴) صف بندی کرتے وقت خوب اچھی طرح ملکر کھڑا ہونا تاکہ شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہیں اور اس بات کا ثبوت دینا کہ ہم سب مسلمان ایک ہیں یہ جو کچھ بھی ہے سب مسلمان نمازیوں کے لئے سراپا رحمت اور زیادتی اجرت کے اسباب مہیا کئے گئے ہیں۔

اب جبکہ آپ کو نماز باجماعت کا حکم اور اس کی خوبیاں اور بلاوجہ شرعی ترک کے قبائح اور اس کی وعیدیں اچھی طرح معلوم ہو چکی ہیں تو تنہا اور باجماعت نماز کے قدرے تفصیلی مسائل اذان واقامت کے بعد ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

اذان کے متعلق تفصیلی معلومات

اذان ونماز میں باہمی ربط

اذان ونماز میں شریعت مطہرہ نے کچھ ایسا ربط قائم فرمایا ہے کہ اس کے بغیر عنداللہ نماز پسندیدہ نہیں اور اسی لئے ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ جیسے فقہاء کرام کی اصطلاح میں مکروہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایمان باللہ وبالرسالۃ، روزہ ماہ رمضان، حج بیت اللہ اور ادائے زکوٰۃ یہ سب عبادتیں وہ ستون ہیں جن پر اسلام کی عظیم الشان عمارت قائم ہوتی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی ایک کے لئے بھی سوائے فریضہ نماز کے اعلان (اذان) مشروع نہیں فرمایا گیا۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ نماز باجماعت میں وہ جملہ اوصاف وفوائد بدرجہ اتم موجود ہیں جو الگ الگ دیگر عبادتوں میں رکھے گئے ہیں بلکہ قادر مطلق نے جس قدر اس میں فلاح وبہبود رکھی ہے دوسروں میں بہت کم ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس عبادت عظمٰی کے واسطے باقاعدہ بڑے اہتمام کے ساتھ پہلے اذان (اعلان جماعت) مقرر فرمائی گئی تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ شریک نماز ہو کر دین ودنیا کے منافع حاصل کر سکیں تو جس نے اس اعلان کو سن کر لبیک کہا نجات پا گیا اور جس نے کاہلی اور بے اعتنائی برتی اسے نقصان برداشت کرنا ہوگا۔

اذان کا ثبوت قرآن کریم سے

قرآن کریم میں ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا (ترجمہ) اس سے بہتر کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے اور نیک کام کرتا ہے۔

اذان کے لغوی معنی

اذان کے لغوی معنی تو ہیں مطلق اعلان اور خبردار کرنے کے جیسا کہ قرآن کریم

Marfat.com

میں وارد ہوا ہے ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُھَا الْعِیْرُ اِنَّکُمْ لَسَارِقُوْن (پ ۱۲ ع ۲) (ترجمہ) پھر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ اے قافلہ والو! تمہیں چور ہو۔ اور (ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵۵) میں ہے ھو لغة الاعلام قال فی القاموس اذنه الامر وبه اعلمه کہ اس کے لغوی معنی خبردار کرنے کے ہیں۔ صاحب قاموس نے قاموس میں لکھا ہے اذنه الامر وبه بولا جاتا ہے جس کا مفہوم اعلم ہے یعنی خبر پہنچادو ہے اور المنجد میں ہے الاذان الاعلام بالامر کہ اذان کے لغوی معنی خبردار، اطلاع پہنچانے کے ہیں۔ اذان اسم مصدر ہے۔ تفعیل کے چھ اسماء مصادر میں سے یہ فعال کے وزن پر ہے اور اسی وزن پر سلام اور کلام بھی آیا ہے۔ نوادرالاصول شرح فصول اکبری شرحا ومتنا۔ معلوم ہوا کہ اذان بمعنی تاذین ہے جو متعدی ہے لازم نہیں۔ اور صراح باب اذان ص ۴۹۲ میں ہے۔ اذان آگاہی دادن، اذان الصلوۃ بانگ نماز۔

اذان کے شرعی معنی

اور شریعت کی اصطلاح میں مخصوص طریقہ پر مخصوص الفاظ میں صرف نماز کے لئے اعلان کرنے کا نام اذان ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے یہ صرف فریضہ پنجگانہ اور جمعہ کے لئے مشروع ہے۔ یہ اذان سنت موکدہ قریب بواجب ہے بلکہ بعض کے نزدیک تو واجب ہے اسی لئے قرون اُولیٰ اسے لے کر اب تک کسی سے کسی وقت بھی اس کا ترک ثابت نہیں نہ صحابہ کرام سے نہ تابعین عظام سے اور نہ تبع تابعین ذوی الاحترام وغیرہ سے۔

حضور ﷺ نے ایک بار اذان دی اور اشھد انی رسول اللہ فرمایا

اس اذان کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے خود حضور پرنور ﷺ نے اذان کہی جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ذکر فرمائی ہے انه صلی اللہ علیہ

وسلم اذن مرة فی سفر فقال فی تشهده اشهد انی رسول الله کہ ایک مرتبہ سفر میں حضور ﷺ نے اذان کہی اور کلمات شہادت کے وقت یوں فرمایا۔ اشھد انی رسول الله کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں فقہاء کرام نے اذان کو شعائر دینیہ کے اہم ترین شعار میں شمار کیا ہے۔

ترک اذان پر جہاد

یہاں تک کہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لو اجتمع اهل البلدة علی ترکه قاتلتهم علیه ولو ترکه واحد ضربته وحبسته ''کہ اگر اہل شہر اس کے ترک پر اتفاق کر جائیں تو میں ان سے اس بناء پر جہاد کروں گا اور اگر کسی ایک فرد نے اسے ترک کیا تو میں اسے سزا دوں گا اور قید کر دوں گا

اذان کہاں مشروع ہوئی؟

چند حدیثوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اذان مکہ معظمہ میں ہجرت سے قبل ہی مشروع ہو گئی تھی اس میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ طبرانی نے یوں نقل کی ہے۔

(۱) انه لما اسری بالنبی ﷺ اوحی الله الیه الاذان ومنزل به فعلمه بلالا. (طبرانی)

کہ جب نبی ﷺ کو معراج کرائی جا رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اذان وحی فرمائی پھر وہی اذان ''بعد ہجرت'' جب نازل کی گئی تو نبی ﷺ نے حضرت بلال بن رباح کو سکھائی۔

(۲) ان جبرئیل امر النبی ﷺ بالاذان حین فرضت الصلوٰة (دارقطنی)

کہ بیشک حضرت جرائیل علیہ السلام نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اس وقت ہی اذان کی درخواست کی تھی جب نماز فرض ہوئی تھی۔

یہ امر بالاتفاق مسلم ہے کہ نماز مکہ معظمہ میں فرض ہوئی تھی لہٰذا ان حدیثوں سے اذان کی مشروعیت قبل از ہجرت معلوم ہوتی ہے۔

اور بزاز نے یوں نقل کیا ہے۔

(۳) لما اراد الله ان يعلم رسوله الاذان اتاه جبريل بدابة يقال لها البراق فركبها فقال الله اكبر الله اكبر الخ

کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اذان سکھانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبریل کو ایک سواری دیکر بھیجا جسے براق کہا جاتا ہے تو نبی ﷺ نے سوار ہوکر اللہ اکبر اللہ اکبر پوری اذان کہی۔

لیکن حق تو یہ ہے کہ ان میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اس کے مقابلہ میں صحاح ستہ کے اندر جو حدیثیں منقول ہیں ان کثیر احادیث کی یہ سب حدیثیں معارض ہیں لہٰذا یہ حدیثیں قابل قبول نہیں ہیں۔ اور اگر صحیح بھی مان لی جائیں تو اس سے عوام کے لئے مشروعیت ثابت نہ ہوگی بلکہ سفر معراج سے پہلے محض برکت کی خاطر کلمات اذان زبان سے ادا کرانا ثابت ہوگا۔ جیسا کہ ردالمختار ج ا ص ۳۵۶ میں ہے۔

فيمكن انه علمه لياتي به في ذلك الموطن ولا يلزم مشروعتيه لاهل الارض

کہ حضور سید عالم ﷺ کی امت کیلئے حکم اذان نافذ کرنا مقصود نہ تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ حضور ﷺ کلمات اذان ''برائے برکت'' اپنی زبان سے کہیں

اذان کی ضرورت

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مدینہ منورہ تشریف لائے تو شروع شروع میں نمازیں بغیر اذان کے ادا کی گئیں اور دیکھا گیا کہ بعض لوگ جماعت سے پیچھے رہ جاتے ہیں تو اذان کی ضرورت محسوس کی گئی چنانچہ سرکار دوعالم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا کہ کوئی ایسی چیز مقرر کردینی چاہیئے جس سے لوگوں کو وقت کا علم ہوجایا کرے تاکہ جماعت میں سب لوگ بلاتاخیر شریک ہوسکیں۔

Marfat.com

اذان کے بارے میں صحابہ کرام کے مختلف مشورے

اس پر کچھ لوگوں نے ناقوس ''گھنٹہ'' اور کچھ لوگوں نے قرن ''نرسنگھا'' اور بگل استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن یہ سب آراء نا قابل قبول سمجھی گئیں اس لئے کہ نرسنگھا یہود کا شعار تھا اور آگ مجوس کا اور گھنٹہ عیسائیوں کا یہ لوگ اب بھی اپنی عبادتوں کے اوقات میں یہی استعمال کیا کرتے ہیں اس خوف سے مذکورہ بالا اشیاء کو اپنایا نہ گیا کہ کہیں اپنا وقت ان لوگوں سے نہ جاٹکرائے اور اس طرح مسلمانوں کو تعلیم وقت کے بجائے تحقیق نہ ہو جائے البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک نہایت صائب مشورہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور وہ یہ تھا الصلوۃ جامعہ کہہ کر لوگوں کو اطلاع دینی چاہیئے۔ چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اے بلال تم الصلوٰۃ جامعہ ''نماز تمہیں اکٹھا کرنے والی ہے'' کہہ کر ندا دیا کرو۔ لہٰذا پنجگانہ کے لئے اسی لفظ سے ندا دی جانے لگی مگر اس کی مشروعیت نہ ہوتی تھی بلکہ اس سے محض اتنی اطلاع مقصود تھی کہ اب وقت نماز آ پہنچا ہے۔

اب آپ ان مختلف مشوروں کے متعلق اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت فاروق اعظم کی رائے صائب تھی

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما	کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
قَالَ کان المسلمون حین	سے مروی ہے کہ جس وقت مسلمان
قدموا المدینۃ یجتمعون	ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آ گئے اور
فیتحینون للصلوۃ ولیس یُنادی	فریضہ نماز کے لئے اب تک کسی قسم کی
بھا بعد فتکلموا فی ذلک	منادی نہ ہوتی تھی تو ایک روز صحابہ کرام
فقال بعضھم اتخذوا مثل ناقوس	رسول پاک ﷺ کی خدمت میں جمع ہو
النصاریٰ وقال بعضھم قرنا مثل	کر اطلاع وقت کیلئے کچھ مقرر کرنے

قرن الیھود فقال عمر اولا تبعثون رجلا ینادی بالصلوٰۃ فقال رسول اللہ ﷺ یا بلال قم فناد بالصلوٰۃ (بخاری و مسلم باب الاذن)

لگے تو ان میں سے بعض نے تو کہا نصاریٰ کے گھنٹہ کی طرح ہمیں بھی ایک گھنٹہ بنا لینا چاہیئے اور انہیں میں سے بعض نے کہا یہود کی طرح نرسنگھا استعمال کیا جائے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہ کسی ایسے شخص کو کھڑا کر لیا جائے جو نماز کے لئے ''الصلوۃ جامعہ'' سے ندا دیا کرے تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا اے بلال اٹھو اور الصلوۃ جامعہ کے لفظ سے ندا دو۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ کس حد تک درست تھا جس کی تائید نبی ﷺ نے بلال کو حکم دے کر فرمائی لیکن اس کے بعد بھی اس بارے میں مجالس مشاورت منعقد ہوتی رہیں ایک اور مجلس میں حضور نے کچھ ارادہ فرمایا کہ ناقوس بجانے کی اجازت دیدی جائے مگر فیصلہ نہ فرمایا مجلس ادھوری بات پر برخواست ہوگئی۔

حضرت عبداللہ انصاری کا خواب میں مکالمہ

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ پیش پیش تھے۔ انہیں اس بات کا ہر وقت سب سے زیادہ فکر رہا کرتا تھا کہ ہمارے اوقات عبادت کا اعلان کسی طرح جلد از جلد باقاعدہ ہونے لگے۔ چنانچہ اسی فکر میں ایک شب سوئے تو ایک اجنبی شخص کو خواب میں دیکھا کہ ناقوس لئے جا رہا ہے اسے مخاطب فرما کر یوں مکالمہ شروع کیا۔

حضرت عبداللہ بن زید.........اے اللہ کے بندے کیا اپنا ناقوس بیچو گے؟

اجنبی ۔تم اسے حاصل کر کے کیا کرو گے؟

حضرت عبداللہ بن زید۔ہم اس سے اپنی نمازوں کے اوقات کا اعلان کیا کریں گے۔

اجنبی ۔اگر میں اس اعلان کے لئے ناقوس سے بہتر چیز بتادوں تو کیا تم قبول کرو گے؟

حضرت عبداللہ بن زید۔ کیوں نہیں ۔؟

اذان کی مشروعیت بذریعہ خواب

اجنبی اچھا تو جو الفاظ میں کہوں یاد کرلو اور انہیں سے اعلان کیا کرو۔ پھر یوں کہا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ،اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ،اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اور اقامت ”تکبیر“ کے لئے حی علی الفلاح کے بعد دوبار قدقامت الصلوۃ اور اس طرح پوری اذان و اقامت کہہ کر سنائی اتنے میں صبح صادق نمودار ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اس خواب کا تذکرہ کیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا خواب بالکل صحیح اور وحی ربانی کے مطابق ہے تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور کلمات اذان جس طرح تم نے سنے ہیں انہیں تھوڑا تھوڑا بتاؤ اور وہ اپنی زبان سے کہتے جائیں اس لئے کہ بلال بنسبت تمہارے بہت بلند آواز ہیں۔ چنانچہ دونوں حضرات اٹھے اور سرکار دو عالم ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق بتاتے جاتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بلند آواز سے کہتے جاتے اسی اثنا میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کانوں میں یہ آواز پہنچی تو جلدی سے سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی بخدا میں نے ایسا ہی خواب میں دیکھا ہے تو سرکار دو عالم ﷺ نے فللّٰہ الحمد فرما کر ان کی بھی تائید فرمائی چنانچہ مشکوۃ ج ا ص ۵۹ میں پوری حدیث یوں مذکور ہے۔

Marfat.com

عن عبدالله بن زید بن عبدربه رضی الله عنهم قال لما امر رسول الله صلی الله علیه وسلم بالناقوس یعمل لیضرب به للناس لجمع الصلوٰة الخ

کہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ سے مروی ہے کہ کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس کا حکم فرمایا تھا تاکہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا جا سکے۔ پوری حدیث کا ترجمہ اوپر گذرا۔

اذان سب سے پہلے فجر کی ہوئی

اس حدیث پاک میں کچھ آگے چل کر فلما اصبحت کا لفظ بھی راوی نے ذکر کیا ہے جس سے واضح ہوا کہ سب سے پہلے نماز فجر کیلئے اذان کہی گئی۔

دوسری حدیث مقدس میں یوں وارد ہوا ہے۔

عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بن عبدالله بن زید رای رجلا نزل من السماء علیه ثوبان اخضران فقال علی جذم حائط فاذن الله اکبر . الله اکبر (طحاوی باب الاقامت ص ۶۵)

کہ عبدالرحمٰن بن ابویعلی سے مروی ہے کہ بیشک عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا آسمان سے اترا اور ایک دیوار کی جڑ میں کھڑا ہو کر یوں اذان دی اللہ اکبر اللہ اکبر

تیسری حدیث شریف میں یوں الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

فقال رؤیا حق القها علی بلال فانه اندی منک صوتا فالقیتها علیه فقام فقال علی اعلی سطح فی المدینة فجعل یؤذن ودلیله قوله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة (الخ طحطاوی ص ۱۸۴)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درست خواب ہے۔ بلال کو سکھا دو اس لئے کہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں تو میں نے انہیں اذان سکھا دی جب وہ سیکھ چکے تو مدینہ میں ایک نہایت اونچی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دینے لگے اس اذان کی دلیل فرمان خدا ہے کہ اے

Marfat.com

ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے

لئے ندا دی جائے۔(آخر تک)

ان حدیثوں سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ سرکار دو عالم ﷺ جب مکہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اذان شریعت مطہرہ میں رائج کی گئی جو حضرت جرائیل علیہ السلام نے انسانی شکل میں نمودار ہو کر سکھائی۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خدمت اقدس میں حاضر ہونے سے قبل ہی وحی ربانی آ چکی تھی۔

اذان کا مقصد وحید

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کی اجازت نہ فرمائی گئی کیونکہ وہ پست آواز تھے بلکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نظر انتخاب میں آئے جس کی وجہ سرکار نے خود ہی بیان فرما دی کہ بلال بن رباح بڑے بلند آواز ہیں اذان کے لئے بلندی آواز نہایت ضروری ہے ورنہ مقصد اذان فوت ہو جائے گا۔ اور لوگوں کو دخول وقت اور جماعت کی اطلاع کما حقہ نہ ہو سکے گی۔ حالانکہ اذان کی مشروعیت کا اصل مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو دخول وقت و جماعت کی پوری پوری خبر ہو جایا کرے اس لئے حکم ہے کہ اذان وہ شخص دے جو بلند آواز ہو اور صحیح تلفظ ادا کرتا ہو اور اگر سرے سے اذان ہی نہ کہی گئی۔ یا کہی گئی لیکن آہستہ آہستہ تو ان دونوں صورتوں میں شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ دوبارہ کہی جائے۔ ورنہ نماز میں نقص پیدا ہو گا بایں معنی کہ ثواب میں کمی واقع ہو گی جسے فقہاء کرام کی اصطلاح میں مکروہ کہا جاتا ہے اذان کے معنی ہی اعلان نماز کے ہیں جو خاص اسی لئے ایجاد فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ آج سے تقریباً ساڑھے نو سو برس قبل حامی مذہب نعمانی ابو حنیفہؒ ثانی حضرت العلام الشیخ ابو الحسن احمد بن نجم القدوری البغدادی علیہ الرحمۃ نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ''المختصر القدوری'' ہے یہ کتاب بڑی بابرکت اور عظیم الشان ہے۔ علماء لکھتے ہیں کہ مصیبت وقحط سالی کے وقت لوگ اسے پڑھا کرتے تھے تو مالک کریم اس کی برکت سے

Marfat.com

مصیبت وقحط سالی دور فرما دیا کرتا تھا۔اس کتاب کی یوں تو بہت سی شرحیں لکھیں گئیں۔لیکن ان میں سے سب سے زیادہ نفع بخش صرف دو شرحین ثابت ہوئیں۔ایک کا نام جوہرہ نیرہ ہے جو حضرت العلام ابوبکر بن علی المعروت بالخذادی العبادی نے تقریباً ۸۰۰ھ میں لکھی تھی اور دوسری شرح اللباب'' ہے جسے سید عبدالغنی الشہیر الغنیمی المیدانی نے لکھی جو کہ حضرت العلام الامام محمد امین بن العابدین علیہ الرحمۃ مصنف ردالمختار کے شاگرد رشید ہیں چنانچہ اللباب میں علامہ غنیمی فرماتے ہیں۔

اذان کی مشروعیت صرف پنجگانہ وجمعہ کیلئے

الاذان سنة مؤكدة للرّجال للصّلوات الخمس والجمعة دون ماسواها کہ اذان صرف نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لئے سنت موکدہ ہے جو فقط مرد دے سکتے ہیں ''عورت خنثی ،مجنون اور فاسق نہیں'' اور طحاوی شریف ص ۶۵ باب الاقامت میں ہے۔

عن انس بن مالک قال کانوا	کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے
قد ارادوان یضربو ابالناقوس	فرمایا کہ لوگوں نے اعلان نماز کی خاطر
وان یرفعوانارًاالاعلام الصلوة	ناقوس اور آگ بلند کرنے کا ارادہ کیا
حتی رأی ذالک الرجل تلک	تھا یہاں تک کہ اس شخص ''عبداللہ بن
الرؤیا	زید'' نے خواب مذکور بالا دیکھا۔

ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ اذان محض نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لئے مشروع ہوئی ہے۔اس کے علاوہ کسی اور نماز کے لئے نہیں قرآن مجید نے بھی اذا نودی للصلوة ترجمہ: جب نماز کے لئے ندادی جائے اور اذا ناديتم الى الصلوة (ترجمہ: جب پکارو تم (لوگوں کو) نماز کی طرف) ارشاد فرمایا ہے۔جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اصل میں نماز ہی کے لئے اذان مشروع ہوئی۔

اذان پنجگانہ و جمعہ کے علاوہ چند اور اذان مسنون و مستحب ہے

اس سے یہ ہرگز نہ خیال کیا جائے کہ اذان پنجگانہ و جمعہ کے علاوہ اور اذانیں حرام و ناجائز ہیں بلکہ پنجگانہ و جمعہ کے علاوہ کئی ایسے مقام ہیں جہاں علماء اعلام نے مستحب و مندوب ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۸۳۶ء ج اص ۳۵۷ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔ شعر

سن الأذان لست قد نظمتهم ۔۔۔ فی نظم شعر فمن یحفظهم انتفعا

فرض الصلوة وفی آذان الصغیر وفی ۔۔۔ وقت الحریق وللحرب الذی وقعا

خلف المسافر والغیلاتان إن ظهرت ۔۔۔ فاحفظ لسنة من الدین قد شرعا

زیدت اربعة ذوهم وغضب ۔۔۔ ومسافر ضل فی قفرومن صرعا

ومن ساء خلقه من انسان اوبهیمة ۔۔۔ قیل وعند انزال المیت القبرا

(ترجمہ) اذان کے مسنون مواقع میں نے نظم میں بیان کئے ہیں جو انہیں یاد رکھے گا نفع حاصل کرے گا۔ فرض نماز اور بچوں کے کانوں میں اور آگ لگنے کے وقت اور جنگ کے لئے اگر واقع ہو۔ مسافر کے پیچھے اور شیطانوں کے لئے اگر نظر آئیں۔ یہ سب سنتیں یاد کرو۔ جو نبی کریم ﷺ نے مشروع فرمائیں اس کے علاوہ چار اور زائد کی گئی ہیں غم والے اور غضب والے کے لئے اور مسافر کے لئے جو میدان میں گم ہو جائے۔ اور مرگی والے کیلئے اور جس کے اخلاق برے ہوں خواہ انسان ہو یا جانور اور کہا گیا کہ جب میت کو قبر میں اتار دیا جائے یعنی دفن کے بعد۔

مقصد اذان کے پیش نظر بیرون مسجد اذان مشروع ہوئی

جب آپ نے اذان کا مقصد پوری طرح ذہن نشین کر لیا کہ اذان کو شریعت مطہرہ میں لانے کی غرض ہی یہ ہے کہ نماز کے وقت کا اعلان ہوتا رہے جسے دور و نزدیک کے

Marfat.com

سبھی لوگ سنیں اور فریضہ خدا باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں جمع ہو جایا کریں۔ اس غرض کو معلوم کرنے کے بعد ہر ذی عقل یہی کہے گا کہ اذان مسجد کے بیرونی حصے میں ایسی جگہ کہی جانی چاہیئے جہاں سے آواز دور دور تک پہنچے۔ اگر اندرون مسجد اذان کہی جائے تو نہ اس کا مقصد حاصل ہوگا اور نہ ہی سنت پر عمل۔

اذان بیرون مسجد کے سلسلہ میں چند احادیث وتفاسیر

چنانچہ کتب حدیث میں مذکور ہے کہ اذان مسجد کی چھت پر یا مسجد سے متصل والی چھت پر ہوا کرتی تھی یا پھر مسجد کے بیرونی دروازہ پر اس بارے میں چند احادیث وتفاسیر و فقہ کی عبارتیں ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

اذان جمعہ حضور ﷺ اور صحابہ کبار کے عہد میں صرف ایک تھی

(۱) عن الزهری عن السائب بن یزید قال کان النداء یوم الجمعة اوله اذا جلس الامام علی المنبر علی عهد النبی ﷺ وابی بکر وعمر فلما کان وعثمان و کثر الناس زاد النداء الثالث علی الزوراء قال ابوعبدالله الزوراء موضع بالسوق بالمدینة.

(بخاری ج ۱ ص ۱۲۴)

حضرت امام زہری سائب بن یزید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی اذان اول (اذان خطبہ) اس وقت ہوتی تھی جبکہ امام زمانہ نبی ﷺ میں منبر پر بیٹھ جاتا اور زمانہ ابوبکر وعمر میں بھی اسی طرح ہوتی لیکن جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو انہوں نے تیسری اذان کا زوراء پر اضافہ کر دیا ابوعبداللہ (امام بخاری)

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زوراء مدینہ
کے بازار میں ایک جگہ ہے (جو مسجد
نبوی کے قریب تر ہے)

فائدہ: اذان واقامت دونوں کو ندا (اذان) سے تعبیر کیا گیا ہے اس کے علاوہ اور احادیث کریمہ میں بھی دونوں کو اذان کہا گیا ہے اسلیئے کہ دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ یعنی اعلانِ نماز فقہاء کرام صرف فرق یہ بتاتے ہیں کہ اذان غائبین کی اطلاع کے لئے مشروع ہے اور اقامت حاضرین کے لئے اسی لئے اذان بیرون مسجد بلند آواز سے کسی اونچی جگہ کہی جانی چاہیئے۔ اور اقامت اندرون مسجد کچھ پست آواز سے۔ اس طرح مذکور بالا حدیث پاک میں (۱) اذان خطبہ جمعہ (۲) اقامت (۳) اذان قبل اذان خطبہ جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جاری فرمایا۔

عہد نبوی وابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ سے لیکر عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک صرف دو اذان یعنی اذان خطبہ اور اقامت پر جمعہ کی نماز کے لئے اکتفا کیا جاتا تھا اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اذان خطبہ سے قبل ایک اذان کا اضافہ فرمایا تو یہ سب ملکر تین اذانیں ہوگئیں۔ جس کو حدیث بالا میں ذکر کیا گیا یہ اذان ترتیب کے لحاظ سے تو پہلی ہے لیکن اضافہ کے لحاظ سے تیسری کہی گئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیرون مسجد ''زوراء'' پر اذان اول کا اضافہ فرمایا

(۲) علی دار لہ یقال لھا الزوراء. عینی شرح بخاری بحوالہ طبرانی ج۳ ص ۲۸۱

کہ جمعہ کی اذان اول ایک مکان پر ہوتی تھی جو حضرت عثمان ہی کا مکان تھا اس کو زوراء کہا جاتا تھا۔

Marfat.com

(۳)عن السائب بن يزيد ان الاذان كان اوله حين يجلس الامام على المنبر يوم الجمعة فى عهد النبى ﷺ وابى بكر وعمر رضى الله عنهما فلما كان خلافة عثمان رضى الله عنهما و كثر الناس امر بالاذان الثالث هو الاوّل جعله ثالثاً باطلاق الاذان على الاقامة (ابو داؤد)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زمانہ نبوی ﷺ اور دور ابوبکرو عمر رضی اللہ عنہما و بارک وسلم میں امام جمعہ کے دن جب منبر پر بیٹھ جاتا اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو تیسری اذان کا حکم فرمایا جو آج پہلی اذان کہی جاتی ہے اور (حدیث) میں اس اذان کو تیسری اذان سے اسلئے تعبیر کیا گیا کہ اقامت کو بھی اذان کہا جاتا ہے۔

(۴)قال بن سعد بالسند الى ام زيد بن ثابت كان بيتى اطول بيتى حول المسجد فكان بلال يوذن فوقه من اوّل ما اذان الى ان بنى رسول الله ﷺ مسجده فكان يوذن بعد على ظهرا لمسجد وقد رفع له شئ فوق ظهره

(رد المختار ج ا ص ۳۵۶)

ابن سعد رضی اللہ عنہ نے ام زید بن ثابت کی طرف منسوب کر کے فرمایا کہ مسجد نبوی کے اردگرد مکانوں میں سب سے زیادہ میرا مکان لمبا تھا تو حضرت بلال اس کے اوپر پہلے دن سے اذان کہنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی مسجد تعمیر فرمائی تو حضرت بلال اس کے بعد مسجد کی چھت پر اذان کہتے تھے اور اذان کہنے کے لئے اس کی چھت کے اوپر تھوڑی سی بلندی کر دی گئی تھی یعنی چبوترا سا بنا دیا گیا تھا۔

Marfat.com

(۵) اخرج الجماعة الا مسلماعن السائب بن يزيد قال كان النداء يوم الجمعة اوله اذا جلس الامام على المنبر على عهد رسول الله ﷺ وابى بكروعمر فلما كان عثمان واكثر الناس زاد النداء الثالث على الزوراء فتح القدير ج ا ص ۲۵۵ لابن الهمام المتوفى ۸۶۰ھ	سوائے مسلم کے ایک پوری جماعت (محدثین) نے سائب بن یزید سے روایت کیا ہے فرمایا کہ پہلی اذان جمعہ کے دن اس وقت کہی جاتی جب امام عہد نبوی ﷺ اور عہد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں منبر پر بیٹھ جاتا اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور لوگ بڑھ گئے تو مقام زوراء پر ایک تیسری اذان کا اضافہ فرمادیا۔

ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اذان اول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جاری کی تھی چنانچہ عینی شرح بخاری شریف ج ۳ ص ۲۹۰ میں ہے۔

فلما كانت خلافة عمر رضى الله عنه كثر المسلمون امر موذنين ان يوذنو بالجمعة خارج المسجد حتى يسمع الناس الاذان	جب خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور مسلمان بڑھ گئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دوموذنوں کو حکم فرمایا کہ مسجد کے باہر اذانیں دیں کہ لوگ سن سکیں۔

اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ اذان خارج مسجد کے باہر ایسی جگہ کہنا چاہیئے جہاں سے لوگ خوب اچھی طرح سن سکیں اسی لئے مقام زوراء پر اذان کہنے کا حکم دیا گیا تھا۔ چنانچہ تفسیر خازن ج ۴ ص ۲۶۵ میں علامہ علاء الدین علی بن محمد ابراہیم جنہوں نے اپنی اس کتاب کو رمضان المبارک ۷۲۵ھ میں اب سے چھ سوانسٹھ ۶۵۹ برس قبل مکمل کی ہے فرماتے ہیں۔

Marfat.com

والزوراء موضع سوق المدينة قريب من المسجد و قيل كان مرتفعا كا لمنارة

کہ زورا مدینہ منورہ میں ایک جگہ تھی جو مسجد نبوی کے قریب ہی تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بلند جگہ منارہ کی طرح تھی۔

اور حاشیہ جلالین ص ۴۶۰ میں یوں مذکور ہے۔

والمراد بهذا النداء الاذان عند قعود الخطيب على المنبر لا نه لم يكن فى عهدرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نداء سواه فكان له موذن واحد اذاجلس على المنبر اذن على باب المسجد فاذا نزل اقام الصلوة ثم كان ابو بكر و عمرو على بالكوفة على ذالك حتى كان عثمان و كثر الناس وتباعدت المنازل زاد اذا نا آخر فامر بالتاذين اولا على داره التى تسمى الزوراء فاذا سمعو اقبلواحتى اذا جلس على المنبر اذن الموذن ثانيا ولم يخالفه احدفى ذلك

کہ مراد اس ندا سے وہ اذان ہے جو خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے بعد ہوتی ہے اس واسطے کہ اس اذان کے ماسوا سرکار کے زمانہ اقدس میں کوئی دوسری اذان نہ تھی سرکار کا ایک ہی موذن تھا۔ جب منبر پر تشریف فرما ہوتے تو یہ موذن مسجد کے دروازے پر اذان دیا کرتا تھا اور جب خطبہ دیکر منبر اقدس سے نیچے اترتے تو اقامت کہتا بالکل اسی طرح حضرات ابوبکر وعمر وعلی رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں رہی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت آیا اور لوگ بہت زیادہ تعداد میں ہو گئے اور ان کی رہائش گاہیں مسجد سے دور دراز ہو گئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

الوقت لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الرّاشدین المھدیین من بعدی نے ایک اور اذان زائد کر دی اور لوگوں کو حکم فرمایا کہ اذان اول زوراء پر کہی جائے۔ جو لوگ اذان سن لیتے تو آجاتے یہاں تک کہ جب خطیب منبر پر بیٹھ جاتا تو دوسری اذان ہوتی۔ اس وقت کسی نے بھی ان کی مخالفت نہ کی اس لئے کہ سرکار کا فرمان ہے کہ میری اور خلفائے راشدین کی سنتوں کو تھامے رکھنا۔

ان عبارتوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اذان باہر ہی ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس کی غرض وغایت محض یہ ہے کہ لوگوں کو نماز کے اوقات کی اطلاع ہو جایا کرے۔ اسی کے ماتحت ایک اور اذان کا اضافہ کر دیا گیا۔ چنانچہ اب سے پانچ سو اناسی برس قبل علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری المتوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۹۰ میں روایت کرتے ہیں۔ فلما کان عثمان جعل من یوذن علی الزوراء وھی کالصومعۃ ترجمہ: کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو موذن کو مقام زوارء پر اذان کہنے کا حکم فرمایا جو منارہ کی مثل تھا۔

اذان بیرون مسجد کے ثبوت میں چند عبارات کتب

اب آپ فقہاء کرام کے ارشادات گرامی ملاحظہ فرمائیے کہ آخر یہ لوگ اس کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن ہمام عبدالواحد الاسکندری المتوفی ۸۶۵ھ اب سے تقریباً سوا پانچ سو برس قبل اپنی کتاب فتح القدیر ج ۱ ص ۲۵۱ باب الجمعہ میں تحریر فرماتے ہیں جن کے متعلق علماء کرام نے فرمایا ہے۔ انہ بلغ رتبۃ الاجتھاد کہ بیشک وہ تو اجتہاد کے مرتبہ پر پہنچ گئے تھے۔

(۱)وھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ الکراھۃ الاذان فی داخلہ

خطبہ جمعہ خدا کا ایسا ذکر ہے کہ مسجد یعنی حدود مسجد میں ہوتا ہے اس لئے کہ اذان (خطبہ) مسجد کے اندرونی حصہ میں مکروہ ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ اذان باہر ہی ہونا چاہیے۔ اگر کوئی حدود مسجد میں اذان کہے گا تو یہ مکروہ ہوگا۔

(۲) کتاب فتح القدیر شرح ہدایہ ج اص ۱۷۱ پر یوں ہے۔

قالوالایوذن فی المسجد

کہ علماء کرام نے فرمایا کہ اذان مسجد میں نہ کہی جائے

(۳) عالمگیری یہ ایک اجماعی کتاب ہے جسے اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ کے تقریباً سو علماء وفضلا کو جمع کر کے فرمایا تھا کہ مل جل کر ایک ایسی کتاب لکھیں۔ جو تمام مسائل حنفیہ متفقہ یا پر بالاتفاق پر مشتمل ہو چنانچہ یہ کتاب انہیں کے حکم سے اب سے ۲۶۶ برس سے بھی پہلے لکھی گئی جس کی ج اص ۱۵۵ میں ہے۔

وینبغی ان یوذن علی المئذنۃ اوخارج المسجد ولا یوذن فی المسجد

کہ اذان منارہ پر دی جائے یا مسجد کے باہر اور مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے۔

نیز اسی کتاب کی ج اص ۵۵ میں یوں عبارت مرقوم ہے

لایوذن فی المسجد والسنۃ ان یوذن فی موضع عال یکون اسمع الجیرانہ ویرفع صوتہ

کہ مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے اور سنت طریقہ یہ ہے کہ ایسی بلند جگہ آواز بلند اذان دی جائے جہاں سے پڑوس والوں کو خوب اچھی طرح سنائی دے۔

Marfat.com

(۴) غنیہ شرح منیہ ص ۳۵۷ پر علامہ ابراہیم حلبی التوفی ۹۵۶ھ اب سے ۴۲۸ برس قبل فرماتے ہیں۔

الاذان انما یکون فی المئذنة اوخارج المسجد والاقامة فی داخله — کہ جز ایں نیست کہ اذان مئذنہ پر ہو یا مسجد کے باہر۔اور اقامت مسجد کے اندر

(۵) خزانۃ المفتیین فصل فی الاذان میں ہے

لایوذن فی المسجد — کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے۔

(۶) بحرالرائق شرح کنز الدقائق ص ۲۶۸ پر اب سے ۴۱۴ برس قبل علامہ زین ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۹۷۰ھ فرماتے ہیں۔

لایوذن فی المسجد — کہ اذان مسجد میں نہ دی جائے۔

(۷) فتاویٰ قاضیخان ص ۵۵ میں اب سے ۱۰۸۹ برس قبل امام فخر الدین حسن بن منصور التوفی ۲۹۵ھ جو اکابر علماء متاخرین احناف میں سے ہیں فرماتے ہیں۔

لایوذن فی المسجد — کہ اذان مسجد میں نہ دی جائے۔

(۸) شرح نقایہ ص ۸۴ میں اب سے ۵۷۸ برس قبل علامہ عبدالواحد بن محمد سیرامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

فیہ اشعار بانہ لایوذن فی المسجد — کہ اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ دی جائے۔

(۹) طحطاوی علی مراقی الفلاح ج ۱ ص ۱۲۸ میں اب سے ۱۶۹ برس قبل علامہ احمد الطحطاوی التوفی ۱۸۱۵ء ارشاد فرماتے ہیں۔

یکرہ ان یوذن فی المسجد — کہ مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے۔

نیز اسی کتاب کے ص ۷۸ میں یوں مذکور ہے۔

ینبغی ان یوذن علی المئذنۃ او خارج المسجد
کہ مناسب یہ ہے کہ اذان منارہ پر کہی جائے یا مسجد کے باہر

مسجد میں اذان کہنے کے لئے کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے

ان احادیث مقدسہ وتفاسیر مبارکہ اور اقوال فقہاء احناف سے پوری وضاحت ہوگئی کہ کوئی اذان خواہ خطبۂ جمعہ کی ہو یا اس سے قبل والی یا پنجگانہ۔ مسجد کے اندر ہرگز نہ کہنا چاہیے اگر کوئی کہے گا تو وہ بدعت سیۂ کا مرتکب ہوگا اس لئے کہ کبھی کسی وقت حضور سرور کائنات ﷺ سے مسجد کے اندر اذان ثابت نہیں ہے اور کوئی شخص ہرگز کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں کرسکتا اور اسی پر اجماع صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین ہے بلکہ مسجد کے اندر اذان کے لئے کھڑا ہونا خواہ لاؤڈ اسپیکر ہی کیوں نہ ہو مکروہ وممنوع ہے اس لئے کہ مسجد میں اذان کے لئے کھڑا ہونا خلاف اجماع ہے۔ لہٰذا سنت صحابہ اور سنت تابعین وائمہ مجتہدین کو باقی رکھنے کے لئے لازم ہے کہ اذان کہنے کے لئے کھڑے بھی باہر ہی ہوں۔ ہاں اگر مسجد کے حجرہ میں مائیک رکھ کر وہیں سے اذان کہی جائے۔ تو یہ صحیح و درست ہے۔ اس لئے کہ مسجد کا حجرہ مسجد کے حکم میں نہیں۔

اذان خطبۂ جمعہ کے متعلق مفصل معلومات

اذان خطبہ کا حکم

یہ جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے ساری اذانوں کے متعلق ہے کوئی بھی اذان اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ جمعہ کی پہلی اذان ہو یا خطبہ کی یا پانچوں وقت کی، سب کا ازروئے شرع یہی حکم ہے۔

سنت سرکار ﷺ وصحابہ کبار چھوڑ کر رسم ورواج پر عمل گمراہی ہے

اذان خطبۂ جمعہ کے بارے میں حال کے کچھ لوگوں نے اختلاف برپا کر رکھا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اذان خطبہ دیگر اذانوں کے حکم میں نہیں لہٰذا اندرون مسجد کہنا جائز

بلکہ بہتر ہے۔ مگر درحقیقت یہ بات بالکل بے بنیاد ہے ان کا دعویٰ بلا دلیل ہے جو قطعاً قابل قبول نہیں یہ لوگ مقام استدلال میں یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ بلاد اسلامیہ میں اس کا رواج پڑ گیا ہے لہٰذا یہی درست ہے لیکن نام نہاد بلاد اسلامیہ کی آڑ لینا ہرگز سودمند نہ ہوگا کیونکہ قرآن و تفاسیر۔ احادیث وفقہ کے واضح بیان ہوتے ہوئے رسم و رواج کو مقام استدلال میں پیش کرنا سخت بے انصافی اور گمراہی ہے۔

سب سے پہلے ہشام مروانی نے اذان خطبہ اندر کہلوائی

دراصل یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی کہی ہوئی بے بنیاد باتوں کو منوانے کی خاطر حضور پُرنور ﷺ اور صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین کی سنت کو چھوڑ کر ایک ظالم و جابر خلیفہ کے ڈالے ہوئے رواج پر دانستہ یا نادانستہ خود عمل کرتے ہیں اور دوسرے کو بھی حکم دیتے ہیں چنانچہ علامہ عبدالحئ لکھنوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ کتاب المدخل میں علامہ شمس الدین محمد بن محمد المعروف باابن امیر الحاج المتوفی ۸۷۹ھ جو صاحب فتح القدیر علیہ الرحمہ کے اجلہ تلامذہ میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ ہشام نے اندرون مسجد اذان کہنے کا رواج ڈالا اور عینی شرح بخاری میں بھی بعینہٖ یہی مضمون مرقوم ہے۔

ہشام مروانی کے مختصر کرتوت

یہ یزیدی ظالم خلیفہ جس کا نام ہشام بن عبدالملک بن مروان ہے۔ جو ۱۰۵ھ میں تخت حکومت پر بیٹھا اور ۱۲۵ھ تک مسلط رہا اپنے باپ دادا کی طرح یہ بھی اقتدار پسند، متکبر، اور اسلام کش تھا اس نے بڑی بے باکی سے قومی عصبیت و باہمی منافرت کو فروغ دیکر جہالت و بربریت ملک بھر میں پھیلا دی۔ اس ظالم دشمن اہلبیت نے حضرت امام زید بن علی بن حسین بن علی مرتضی رضی اللہ عنہم کو سولی دیکر شہید کرایا۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ نعش مبارک کو دفن نہ ہونے دیا اور اسی طرح سولی ہی پر کئی برس گزر گئے تن مبارک کے کپڑے بالکل گل

Marfat.com

گئے تھے قریب تھا کہ بے ستری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم فرمایا اس نے جسم مبارک پر ایسا گہرا جالا تن دیا جو تہبند کی جگہ کام آیا جب یہ ظالم مر گیا تو نعش مبارک کو سولی سے اتار کر دفنایا گیا۔ رسول پاک ﷺ کو کسی صالح سیرت نے خواب میں دیکھا کہ امام مظلوم حضرت زید رضی اللہ عنہ کی سولی سے اپنی پشت اقدس لگائے ہوئے کھڑے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے بیٹوں کے ساتھ یہ کچھ کیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

میرے دوستو! اور بزرگو!

رسول اکرم نور مجسم ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی سنتوں کو چھوڑ کر ایک ظالم کی سنت پر عمل کرنا کتنا صریح ظلم ہے اسی ظالم نے اذان خطبہ منبر کے برابر ۲/۴ ہاتھ کے فاصلہ پر دلوائی اور الناس علی دین ملوکھم کے مصداق لوگوں نے طوعاً و کرھاً قبول کیا اور بعد کے آنے والوں نے اپنے خلیفہ کے کارنامے کو باقی رکھنے کے لئے پوری طاقت سے اس کی حفاظت کی اور آج تک اس کے حمایتی اندرون مسجد اذان کہنے کی حمایت میں اپنے نامۂ اعمال کی طرح کئی کئی صفحات سیاہ کر ڈالتے ہیں۔ اب ہم ناظرین کرام کی مزید معلومات کے لئے بعینہٖ ایک فتویٰ درج کر کے اس کے غلط استدلال کا اظہار کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایا جائے۔

اذان خطبہ کے بارے میں علماء دیوبند کا فتویٰ

خطبۂ جمعہ کی اذان مسجد کے اندر منبر کے سامنے جیسا کہ بلاد اسلام و حرمین شریفین میں رواج ہے ہونی چاہیے صاحب ہدایہ نے اس اذان کو ہیئت مذکورہ سے توارث حرمین سے ثابت کیا ہے۔

واذا صعد الامام المنبر و جلس اذن المؤذنون بین یدی المنبر بذلک جری التوارث ولم یکن علی عھد رسول اللہ ﷺ الا ھذا الاذان

یدیہ ویوذن ثانیا بین یدی الخطیب قال الثانی ای علی سبیل السنۃ کما یظھر من کلامھم اور عنایہ و کفایہ و مراقی الفلاح وطحطاوی میں اس اذان میں قیل عند المنبر مصرحاً مذکور ہے۔ جس سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے فقہاء کا مطلب بین یدی سے یہی ہے کہ مسجد میں منبر کے قریب یہ اذان ہونا مسنون ہے پس اس کی مخالفت کرنا فقہاء حنفیہ کی مخالفت کرنا ہے۔ علامہ عینی نے صاحب ہدایہ کے قول بذلک جری التوارث کے تحت لکھا ہے ای من زمن عثمان پس جبکہ خلفاء راشدین کے زمانہ سے توارث اس کا اس طرح ثابت ہے تو پھر اس کے سنت ہونے میں کیا شبہ رہا لہٰذا مسنون یہی ہے کہ یہ اذان خطبہ جمعہ مسجد میں منبر کے قریب خطیب کے سامنے کہی جائے و اللہ اعلم

احقر محمد صابر نائب مفتی دار العلوم کراچی نمبرا

الجواب صحیح

بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ

Marfat.com

علماء دیوبند کے غلط فتویٰ کی تردید مع تنقید

مذکورہ بالا عبارت میں جس قدر بھی استدلال کیا گیا ہے سب کے سب دُور از حقیقت ہے اسلئے کہ بین یدی المنبر او عند المنبر سے ہمارے فقہائے کرام کی عبارت کا یہ مطلب نکالنا کہ مسجد کے اندر منبر کے قریب اذان خطبہ ہونا مسنون ہے قطعاً کج فہمی اور خلاف واقع ہے۔

بین یدی کی علمی تحقیق

کیونکہ بین یدی اصطلاح عرب میں صرف سامنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے دور اور نزدیک کی اس میں کوئی قید نہیں ہوتی جس کے مقابلے میں خَلْفَ ''پیچھے'' استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنۡ بَیۡنِ اَیۡدِیۡھِمۡ سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِھِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰھُمۡ فَھُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ (پ ۲۱ ع ۱۸)

کہ اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ ترجمہ: کنز الایمان

اسی طرح ایک اور جگہ اور ارشاد فرماتا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

یَعۡلَمُ مَابَیۡنَ اَیۡدِیۡھِمۡ وَمَا خَلۡفَھُمۡ

کہ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔ کنز الایمان

ان دونوں آیتوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بین یدی کا معنیٰ محض سامنے اور آگے کے ہیں تو جہاں کہیں کسی فقیہ یا محدث نے اذان بین یدی المنبر یا بین یدی الخطیب استعمال کیا ہے اس کے یہی معنیٰ ہیں نہ یہ کہ مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلہ پر۔

فقہاء کرام کے مقصد حقیقی سے کوسوں دور ہٹ کر اپنی خواہش کے مطابق ان کی عبارتوں کا مفہوم بیان کرنا صریح ظلم اور کھلا ہوا بہتان ہے۔

اذان خطبہ کی جگہ مسجد کا بیرونی دروازہ ہے

حدیث پاک سے اس بین یدی کی اور بھی وضاحت ہو جاتی ہے چنانچہ اب سے ۱۰۸۱ برس قبل حافظ الحدیث سلیمان بن اشعث بجستانی المتوفی ۳۰۳ھ اپنی کتاب سنن ابی داؤد ص ۱۵۵ میں روایت فرماتے ہیں۔

عن السائب بن یزید رضی اللہ عنہ قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر وعمر

کہ جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر اقدس پر تشریف فرما ہوتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان کہی جاتی ایسا ہی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ مبارکہ میں تھا۔

اس حدیث پاک میں لفظ بین یدی کو استعمال کیا گیا ہے اور ساتھ ہی علی باب المسجد بھی جس سے ثابت ہوا کہ بین یدی کا مفہوم صرف ''سامنے'' ہے قریب وبعید کا مفہوم اس میں ہرگز نہیں۔

علی باب المسجد سے مسجد نبوی ﷺ کا شمالی دروازہ مراد ہے۔اسی دروازہ پر حضور ﷺ کے زمانہ میں اذان خطبہ ہوا کرتی تھی۔ اور اسی طرح حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں بھی اسی دروازے پر ہوا کرتی تھی اس اذان کے علاوہ اور کوئی دوسری اذان اس وقت تک نہ تھی لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور دیکھا کہ مسلمانوں کی آبادی دور دور تک پھیل گئی ہے اور اذان خطبہ ان تک نہیں پہنچ پاتی اور لوگ قدرے تساہل بھی کرنے لگے ہیں تو حکم فرمایا کہ ایک اور اذان کہی جائے۔ چنانچہ مسجد کی چھت یا کسی اور مقام پر اذان خطبہ سے اندازاً ایک گھنٹہ قبل ایک اور اذان ضرورتاً کہی جانے لگی یہ وہ اذان ہے جسے اذان اول کہا جاتا ہے اس سے قبل اس اذان کا رواج نہ تھا۔

بانی اذان اول نے اذان خطبہ کی تبدیلی گوارا نہ فرمائی

غور فرمایئے! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس اذان کا اضافہ تو فرمایا لیکن یہ گوارا نہ فرمایا کہ سرکار کی سنت کو تبدیل کیا جائے۔ بلکہ جیسا کہ سرکار دوعالم ﷺ کے زمانہ میں منبر اقدس کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان خطبہ کہی جاتی تھی۔ بالکل اسی طرح برقرار رکھی۔ چنانچہ اب سے ۵۲۹ برس قبل شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی المتوفی ۸۵۵ھ نے اپنی کتاب عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۹۰ میں اس کو روایت فرمایا ہے اور طبرانی کا بھی حوالہ پیش کیا ہے۔ جبکہ بین یدی کا مفہوم خوب اچھی طرح سمجھ میں آ گیا تو باقی رہی وہ عبارت جو بعض کتب فقہ میں آتی ہے جس سے کچھ لوگ اپنی کج فہمی کی بنا پر اسے بھی مقام استدلال میں پیش کر دیا کرتے ہیں وہ الاذان عند المنبر

Marfat.com

ہے جس کا مفہوم اذان خطبہ منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلہ پر بیان کرتے ہیں جو قطعاً باطل اور لغو ہے کیونکہ:

لفظ ''عند'' کی بہترین تحقیق وتوجیہ

عند کے معنی مخصوص طور پر قریب کے نہیں بلکہ قریب و بعید دونوں معنی میں استعمال کیا جاتا ہے مخصوص طور پر قریب کے معنی کیلئے لفظ لدی اور لدن مع متعدد لغات بولا جاتا ہے اور یہ فرق عربی لغت اور عربی قواعد کی ہر کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ عربی لغت کی مشہور و معروف کتاب المنجد کے ص ۷۱۹ میں ہے لَـدَىٰ، وَلَـدُنْ وَلَـدَن وَلُدُنُ وَلَدِنُ وَلُدُن وَلَدْنَ ظرف زمانی ومکانی بمعنی عندالاانه اقرب مکانا و لخص ولا یستعمل الافی الحاضر

(۲) علم نحو کی شہرہ آفاق اور نہایت معتبر کتاب شرح جامی ص ۲۴۳ میں ہے

لدی بالالف المقصورة	یعنی	لَدَىٰ
وَلدن یفتح اللام وضم الدال وسکون النون		لَدُنْ
وَقَدْ جاء لدن یفتح اللام وبسکون الدال و کسر النون		لَدْنِ
ولدن بفتح اللام والدل وسکون النون		لَدَنْ
ولدن بضم اللام وسکون الدال و کسر النون		لُدْن
وَلد بفتح اللام وسکون الدال		لَدْ
وَلد بفتح اللام وسکون الدال		لَدْ
وَلد بصنم اللام وضم الدال		لُدْ

کلها بمعنی عند والفرق انه یقول المال عند زید فیما یحضر عنده وفیما خزانه الخ

Marfat.com

(۳) ہدایۃ النحو ص ۴۸ میں ہے۔ ومنها لدى ولدن بمعنى عند نحو المال لديك والفرق بينهما ان عند لايشترط فيه الحضر ويشترط ذلك فى لدى ولدن وجاء فيه لغات اخر

ثابت ہوا کہ لفظ عند سے منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلہ پر استدلال محض دھاندلی اور زبردستی ہے۔ اس لئے کہ کتب حدیث وتفسیر وفقہ اور عبارات علماء کرام میں تشریح ہے کہ اذان خطبہ بیرون مسجد۔ منبر کے سامنے مشروع ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کے اندر اذان خطبہ کے مغالطہ کا ازالہ

آجکل وہ لوگ جو مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے آتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی میں اذان دروازہ پر نہیں ہوتی بلکہ صحن مسجد یعنی حدود مسجد میں ہوتی ہے اور اسی طرح مکہ مکرمہ میں بھی مسجد حرام میں کہی جاتی ہے یہ وہ مرکز ہیں جہاں سے اسلام طلوع ہوا اور ساری دنیا میں پھیلا۔ علماء کرام وفقہاء عظام اس عمل کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے چلے آتے مگر کبھی عدم جواز کا فتویٰ صادر نہ فرمایا یہ فتاویٰ بازی تو محض پاک و ہند میں ہے اور کہیں نہیں۔ تو اس کے متعلق یہ بتا دینا نہایت ضروری ہے۔ کہ مسجد نبوی شریف میں یہ اذان آج کل جس جگہ ہو رہی ہے یہ وہی باب شامی ہے جہاں حضور ﷺ اذان خطبہ کہلوایا کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد والوں نے جب مسجد نبوی شریف کی توسیع کی تو وہ جگہ، باب شامی، جس پر اذان خطبہ ہوا کرتی تھی صحن مسجد میں پڑ گئی لیکن اس وقت سے ابتک اذان اسی معین جگہ پر ہی ہوا کرتی ہے۔

مسجد نبوی کے دروازوں کی تحقیق اور مختصر خاکہ

سرکار دوعالم ﷺ کی مسجد شریف کے صرف ۳ دروازے تھے جس کا مختصر نقشہ معلومات کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

تصویر......حجرہ اقدس

۹۶

مسجد حرام کے اندر اذان خطبہ کے مغالطہ کا ازالہ

اب رہا مسجد حرام (کعبہ) کا معاملہ تو اس کے متعلق بھی یہی ثبوت ملتا ہے کہ بیرون مسجد یعنی کنارہ مطاف پر اذان ہوا کرتی تھی چنانچہ مسلک متقسط ص ۲۸۰ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۴ھ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

المطاف ہوما کان فی زمنہ علیہ السلام | کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجد حرام میں مطاف تھی

تو کنارۂ مطاف بیرون مسجد اور محل اذان تھا اور اس کی توسیع کے بعد وہ جگہ اندرون مسجد آ گئی جہاں اب تک اذان ہوتی ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں اس لئے کہ مسجدیت سے قبل جیسا کہ غسل خانہ، پیشاب خانہ وضو خانہ وغیرہ کے لئے جگہ معین کی جاتی ہے لیکن یہ سب درحقیقت بیرون مسجد کے حکم میں ہوتے ہیں اس پر ہرگز حکم مسجد جاری نہ ہوگا۔

Marfat.com

جامع الرموز کے مصنف پر تبصرہ

اسی طرح ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق ایک اور کتاب بھی مقام استدلال میں پیش کر دیا کرتے ہیں اس کتاب کا نام جامع الرموز ہے جو شمس الدین محمد مفتی نجار قہستانی المتوفی ۹۵۰ یا ۹۶۲ھ جیسے ایک مجہول اور غیر معتبر شخص نے لکھی ہے جس کے متعلق ابوالحسنات علامہ عبدالحیٔ لکھنوی بن علامہ عبدالحلیم فرنگی محلی نے عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایہ ص ۱۱ میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ صاحب ردالمحتار کی جو عبارت نقل فرمائی ہے۔ ہم بعینہ درج کرتے ہیں ملاحظہ فرمایا جائے۔

القهستانی کجارف سیل وحاطب لیل خصوصاً استفساده الی کتب الزاهدی المعتزلی

کہ شمس الدین محمد قہستانی سیلاب کی رو کی طرح ہے وہ تو اندھا دھند تقلید کرنے والوں کی طرح کھرے کھوٹے کو پہنچتا ہی نہیں اور خاص کر یہ کہ وہ زاہدی معتزلی کی کتابوں کو اپنی سند میں لاتا ہے اور عمدۃ الرعایہ اسی ص ۱۱ پر ملا علی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۴ھ کا بھی ایک قول نقل فرمایا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمایا جائے۔

آپ نے صاحب جامع الرموز کے متعلق علماء اسلام کے فیصلے ملاحظہ فرمائے۔ صرف اس شخص نے لکھا ہے کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے قریب دی جا سکتی ہے چنانچہ جامع الرموز ج ۱ ص ۱۱۸ میں ہے۔

بین یدی ای الجهتین المسامتتین لیمین المنبر او الامام ویساره قریباً منه ووسطهما بالسکون فیشمل ما اذا اذان فی زاویة قائمة او حادة منعرجة

(ترجمہ) (بین یدی) یعنی منبر یا امام کی داہنی جانب یا بائیں جانب دونوں مسامت جہتوں میں اس کے قریب اور ان دونوں جہتوں کے وسط میں تو چپ (منبر کے سامنے) زاویہ قائمہ

Marfat.com

پر یا زاویہ حادہ پر یا زاویہ منفرجہ پر جو ان دونوں جہتوں کے دو خطوط خارجہ سے ہوتا ہے اذان دی جائے تو اذان بین یدی کے مفہوم میں یہ سب اذانیں شامل رہیں گی۔

ذیل میں دیئے ہوئے خاکہ سے اس کی وضاحت ہوتی ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔

تصویر...... منبر اقدس

۱۰۰

قہستانی صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے حدیث مقدس اور جمہور علماء اسلام و مجتہدین عظام خصوصاً احناف کے قطعاً خلاف ہے ظالم یزیدی خلیفہ ہشام مروانی جس کا مختصر تذکرہ اوپر گزرا کی پوری پوری تقلید کی ہے۔

اذان خطبہ کے بارے میں مفسرین کرام کے اقوال

ناظرین کرام کی مزید تشفی قلب کی خاطر مفسرین عظام و فقہاء اسلام کی اصل عبارتیں بحوالۂ کتب تحریر کی جاتی ہیں جو صراحۃً اذان خطبہ کے بارے میں ہیں ملاحظہ ہوں اب سے ۶۵۹ برس قبلہ علامہ علاء الدین علی بن محمد ابراہیم اپنی کتاب تفسیر خازن ج ۴ ص ۱۶۵ میں فرماتے ہیں۔

كان يوذن بين يدى النبى ﷺ اذا جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد الخ

کہ جب نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر اقدس پر تشریف فرما ہوتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان دی جاتی۔

اور بعینہ یہی مضمون اب سے..........کئی سال قبل علامہ..........صاحب تفسیر کبیر المتوفی..........نے بھی اپنی کتاب تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۰۶ میں بیان فرمایا ہے جس کی اصل عبارت یہ ہے۔

اذا نودى للصلوة يعنى النداء اذا جلس الامام على المنبر يوم الجمعة وهوقول مقاتل و انه كماقال لم يكن فى عهد رسول الله ﷺ نداء سواه كان اذاجلس عليه الصلوة والسلام على المنبر اذن بلال على باب المسجد وكذا على عهد ابى بكروعمر.

کہ جب نماز کے لئے نداء دی جائے (قران) یعنی جمعہ کے دن کی وہ اذان مراد ہے جو امام کے منبر پر خطبہ کے لئے بیٹھ جانے پر ہوتی ہے اور یہی قول مقاتل کا ہے اور جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ اس اذان کے سوا حضور کے زمانہ اقدس میں دوسری کوئی اذان نہ تھی جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے منبر اقدس پر تشریف فرما ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد کے دروازے پر اذان دیتے اور یہی طریقہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں رائج رہا۔

اور حاشیہ جلالین شریف ص ۴۶۰ میں اذا نودی للصلوٰۃ کے تحت لکھا ہے۔

Marfat.com

والمراد بهذا النداء الاذان عند قعود الخطيب على المنبر لانه لم يكن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم نداء سواه كان له مؤذن واحد اذاجلس اذن على باب المسجد فاذانزل اقام الصلوه ثم كان ابوبكر وعمرو على بالكوفة على ذلک

کہ مراد اس اذان سے وہ اذان ہے جو خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس اذان کے سوا دوسری کوئی اذان نہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی موذن تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر اقدس پر تشریف فرما ہوتے تو یہ مؤذن مسجد کے دروازہ پر اذان دیا کرتا اور جب حضور منبر اقدس سے (خطبہ دے کر) اترتے تو اقامت کہتا پھر کوفہ میں ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانوں میں یہی طریقہ رہا۔

اذان خطبہ کے بارے میں فقہائے کرام کے فتوے

اب سے تقریباً ۱۲۹ برس قبل صاحب اللباب شارح قدری علامہ عبدالغنی غنیمی میدانی جو علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ کے خاص شاگردوں سے ہیں اپنی کتاب اللباب ج اص ۱۱۸ میں فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔

وَاذاصعد الامام المنبر جلس عليه واذن المؤذن بين يدى المنبر بذلک جرى التوارث ولم يكن على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم الاهذا الاذان

کہ جب امام منبر پر چڑھ کر تو بیٹھ جائے اور مؤذن منبر کے سامنے اذان دے اسی پر توارث جاری ہوا (یہی سنت متوارثہ ہے) اور سرکار کے عہد مبارک میں صرف یہی اذان تھی۔

اوراب سے ۳۱۵ برس قبل کی کتاب طحطاوی ص ۲۹۸ میں یوں مرقوم ہے۔

وسنن الخطبة ثمانية	کہ خطبہ کی ۱۸ سنتیں ہیں ان میں سے
عشروالاذان بين يديه بذالک	خطیب کے سامنے والی اذان بھی اور
جرى التوارث	اسی پرتوارث جاری ہوا۔

اور نیز تفسیر کبیر ج ۲۸ ص ۶۱ سورۂ جمعہ میں ہے۔

النداء الذی یکون بین یدی	کہ اذان جوامام کے سامنے ہوتی ہے
الامام اذاقعد على المنبر	جب کہ امام منبر پر بیٹھتا ہے۔

اور سید نا شیخ الاسلام فقیہہ النفس مجتہد المذہب کمال الدین محمد بن ہمام عبدالواحد الاسکندری المتوفی ۸۶۰ھ اپنی کتاب فتح القدیر کے باب الجمعہ ج ۱ ص ۲۵۱ میں فرماتے ہیں۔

هو ذكر الله في المسجداى	کہ جمعہ کا خطبہ ایسا ذکر خدا ہے جو مسجد
في حدوده لكراهة الاذان	کے اندر یعنی حدود مسجد میں ہوگا اور
في داخله	اذان بھی ذکر خدا ہے لیکن مسجد کے اندر مکروہ ہے۔

فاضل عصر علامہ عبدالحئ لکھنوی کی عمدہ ترین تحقیق اور تصفیہ

حتیٰ کہ فاضل عصر علامہ عبدالحئ بن علامہ عبدالحلیم فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایہ ج ۱ ص ۲۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قوله بین یدی ای مستقبل	یعنی بین یدی کے معنی صرف اس قدر
الامام في المسجد كان	ہیں کہ امام کے سامنے ہو مسجد میں ہو یا
اوخارجه و المسنون هو الثاني	باہر اور سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو

فاضل عصر نے مذکورہ بالاعبارت میں تصریح فرمادی کہ اذان باہر ہی ہونا سنت

Marfat.com

ہے تو ثابت ہوا کہ اندر ہونا خلاف سنت ہے یہاں بھی بین یدی کی تشریح ہوگئی اس لئے کہ بین یدی کے معنی محض یہ ہیں کہ امام کے سامنے ہو اندر، باہر کی کوئی تخصیص نہیں یہ لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن کوئی سنت یہی ہے کہ اذان خواہ پنجگانہ ہو یا خطبہ کی باہر ہی ہو تو ضروری ہے کہ بین یدی کے وہی معنی لئے جائیں جو سنت کے مطابق ہیں۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ فقہائے کرام نے مسجد کے اندر اذان کہنے کو مکروہ فرمایا ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ علمائے احناف کے نزدیک جب مطلق لفظ مکروہ بولا جاتا ہے تو اکثر و اغلب مکروہ تحریمی مراد لیا جاتا ہے۔

ان جملہ مذکورہ بالا کتب سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ اذان مئذنہ پر کہی جائے یا مسجد کے باہر۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مطلقاً منع بلکہ مکروہ ہے یہ حکم ہر اذان کے لئے ہے کوئی اذان اس سے مستثنیٰ نہیں پنجگانہ ہو یا جمعہ کی اول یا ثانی جو خطبہ سے قبل کہی جاتی ہے صرف اذان ثانی میں دو چیزیں شرط ہیں ایک منبر کی طرف متوجہ رہنا اور دوسری شرط بیرون مسجد ہونا ہے۔

دروازۂ مسجد بیرونِ مسجد کا حکم رکھتا ہے لہٰذا اگر دروازۂ مسجد پر جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں منبر کی طرف منہ کر کے اذان کہی جائے تو یہ عین مطابق سنت ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں علی باب المسجد مذکور ہے کہ اذان خطبہ مسجد کے دروازہ پر حضور اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین کے زمانوں میں ہوا کرتی تھی جس کا پورا بیان اوپر گزر چکا ہے۔

صراحت پر اشارت کو ترجیح دینا حماقت وظلم ہے

کتب فقۂ حنفی کی صریح عبارت ہوتے ہوئے کتب غیر حنفی سے استدلال کرنا یا صریح عبارت کے مقابلہ میں غیر صریح عبارت سے دلیل پکڑنا انتہائی حماقت اور بہت بڑا ظلم ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ مسجد کی عمارت اذان، جنازہ بلکہ قضاء صلوۃ اور سنت و نوافل کے لئے نہیں بنائی جاتی وہ تو صرف فریضۂ خدا ادا کرنے کے لئے ہوتی ہے اسی لئے سنت

Marfat.com

نبویہ ﷺ یہ ہے کہ فرض کے بعد سنت ونوافل اپنے اپنے گھروں میں ادا کیے جائیں۔

اگر مسجد اذان کہنے کی غرض سے بنائی جاتی تو ضرور حضور اقدس ﷺ مسجد کے اندر ہی اذان دلواتے یا کبھی تو اس کا حکم فرماتے مگر یہاں تو کسی حدیث سے اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔

نہایت ضروری اپیل

لہٰذا برادران اسلام سے اپیل کرتا ہوں کہ حتی المقدور اس بدعت سیۂ کو مٹا کر سنت نبویہ ﷺ کو زندہ کرنے کی پوری کوشش کریں اللہ تبارک وتعالیٰ سو شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان.

کہ جو شخص بھی تم میں سے ناپسندیدہ فعل دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے اور اگر ایسی طاقت نہ ہو تو زبان سے کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل و جان سے برا جانے لیکن یہ کمزور تر ایمان ہے۔

سنت زندہ کرنے والوں کو سو شہیدوں کا ثواب حدیث پاک میں

مردہ سنت وہی کہلائے گی جس کے خلاف عام رواج پڑ گیا ہو حتیٰ کہ صحیح و درست حکم بھلا دیا جائے جیسے اذان واقامت وغیرہما ایسی سنتوں کو زندہ کرنے میں عذاب سے نجات اور بطور اجر اور سو شہیدوں کا ثواب احادیث کثیرہ میں وارد ہوا ہے اس جگہ احیاء سنت کے متعلق چند احادیث پاک بیان کرنا نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

(۱)من احی سنتی فقد احبنی ومَن احبنی کان معی فی الجنة	کہ جس نے میری سنت کوزندہ کیا بیشک اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

اور حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار دوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا ہے۔

(۲) من احی سنة من سنتی قدامتیت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیران ینقص من اجورهم شیاء	کہ جومیری سنت کوزندہ کرے گا جس کومیرے بعدلوگوں نے چھوڑ دی ہوتو جتنے اس پرعمل کریں گے سب کے برابر اسے ثواب ملے گا اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

اور راس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ فرماتے ہیں۔

(۳)من تمسک بسنتی عندفساد امتی فلهٔ جر مائة شهید	کہ جوفساد امت کے وقت میری سنت کومضبوطی سے تھام رکھے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا

چنانچہ فاتح مصر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مردہ سنتیں زندہ فرما کر روشن مثال قائم کر گئے جس میں جملہ مسلمانوں خصوصاً علماء کے لیے درس نصیحت ہے۔

اذان کے فضائل و ضروری مسائل کی چند احادیث پاک

اذان کا ثبوت قرآن پاک سے

اب اذان کے مختصر فضائل اور ضروری مسائل ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمایا جائے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِمَّنْ دَعَا اِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (پ ۲۴ ع ۱۸)

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں (کنزالایمان)

اذان و مؤذن کی فضیلت

مسلم شریف ج ا ص ۱۶۷ او ابن ماجہ ص ۵۳ و مشکوۃ ج ا ص ۶۴ میں وارد ہوا۔

حدیث (۱) فقال معاوية سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المؤذنون اطول الناس اعناقا يوم القيامة

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب لوگوں سے زیادہ اونچی ہوں گی یعنی باعزت ہوں گے اور کسی قسم کی شرمندگی نہ ہوگی۔

اور مسلم شریف ج ا ص ۱۶۷ میں ہے۔

حدیث (۲) عن النبی صلى الله عليه وسلم قال ان الشيطان اذا سمع النداء

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے حضور نے فرمایا کہ بیشک شیطان جب

Marfat.com

بالصلوٰۃ احال لہ ضراط حتی لایسمع صوتہ فاذا سکت رجع فوسوس

نماز کی اذان سنتا ہے تو گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے یہاں تک کہ مؤذن کی آواز نہیں سنتا اور جب خاموش ہوتا ہے تو لوٹ آتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے۔

اور ابن ماجہ ص ۵۳ میں ہے۔

حدیث (۳) عن ابن عمران رسول اللہ ﷺ قال من اذن ثنتی عشرۃ سنۃ وجب لہ الجنۃ وکتب لہ بتاء ذینہ فی کل یوم ستون حسنۃ ولکل اقامۃ ثلثون حسنۃ

کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ۱۲ سال تک اذان دیتا رہے اس کے لئے جنت واجب ہے اور اس کی اذان کے عوض میں ہر روز ۶۰ نیکیاں اور ہر اقامت کے عوض ۳۰ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

جواب اذان کا طریقہ

اور مؤطا امام محمد ص ۸۳ میں ہے۔

حدیث (۴) عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ ﷺ قال اذاسمعتم النداء فقولوا مثل مایقول الموذن

کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اذان سنو تو جو کچھ مؤذن کہتا ہو اسی کے مثل تم بھی کہتے جاؤ۔

دعاء بعد اذان سے حضور کی شفاعت واجب

اور بخاری شریف ج ا ص ۸۶ و نسائی ج ا ص ۷۰ و ترمذی ص ۲۸ وابوداؤ وصفحہ ۷۸ میں ہے۔

Marfat.com

حدیث (۵) عن جابر عن عبداللہ ان رسول اللہ ﷺ قال من قال حین یسمع النداء اللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِهِ الدَّعْوَةِ التامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مقامًا مَحْمُوْداً الَّذِیْ وَعَدتَّهٗ (وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ) حَلَّتْ له شَفَاعَتِیْ یومَ الْقِیَامَةِ

کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اذان سن کر کہا اے پروردگار اس دعوت تامہ وصلوۃ قائمہ کے تو عطا فرما محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت اور درجہ رفیعہ اور ان کو مقام محمود (مقام شفاعت) پر کھڑا کر جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اور ہم سب کو ان کی شفاعت نصیب فرما تو قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو گئی۔

اور سنن ابن ماجہ ص ۵۳ میں ہے۔

حدیث (۶) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ من اذن محتسباً سبع سنین کتب له براءة من النار

کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے ۷ سال تک ثواب کی نیت سے اذان دی اس کے لئے آگ سے رہائی لکھدی گئی۔

اور سنن ابن ماجہ اسی صفحہ میں ہے۔

حدیث (۷) عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اذن الموذن فقو لوا مثل قوله

کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب مؤذن اذان کہے تو تم بھی اس کے مثل کہتے چلے جاؤ۔

Marfat.com

اذان واقامت کے درمیان دعاء کی مقبولیت وغیرہ

ابوداؤد ص ۷۷ میں ہے۔

حدیث (۸) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ لایرد الدعاء بین الاذان والاقامۃ

کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اذان واقامت کے درمیان دعاء رد نہیں کی جاتی۔

اور سنن ابن ماجہ ص ۵۳ میں ہے۔

مؤذن کے لئے ہر خشک وتر کی دعاء مغفرت

حدیث (۹) عن ابی ھریرۃ قال سمعت من فی رسول اللہ ﷺ یقول المؤذن یغفرلہ مدی صوتہ واستغفرہ کل رطب ویابس و شاھدالصلوۃ یکتب لہ خمس وَعشرون حسنۃ وَ یکفرما بین ھما

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے دہن القدس سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے اس کی مغفرت کر دی جاتی اور ہر خشک وتر اور نماز میں حاضر ہونے والے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے ۲۵ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اتنی ہی برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

جواذان کہے وہی اقامت بھی کہے

ابوداود ص ۷۶ میں ہے۔

حدیث (۱۰) فاراد بلال ان یقیم فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخا صداء ھو اذن ومن اذن فھو یقیم قال فاقمت	کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا کہ اقامت کہیں تو ان سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تمہارے بھائی صداء نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے وہی اقامت کہے حضرت صداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اقامت کہی۔

مسائل فقہیہ

اذان کی فقہی تعریف

اذان عرف شرع میں ایک خاص قسم کا اعلان ہے جس کے لئے الفاظ مقرر ہیں اور وہ الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔

اذان شروع کرنے سے پہلے درود و سلام پڑھنے کی اصل

مسئلہ (۱) اذان شروع کرنے سے پہلے اشاعت دین متین کی نیت کر لینا اور کچھ ایسے کلمات زبان سے ادا کر لینا جو خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر مشتمل ہوں۔ مستحب و مسنون ہے۔ چنانچہ حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ ایک صحابیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کا قول روایت فرماتے ہیں ملاحظہ فرمایا جائے۔ (ابوداود ج اص ۷۷)

Marfat.com

فکان بلال یوذن علیه الفجر فیاتی بسحر فجلس علی البیت ینظر الی الفجر فاذا رای تمطی ثم قال اللهم انی احمدک واستعینک علی قریش ان یقیموا دینک قالت ثم یوذن قالت واللہ ماعلمته کان ترکها لیلة واحدة هذه الکلمات

کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ گھر کے اوپر فجر کی اذان کہا کرتے تھے ''عادت کریمہ یہ تھی کہ'' صبح کاذب میں ہی تشریف لاتے اور گھر کے اوپر بیٹھ کر طلوع فجر کا انتظار فرماتے۔ جب آپ دیکھ لیتے کہ طلوع فجر ہو کر قدرے روشنی پھیل گئی تو پھر اللھم انی احمدک واستعینک علی قریش ان یقیموا دینک کہتے۔

وہ صحابیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد اذان کہتے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بخدا میں نہیں جانتی کہ ان کلمات کو کسی ایک شب بھی حضرت بلال نے چھوڑا ہو۔

فائدہ: اذان شروع کرنے سے قبل درود شریف اور صلوۃ وسلام وغیرہ پڑھنا اس حدیث کی رو سے جائز بلکہ مطابق سنت ہوگا۔ الخ

اذان صرف پنجگانہ وجمعہ کیلئے ہے

مسئلہ (۲) فرض پنجگانہ اور جمعہ کے لئے وقت کے اندر بلند جگہ مرد کی زبان سے اذان کا ہونا سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے۔ اس کا ترک کرنا سخت گناہ ہے اس کے علاوہ عیدین اور جنازہ ونوافل وسنن وغیرہ کسی کے لئے نہیں چنانچہ درمختار ج اص ۲۸۲ میں ہے۔

ھو سنة للرجال فی مکان عال موکدة وهی کالواجب فی لحوق الاثم للفرائض الخمس فی وقتها ولو قضاء لانه سنة

کہ اذان کسی بلند مقام میں مردوں کے لئے سنت موکدہ ہے۔ واجب کی طرح اس کے ترک سے بھی گناہ لازم آتا ہے اگرچہ قضا نماز پڑھتا ہو پھر بھی

Marfat.com

للصلوة حتی یبرد لا لوقت ولا لیسن لغیرھا کعید.

اذان کہے کیونکہ یہ تو نماز کے لئے سنت ہے نہ کہ وقت کے لئے حتی کہ گرمی میں نماز کی طرح ٹھنڈے وقت کہی جائے گی اور اس کے علاوہ مثلاً عید وغیرہ کے لیے مسنون نہیں اور ردالمحتار ج اص ۲۸۲ میں ہے

وقولہ للفرائض الخمس دخلت الجمعة وشمل حالة السفر و الحضر والا نفراد وَالجماعة قال فی مواھب الرحمٰن ونور الایضاح ولو منفردا اداء او قضاء سفرا اوحضرا

فرض پنجگانہ میں جمعہ اور حالت سفر و حضر، تنہا اور باجماعت سبھی داخل ہیں مواہب الرحمٰن ونورالایضاح میں ہے اگرچہ تنہا نماز ادا کر رہا ہو یا قضا، مسافر ہو یا مقیم، سب کے لئے اذان مسنون ہے۔

اور عالمگیری ج اص ۸۳ میں ہے۔

اذان چند جگہ نہ کہی جائے

ولا یسن لغیر الصلوات و الجمعة نحو السنن والوتر و التطوعات والتراویح والعیدین اذان ولا اقامة وکذا فی المحیط وکذا المنذورة والصلوٰة الجنازة والاستسقاء

نماز پنجگانہ اور جمعہ کے علاوہ سنتوں اور وتر ونوافل وتراویح وعیدین کے لئے نہ اذان مسنون ہے نہ اقامت اور اسی طرح نذر مانی ہوئی نماز اور نماز جنازہ واستسقاء وچاشت اور گھبراہٹ کے وقت کی نماز اور سورج وچاند گہن

Marfat.com

والضحی ولا فزاع هکذا فی التبیین و کذا للصلوۃ الکسوف والخسوف

کی نماز۔ ان سب نمازوں میں نہ اذان ہے نہ اقامت

اذان بالترتیب ضروری ہے

اذان واقامت قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر کہنا مسنون ہے سوار کے علاوہ کسی کو ترک توجہ کی اجازت نہیں اور اذان مذکورہ بالا ترتیب کے ساتھ کہی جائے۔ اور اگر درمیان میں ترتیب قائم نہ رہے بلکہ مقدم ومؤخر ہو جائے تو جس کلمہ سے بگڑی صرف اسی کلمہ کو لوٹا کر درست کرلیا جائے۔ پوری اذان لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ اور مؤذن دوران اذان واقامت نہ تو کوئی بات کرے اور نہ سلام کا جواب دے۔ ورنہ سرے سے لوٹانا پڑے گا چنانچہ درمختار ج اص ۲۵۲ میں ہے۔

واستقبل غیر الراکب القبلة بهما ویکره ترکه تنزیها ولو فی صماخ اذنیه فاذا نه بدونه حسن وبه احسن

کہ اذان واقامت کہتے وقت سوار کے علاوہ جملہ موذن رو بقبلہ کھڑے ہوں اور دونوں کانوں میں انگلیاں دے لینا مستحب اور بہت ہی اچھا ہے لیکن اس کے بغیر بھی بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ (۳) اذان واقامت کی آواز کی کیفیت

اور طریقۂ مسنونہ یہ ہے کہ اذان خوب بلند آواز سے کہی جائے اور اقامت اس سے کچھ پست جیسا کہ عالمگیری ج اص ۵۵ میں ہے۔

ومن السنة ان یاتی بالاذان والاقامة جهرا رافعا بهما صوته والاقامة اخفض منه

کہ سنت یہ ہے کہ اذان واقامت دونوں خوب بلند آواز سے کہی جائیں اور اقامت بنسبت اذان کے پست

مسئلہ (۴) اذان میں قوت سے زیادہ آواز مکروہ ہے

اذان کہنے میں قوت سے زیادہ اونچی آواز کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ یہ نقصان کا باعث بن جائے گا اور مؤذن کو کسی ایسے بلند مقام پر کھڑے ہو کر اذان کہنا چاہئے جہاں سے آس پاس کے لوگ خوب اچھی طرح سن سکیں۔

جیسا کہ عالمگیری ج اص ۵۵ میں ہے۔

قدم فیهما موخرا اعاد ماقدم	ایسا نہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اذان و
فقط ولا یتکلم فیهما	اقامت کہتے وقت کچھ کلمات کی تقدیم
اصلا ولا یرد سلام فان تکلم	وتاخیر ہوگئی تو جس کلمہ سے ترتیب بدلی
استا نفه	ہے صرف اسی کو دوبارہ ادا کیا جائے گا

اور اذان واقامت کے درمیان نہ تو کوئی بات کرے اور نہ سلام کا جواب دے اگر بات کرے گا تو دوبارہ شروع سے کہی جائے گی۔

مسئلہ (۵) اذان واقامت قبلہ رو کہی جائے

جیسا کہ عالمگیر ج اص ۵۶ میں ہے

ویستقبل بهما القبلة ولو ترک	کہ مؤذن اذان واقامت کے وقت
الاستقبال جاز ویکره	متوجہ الی القبلہ رہے اور اگر متوجہ نہ ہو تو
	جائز ہے لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۶) اذان کہتے وقت انگلیاں کانوں میں دے لے

اذان کہتے وقت انگلیاں کانوں میں دے لینا بہت ہی اچھا ہے لیکن اس کے بغیر بھی جائز ہے جیسا کہ درمختار ج اص ۲۸۴ میں ہے۔

Marfat.com

فیجعل ندیا اصبعیہ ویکرہ للموذن ان یرفع صوتہ فوق الطاقۃ

اپنے کانوں میں انگلیاں دے کر بلند آواز سے اذان کہے لیکن طاقت سے زیادہ آواز اٹھا کر اذان دینا مکروہ ہے۔

اور ردالمحتار ج ا ص ۲۸۲ میں ہے۔

وینبغی للموذن ان یوذن فی موضع یکون اسمع للجیران ویرفع صوتہ ولا یجھد نفسہ لانہ یتضار

کہ موذن کو مناسب یہ ہے کہ کسی ایسی جگہ میں اذان کہے جہاں سے پڑوس کے لوگ بخوبی سن سکیں اور طاقت سے باہر چلانے کی کوشش نہ کرے کیوں کہ تکلیف ہو جائے گی۔

مسئلہ (۹) اذان کہنے کی جگہ، اذان عہد نبوی، اذان کیلئے پہلا منبر

اذان کہنے کی جگہ مئذنہ ہے یا خارج مسجد اور اقامت کی جگہ اندرون مسجد جیسا کہ غنیۃ ص ۳۵۷ میں ہے۔

الاذان انما یکون فی المئذنۃ اوخارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ

کہ اذان صرف مئذنہ پر یا مسجد سے باہر کہی جائے اور اقامت اندرون مسجد کہی جائے۔

فائدۂ جلیلہ

حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں مسجد سے متصل ایک مکان کی چھت پر اذان ہوا کرتی تھی پھر بعد میں مسجد کی چھت پر ہونے لگی اور چھت کے اوپر چبوترہ سا بنا دیا گیا تھا جس پر اذان کہی جانے لگی جیسا کہ اوپر گزرا لیکن اس کے لئے باقاعدہ منبر کبھی نہ بنایا گیا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جب دور آیا تو آپ نے سب سے پہلے

Marfat.com

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے اذان کے لئے منبر بنوایا جس پر سب سے پہلے حضرت شرجیل ابن عامر مرادی رضی اللہ عنہ نے اذان کہی چنانچہ ردالمختار ج اص ۲۸۴ میں ہے۔

ان اول من رقی مصر للاذان شرجیل بن عامر المرادی وبنی سلمة المنابر للاذان بامر معاویة ولم تکن قبل ذلک

کہ سب سے پہلے مصر میں اذان کہنے کے لئے شرجیل بن عامر مرادی اس منبر پر چڑھے جس کو حضرت معاویہ کے حکم سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے بنایا تھا اس سے قبل اس قسم کے منبر نہ بنائے گئے تھے۔

مسئلہ (۱۰) چوڑے اور گہرے منارہ پر اذان کا طریقہ

اگر چوڑے اور گہرے مئذنہ ''منارہ'' پر اذان کہی جائے جہاں سے بُغیر گردن باہر نکالے آواز پھیل نہ سکے تو حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح گردن باہر نکال کر کہے ورنہ مقصد اذان فوت ہو جائے گا چنانچہ عالمگیری ج اص ۵۶ میں ہے کہ

فیستدیر الموذن فی المئذنة عند الحیعلتین ویخرج رأسه من الکوة الیمنیٰ ویقول حی علی الصلوٰه مرتین ثم من الکوة الیسریٰ ویقول حی علی الفلاح مرتین

کہ حی علی الصلوہ وحی علی الفلاح کے وقت منارہ میں موذن گھومے اور داہنے دریچہ سے اپنا سر نکال کر دومرتبہ حی علی الصلوٰۃ کہے پھر بائیں سے اپنا سر نکال کر حی علی الفلاح دو مرتبہ کہے۔

Marfat.com

مسئلہ (۱۱) وقت سے پہلے اذان جائز نہیں

صبح کے علاوہ وقت سے قبل بالاتفاق اذان جائز نہیں ہے اور ہم احناف کے نزدیک تو صبح کی اذان بھی قبل از وقت جائز نہیں اگر قبل از وقت کہدی جائے تو اس اذان کا کوئی اعتبار نہیں وقت ہو جانے کے بعد پھر کہنا واجب ہے۔

چنانچہ عالمگیری ج اص ۵۳ میں ہے۔

وتقديم الاذان على الوقت غير الصبح لايجوز اتفاقاً وكذا في الصبح عند ابى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ وان قدم يعاد في الوقت هكذا في شرح مجمع البحرين لابن الملك وعليه الفتوىٰ

کہ وقت سے پہلے سوائے صبح کے تمام ائمہ کے نزدیک کوئی بھی اذان ہو جائز نہیں اور اسی طرح امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صبح میں بھی وقت سے پہلے جائز نہیں اگر وقت سے پہلے اذان کہی گئی تو وقت ہو جانے کے بعد دوبارہ کہی جائے گی ایسا ہی ابن ملک کی کتاب شرح مجمع البحرین میں مذکور ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

تنبیہ

ایک اصلاحی مشورہ

صبح کے وقت اکثر لوگ بے احتیاطی سے طلوع فجر سے دو چار منٹ قبل ہی اذان شروع کر دیتے ہیں خصوصاً رمضان المبارک میں تو اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی ایسی غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ اذان اذان نہیں جب طلوع فجر ہو جائے تو دوبارہ پھر کہی جائے ورنہ جماعت سے نماز پڑھنے والوں کی نماز مکروہ ہوگی لہٰذا ایسی مذموم حرکت سے بچنا ضروری ہے۔

Marfat.com

مسئلہ (۱۲) اذان کے بعد فوراً اقامت مکروہ ہے

اذان کے بعد ہی متصلاً اقامت بالاتفاق و بالاجماع مکروہ ہے اور اگر وقت مکروہ کا اندیشہ نہ ہو تو اتنی دیر انتظار کرنا چاہیئے۔ کہ جماعت کے عادی حضرات آ پہنچیں اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس نماز کے لئے اذان کہی گئی ہے اگر اس سے قبل سنن و نوافل ادا کرنے کی اجازت ہے تو مؤذن کو چاہیئے کہ اذان کہہ کر سنن و نوافل میں مصروف ہو جائے ورنہ بیٹھا رہے بہر صورت انتظار ضروری ہے۔ اور اگر مغرب کا وقت ہے تو قرآن مجید کی تین چھوٹی چھوٹی آیتیں پڑھنے کی مقدار وقفہ کرے چنانچہ عالمگیری ج اص ۵۷ میں ہے

الوصل بین الاذان وَالاقامة مکروہ بالاتفاق

کہ اذان کے متصل ہی اقامت کہہ دینا باتفاق ائمہ کرام مکروہ ہے۔

اور درمختار ج اص ۲۸۶ میں ہے۔

ویکرہ الوصل اجماعاً

کہ اذان کے بعد فوراً اقامت کہہ دینا باتفاق ائمہ دین مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۳) جماعت کے عادی نمازیوں کا انتظار لازم ہے

جیسا کہ درمختار ص ۲۸۵ میں ہے۔

ویجلس بینھما بقدرمَا یحضرون الملازمون مراعیان الوقت الندب

کہ اذان واقامت کے درمیان اتنی دیر بیٹھے کہ جماعت سے ہمیشہ نماز ادا کرنے والے لوگ حاضر ہو جائیں لیکن وقت مستحب کا لحاظ ضروری ہے۔

مسئلہ (۱۴) کن لوگوں پر جواب اذان واجب ہے، کن پر نہیں

راہگیر کے لئے مستحب یہ ہے کہ جب اذان سنے تو جب تک اذان ہوتی رہے کھڑا ہو کر جواب دے اسی طرح دوران اذان واقامت کوئی کلام نہ کرے اور نہ تلاوت

کرے، اس کے علاوہ کوئی اور کام کاج اگر تلاوت میں مصروف ہے تو موقوف کر کے جواب دے۔ اسلئے کہ سامعین اذان کے اوپر جواب اذان واجب ہے۔ جواب اذان کے بارے میں اتنا اختلاف ضرور ملتا ہے کہ جواب سے مراد و جوب باللسان ''زبان سے'' ہے یا وجوب بالاقدام ''قدموں سے چل کر''

بعض نے وجوب باللسان کا انکار کرتے ہوئے وجوب بالاقدام کا قول کیا ہے لیکن اکثر نے وجوب باللسان ہی کے قول کو زیادہ صحیح اور راجح بتایا ہے وہ بھی اس صورت میں کہ اگر مسجد سے باہر ہے تو زبان سے جواب دینا واجب ہے۔ چنانچہ عالمگیری ج اص ۵۷ میں ہے۔

سمع الاذان وهو يمشى فالاولى ان يقف ساعة ويجيب

کہ کوئی پیدل چل رہا تھا کہ اذان سنائی دی۔ تو بہتر یہ ہے کہ تھوڑی دیر ٹھہر جائے اور جواب دے۔

اور کچھ آگے چل کر اسی صفحہ میں ہے

ولا ينبغى ان يتكلم السامع فى خلال الاذان والاقامة ولا يشغل بقراءة القرآن ولا بشىء من الاعمال سوى الاجابة ولو كان فى القراءة ينبغى ان يقطع ويشتغل بالاستماع والاجابة

اور اذان و اقامت سننے والے کیلئے مناسب نہیں کہ کسی قسم کا کلام کرے، نہ قرآن مجید کے پڑھنے میں مشغول رہے اور نہ سوائے جواب کے کوئی اور کام کرے۔ اور اگر قرآن کریم پڑھنے میں مصروف ہو تو مناسب یہ ہے کہ پڑھنا بند کر دے اور سنے اور جواب میں مصروف ہو جائے۔

کچھ اور آگے اسی صفحہ میں ہے۔

Marfat.com

یجب علی السامعین عند الاذان الاجابة	کہ سامعین اذان پر جواب اذان واجب ہے۔

مسئلہ (۱۵) مسجد میں حاضر ہے تو جواب واجب نہیں

اور اگر مسجد ہی میں ہے تو نہ واجب باللسان ہے اور نہ واجب بالا قدام بلکہ زبان سے جواب دینا اب محض سنت ہے۔

جیسا کہ درمختار ج اص ۲۹۲ میں ہے۔

ولو کان فی المسجد حین سمعه لیس علیه الاجابة ولو کان خارجه اجاب کچھ آگے اما عندنا فیقطع ویجب بلسانه مطلقا والظاهر وجوبها باللسان	کہ اذان اس وقت سنی جب کہ مسجد ہی میں تھا تو اس پر جواب دینا واجب نہیں اگر باہر ہے تو جواب دے لیکن ہم احناف کے نزدیک تلاوت منقطع کرے اور اپنی زبان سے جواب دے

اور ظاہر یہی ہے کہ زبان سے جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۶) جب بھی جواب اذان دیں گے حیض ونفاس والی نہیں اور اذان خطبہ وغیرہ کا جواب واجب نہیں

غسل کی ضرورت تھی اسی حالت میں اذان سنائی دی تو بھی جواب واجب ہے ہاں اگر حیض ونفاس کی حالت ہے تو پھر واجب نہیں اور اسی طرح خطبہ سننے والے۔ نماز جنازہ ادا کرنے والے۔ ہمبستری کرنے والے۔ بول وبراز کرنے والے۔ کھانا کھانے والے علم دین سیکھنے اور سکھانے والے پر بھی واجب نہیں ان کے علاوہ سب پر واجب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کلمات اذان بغیر ترنم وتغنی (گانے) کے صحیح ادا ہو رہے ہوں ورنہ واجب نہیں کیونکہ ایسی اذان جس میں گانے کی طرز ہو یا غلط سلط تلفظ ہو شرعاً اذان ہی نہیں ہے اور

Marfat.com

اگر چند جگہوں سے اذان سنائی دے تو صرف پہلی کا جواب واجب ہے اس طرح کہ وہی کلمات دہراتا جائے۔ جومؤذن کہے اور جب حی علی الصلوہ اور حی علی الفلاح کہے تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے یاماشاء اللہ کان وَمَالَمْ یَشَآءُ لَمْ یَکُنْ لاحول ولاقوۃ کہے اور جب اذان فجر میں الصلوہ خیر من النوم کہے تو سامع صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہے اور بیٹھا تھا کہ اذان سنائی دی تو اللہ ورسول ﷺ کے ناموں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا مستحب ہے۔

چنانچہ درمختار ج اص ۲۹۱ میں ہے۔

ومن سمع الاذان ولو جنبا لا حائضا وَنفساء وسامع خطبة وفي الصلوه الجنازة وجماع وسنزاح واكل وتعليم علم وتعلمه بخلاف القرآن بان يقول بلسانه كمقالته ان سمع المسنون منه وما كان عربياً لا لحن فيه ولو تكرر احاب الاول وفي الحيعلتين فيحوقل وفي الصلوة خير من النوم فيقول صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ ويندب القيام عند سماع الاذان

کہ جس نے اذان سنی اگرچہ جب ہو جو جو کلمات موذن ادا کر رہا ہو اپنی زبان سے ادا کرے۔ اگر موذن عربی لہجہ میں بطریقہ مسنونہ صحیح ادا کر رہا ہو ''ورنہ اعادہ کا حکم ہے'' نہ کہ حیض و نفاس والی اور نہ خطبہ سننے والا اور نہ وہ جو جماع (ہمبستری) میں مصروف ہو اور نہ بیت الخلاء میں ہو اور نہ وہ جو کھانے میں مصروف ہو بخلاف قران مجید کے (کہ موقوف کر کے جواب دے گا) اور اگر چند اذانیں سنیں تو پہلی کا جواب دے گا اور حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے یا الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں صَدَقْتَ بَرَرْتَ کہے اور جب اذان سنائی دے تو اٹھ کر کھڑا ہو جانا مستحب ہے

Marfat.com

فائدہ جلیلہ

انگوٹھے چومنے کے عجیب وغریب فائدے

علماء کرام وفقہاء عظام نے فرمایا ہے کہ جس وقت اشھد ان محمدا رسول اللہ سنائی دے تو پہلی مرتبہ میں صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یاسیدی یَا رَسُوْلَ اللہِ اور دوسری مرتبہ میں قُرَّۃُ عینی بِکَ یَارَسُوْلَ اللہ کہے اور اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر ذیل کی دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور ﷺ کی قیادت میں جنت کے اندر داخل ہوگا اور آنکھوں میں نور پیدا ہوگا اور نابینا ہونے سے محفوظ رہے گا۔ ردالمختار وغیرہ

مسئلہ (۱۷) دعاء بعد اذان

پھر جب اذان اور جواب اذان سے فراغت ہو جائے تو فوراً نور مجسم رحمت عالم ﷺ کے وسیلہ مبارکہ کی دعاء کرے پروردگار عالم قبول فرمائے گا۔

مکمل الفاظ دعائیہ مع ترجمہ

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (ردالمختار)

اے اللہ اے اس دعوت کامل اور اس کے نتیجہ میں کھڑی ہونے والی نماز کے رب تو ہمارے سردار محمد ﷺ کو وسیلہ وفضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر فائز فرمادے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت نصیب فرما بے شک تو اپنے وعدہ سے کے خلاف نہیں کرتا۔

Marfat.com

اور در مختار ج ا ص ۲۹۲ میں ہے:

ویدعو عند زاعہ بالوسیلة لرسول اللہ ﷺ کہ فراغت اذان وجواب اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ مبارکہ کی دعا کرے۔

مسئلہ (۱۸) نماز باجماعت بغیر اذان واقامت مکروہ وغیرہ

مسجد میں جماعت کے ساتھ بغیر اذان واقامت فرض پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز اذان واقامت کے ساتھ مکروہ ہے۔ اس کے بارے میں ہم احناف کے یہاں ضابطہ یہ ہے کہ ہر فرض کے لئے خواہ ادا ہو یا قضاء۔ اکیلا پڑھتا ہو یا جماعت سے بہر صورت اذان واقامت کہے۔ چنانچہ عالمگیری ج ا ص ۵۴ میں ہے۔

ویکرہ اداء المکتوبات بالجماعة فی المسجد بغیر اذان واقامة کہ مسجد میں بلا اذان و اقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔

نیز عالمگیری ج ا ص ۵۵ میں ہے:

والضابطة عند نا ان کل فرض اداء کان او قضاء یوذن له ویقام سواء اداہ منفردا اوبجماعة الاظهر یوم الجمعة فی المصر فان اداءہ بلا اذان واقامة مکروہ کہ ہمارے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ ہر فرض ادا ہو یا قضا سب کے لئے اذان و اقامت کہی جائے گی خواہ اکیلا پڑھے یا جماعت سے سوائے اس ظہر کے جو جمعہ کے دن شہر میں ادا کر رہا ہو اس لئے کہ اذان واقامت سے اس کا ادا کرنا مکروہ ہے۔

Marfat.com

مؤذن کے اوصاف کا بیان

مسئلہ (۱۹) موذن مرد، عاقل نیک، پرہیزگار، عالم بالسنۃ ہو اور حصول ثواب کے لئے اذان کہتا ہو اور مناسب تو یہ ہے کہ بارعب ہو جو لوگوں کی نگرانی کرتا ہو اور شرعی عذر کے جماعت سے رہ جانے والے کو ڈانٹ سکے اور سمجھ دار بچے اور غلام و نابینا و ولدالزنا و دہقانی (کسان) جو صحیح تلفظ کرتا ہو ان سب کی اذان بلا کراہت جائز ہے۔ اس لئے کہ دینی امور میں ان سب کا قول مقبول و معتبر ہے۔ مگر جب (جس کو غسل کی حاجت ہو) اس کی اذان و اقامت دونوں مکروہ تحریمی ہیں اور محدث (جس کو وضو کی حاجت ہو) اس کی صرف اقامت اور اسی طرح عورت اور ہیجڑے اور فاسق اگرچہ عالم ہوں اور کافران سب کی اذان غیر مقبول و غیر معتبر ہے اگر کہیں گے تو لوٹانا پڑے گی البتہ بے وضو کی اذان جائز ہے لیکن ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اور نابینا کو اگر وقت کا صحیح علم ہو جاتا ہو تو اس کی اذان میں کوئی حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔

جیسا کہ عالمگیری ج اص ۵۳ میں ہے۔

وینبغی ان یکون الموذن رجلا عاقلا صالحا تقیا عالما بالسنة	کہ مناسب یہ ہے کہ مؤذن مرد عاقل نیک پرہیزگار عالم بالسنہ ہو۔

ایضاً

وان یکون جتسبانی اذانه	کہ مؤذن حصول ثواب کے لئے کہے

ایضاً

وان یکون مهیباً یتفقد احوال الناس ویزجر المتخلفین عن الجماعة	کہ مناسب یہ ہے کہ مؤذن بارعب ہو جو لوگوں کی پوری پوری کھوج رکھتا ہو اور بلا وجہ جماعت سے رہ جانے والوں کو جھڑک سکے۔

Marfat.com

مسئلہ (۲۰) نابالغ عاقل بچوں کی اذان درست ہے

چنانچہ شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ متوفی ۱۰۰۸ھ صاحب تنویرالابصار متن درمختار ج ا ص ۲۸۴ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ویجوز اذان صبی مراهق وعبد واعمی وَولدالزنا واعرابی	کہ عاقل بچہ اور غلام اور اندھے اور ولدالزنا اور دیہاتی کی اذان جائز ہے

اور درمختار ج ۲ ص ۲۸۷ میں ہے۔

وانها لم یکره اذاهم لان قولهم مقبول فی الامور الدینیة فیکون ملزما فیحصل الاعلام بخلاف الفاسق	کہ جزیں نیست کہ بچوں کی اذان میں کراہت نہیں اس لئے کہ امور دینیہ میں ان کا قول مقبول ہے پس ان کا قول لازم کرتا ہے تو اعلان حاصل ہو جاتا ہے۔ بخلاف فاسق کے (کہ اس سے اعلان حاصل نہیں ہوتا)

مسئلہ (۲۱) جُنب کی اذان واقامت مِحدث وغیرہ

درمختار ۱ ص ۲۸۸ میں ہے۔

ویکره اذان جنب و اقامة محدث لااذانه علی المذهب واذان امرأة وخنثیٰ وفاسق ولوعالما لعدم قبول قوله فی الدیانات	کہ جب کی اذان واقامت مکروہ ہے اور بے وضو کی صرف اقامت نہ کہ اس کی اذان صحیح مذہب یہی ہے اور عورت اور ہیجڑے اور فاسق اگرچہ عالم ہوں اور کافر وفاسق کی اذان بھی مکروہ (تحریمی) ہے کیونکہ امور دینیہ میں ان سب کا قول مردود ہے۔

Marfat.com

تنبیہ

شریعت مطہرہ نے قول وعمل میں مساوات و یک جہتی کی تاکید فرمائی ہے لہٰذا جس میں یہ خوبی نہیں اس کا قول اور اس کی شہادت نامقبول اور مردود ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (قرآن) کہ وہ بات تم کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے۔

اور حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو تو وعظ ونصیحت اور اچھی اچھی باتیں بتاتے ہیں لیکن خود عمل نہیں کرتے کل قیامت کے دن ان کی زبانیں گدی کی طرف سے کھینچی جائیں گی العیاذ باللہ اور اذان ایک ایسی عظیم الشان چیز ہے جس سے سراپاء نیکی اور پرہیز گاری کی طرف بلانے اور دنیا وآخرت میں فلاح وصلاح حاصل کرنے کی دعوت عظمٰی ہے تو جس میں سرے سے پرہیز گاری ہی نہیں وہ اگر پرہیز گاری کی دعوت دے گا تو کیسے مقبول ہوگی کیوں کہ جو خدا سے خوف نہیں رکھتا اور تقویٰ وصداقت ،صلاح وفلاح جیسی عظیم امانت میں خیانت کرتا ہو اس کے متعلق کیسے یقین کیا جاسکتا ہے کہ دعوت دے کر مخلوق خدا کو تقویٰ وصداقت ،صلاح وفلاح آخرت کی طرف لے جائے گا یا اپنی طرف کجروی کی طرف۔

دنیا میں تین قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں ایک وہ جو کھلے عام سرکشی وفسق وفجور کرتے ہیں دوسرے وہ جو کھلے عام تو نہیں کرتے لیکن پس پشت باز بھی نہیں رہتے۔سب کچھ کرتے ہیں۔تیسرے وہ جو نہ کھلے عام کچھ کرتے ہیں نہ پس پشت بلکہ دونوں حالتوں میں خوف خدا رکھتے ہیں جو عین مطابق اسلام ہے اور مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے۔لیکن شریعت مطہرہ نے بدگمانی اور بے جا قیاس آرائیوں سے منع فرمایا ہے تو ظاہر ہے کہ جو شخص مستور الحال (پوشیدہ حال) ہے۔اس کو محض وہم وگمان کی بنا پر فاسق وفاجر سمجھنا یا کہنا اپنے

Marfat.com

آپ کو گناہ عظیم میں ڈالنا ہوگا اس کی شریعت مطہرہ نے قطعاً اجازت نہیں دی اس۔ لئے مستور الحال کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اسی لئے ایسے شخص کی اذان بھی جائز ہے اور اقامت بھی روا اور امور دینیہ میں اس کا قول وشہادت بھی مقبول ومنظور۔

مسئلہ (۲۲) فاسق معلن کی اذان واقامت وشہادت وغیرہ

لیکن جو کھلے بند سرکشی اور فسق و فجور میں مبتلا رہے اس کے بارے میں شریعت مطہرہ نے حکم صادر فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کے اقوال وشہادات کا ہرگز اعتبار نہ کیا جائے تاوقتیکہ توبہ نہ کرلیں۔ اس لئے کہ یہ جری فاسق معلن ہیں۔ جس کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو فرائض وواجبات میں کوتاہی و بے پرواہی کرتا ہو۔ مثلاً گنڈے دار نماز پڑھتا ہو یا سرے سے پڑھتا ہی نہیں۔ اور بلا وجہ وقت جماعت یونہی گذار دیتا ہے۔ اسی طرح شراب وجوا، زنا، لواطت اور نامحرموں میں خلط ملط وغیرہ منہیات کا مرتکب ہونا عام مشہور ہوگیا ہے اور اسی طرح داڑھی ترشوار کر ایک مشت سے کم رکھتا ہے۔ یا منڈا دیتا ہے۔ یہ سب فسق وفجور میں داخل ہے۔ شریعت مطہرہ نے ایسے لوگوں کا لقب فاسق رکھا ہے اور فاسق کے متعلق کتب شرع میں اس کے اس فعل بد سے نفرت اور اظہار بیزاری کا حکم فرمایا ہے۔ عورت اور خنثی کی طرح نہ یہ اذان کہہ سکتے ہیں نہ اقامت و امامت حتی کہ ان کی شہادت بھی نامقبول ہے لہٰذا اگر ایسے لوگ اذان کہیں گے تو ان کی اذان۔ اذان نہیں سمجھی جائے گی۔ دوبارہ کوئی نیک ومتقی یا کم از کم ایسا شخص جس میں کوئی ظاہری فسق وفجور نہ ہو اذان کہے گا۔

مسئلہ (۲۳) اذان واقامت کے حقدار صرف متقی ہیں

کیونکہ جس طرح امامت وقیادت عزت کی چیز ہے اسی طرح اذان و اقامت بھی اور

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقَاکُمْ (قرآن)
ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ترین وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے۔

یوذن خیار کم (الحدیث)
کہ تم میں جو سب سے بہتر ہے اذان کہے

اس حدیث کے مطابق اس عزت کے حقدار صرف متقی اور نیک لوگ ہیں فاسق و فاجر ہرگز نہیں۔

مسئلہ (۲۴) اندھے کی اذان کا حکم

عالمگیری ج ا ص ۵۴ میں ہے۔

متیٰ کان مع الاعمی من یحفظ علیہ اوقات الصلوت فتاذینہ وتاذین البصیر سواء
کہ جب نابینا کے ہمراہ کوئی شخص ایسا رہتا ہو جو اوقات نماز سے آگاہ کر دیا کرتا ہو تو اس کی اور بینا کی اذان برابر ہے

مسئلہ (۲۵) ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان وغیرہ

مؤذن کا ایک وقت میں دو مسجدوں کے اندر اذان کہنا مکروہ ہے اور مسافر خواہ تنہا ہی کیوں نہ ہو اذان و اقامت کہے بلاوجہ ترک کرنا مکروہ ہے ہاں جبکہ رفقاء سفر حاضر ہوں تو صرف اقامت پر اکتفاء جائز ہے اور شہر میں گھر کے اندر یا دیہات میں مسجد کے اندر اکیلے یا جماعت سے نماز پڑھنے والے کا اذان و اقامت ترک کرنا مکروہ نہیں اس لئے کہ آس پاس کی اذانیں اس کے لئے کافی ہیں اور اگر جماعت مسنونہ کے بعد کوئی شخص مسجد میں نماز ادا کرنا چاہیئے تو اذان و اقامت نہ کہے ورنہ فعل مکروہ کا مرتکب ہوگا۔

چنانچہ درمختار ج ا ص ۲۹۳ میں ہے۔

ویکرہ لہ ان یؤذن فی مسجدین
کہ مؤذن کو دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے۔

نیز درمختار ۱۸ ا ص ۲۸۹ میں ہے:

Marfat.com

وکرہ ترکھما معا لمسافر و لو منفرداً وکذا ترکھا لاترکہ لحضور الرفقة بخلاف مصل ولوبجماعة فی بیتہ بمصر اوقریة لھا مسجد فلایکرہ ترکھما اذا اذان الحی یکفیہ اومصل فی مسجد بعد صلوٰة جماعة فیہ بل یکرہ فعلھما

کہ اذان واقامت دونوں کا ایک ہی ساتھ ترک کرنا مسافر کے لئے اگرچہ تنہا ہو مکروہ ہے اور اسی طرح رفقاء سفر جبکہ حاضر ہوں تو اذان کے ترک میں کراہت نہیں مگر اقامت کا ترک کرنا مکروہ ہے بخلاف اس نمازی کے جو شہر میں اپنے گھر کے اندر اگرچہ جماعت سے ادا کر رہا ہو یا کسی ایسے دیہات میں جس میں کوئی مسجد بھی ہے تو اس کو اذان واقامت ترک کرنا مکروہ نہیں اس لئے کہ محلہ کی اذان اسے کافی ہے بخلاف ایسے نمازی کے جو کسی مسجد میں نماز باجماعت ہو جانے کے بعد پڑھنا چاہتا ہے۔ اگر اذان واقامت کہے گا تو فعل مکروہ کا مرتکب ہوگا۔

مسئلہ (۲۶) جو اذان کہے وہی اقامت کا حقدار ہے

جو اذان کہے اسی کو اقامت کا حق ہے ہاں اذان کہہ کر کہیں چلا گیا۔ تو کوئی بھی اقامت کہے بلا کراہت جائز ہے اور اگر مسجد ہی میں ہے اور دوسرے کا اقامت کہنا اسے ناگوار نہیں ہے جب بھی بلا کراہت جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔

چنانچہ عالمگیری ج ا ص ۵۴ میں ہے۔

وان اذن رجل واقام آخر ان غاب الاول جاز من غیر کراھة وان کان حاضر اویلحقہ الوحشة با قامة غیرہ یکرہ وان رضی بہ لایکرہ

کہ اگر ایک نے اذان کہی اور دوسرے نے اقامت تو اگر مؤذن کہیں چلا گیا تھا جب تو بلا کراہت جائز ہے اور مؤذن موجود تھا اور دوسرے کی اقامت سے وحشت ہوتی ہو تو مکروہ ہے اور اگر راضی ہے تو بغیر کراہت جائز ہے۔

Marfat.com

مسئلہ (۲۷) اقامت کا جواب واجب نہیں

جواب اذان جیسا کہ اوپر گذرا واجب ہے لیکن جواب اقامت واجب نہیں۔ بلکہ بالاتفاق مستحب ہے۔

جیسا کہ درمختار ج ا ص ۲۹۳ میں ہے۔

یجیب الاقامة ندبا بالاجماع — کہ اقامت کا جواب بالاجماع مستحب ہے

فائدۂ جلیلہ

اقامت میں انگوٹھے چومنا مستحب ہے

جس طرح اذان میں انگوٹھے چومنا جائز بلکہ مستحب ہے اسی طرح اقامت میں بھی مستحب ہے اس کی دلیل کے لئے صرف یہ کافی ہے کہ اس کے بارے میں ممانعت وارد نہیں ہوئی چنانچہ ترمذی شریف میں ہے الاصل فی الاشیاء الاباحة (یعنی جب تک حکم امتناعی نہ ثابت ہو) تمام چیزوں میں اصل جائز ہوتا ہے۔

مسئلہ (۲۸) اذان خطبہ کا جواب اور دعا ممنوع ہے

جمعہ کی اذان ثانی کا زبان سے جواب دینا بالاتفاق ناجائز ہے۔ اور اسی طرح اذان کے بعد دعاء مانگنا بھی ممنوع ہے۔

درمختار ص ۲۹۳ میں ہے۔

وینبغی ان لایجیب بلسانه اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب — کہ مناسب یہی ہے کہ خطیب کے سامنے والی اذان کا جواب زبان سے نہ دے اس پر جملہ ائمۃ کرام کا اتفاق ہے

تثویب کے معنی ومسائل

مسئلہ (۲۹) سوائے مغرب ہر نماز کیلئے دوبارہ ندا

سوائے مغرب کے ہر اذان کے بعد جماعت سے قبل اور اسی طرح جمعہ وعیدین کے لئے بھی لوگوں کی آگاہی کی غرض سے دوبارہ ندا دینا مستحب و مستحسن ہے اس کو فقہاء کرام کی اصطلاح میں تثویب کہا جاتا ہے۔

عالمگیری ج ا ص ۵۶ میں ہے۔

التثویب حسن عند المتاخرین فی کل صلوٰۃ الافی المغرب

کہ تثویب فقہاء متاخرین کے نزدیک سوائے مغرب کے ہر نماز کے لئے ایک اچھا طریقہ ہے۔

فائدہ: تثویب کے معنی اعلام بعد اعلام یعنی ایک بار اعلان کے بعد دوسری بار اعلان کے ہیں۔اذان کے لئے جس طرح مخصوص الفاظ ہیں اس کے لئے کوئی مخصوص الفاظ مقرر نہیں آج بھی اذان کے بعد جماعت سے کچھ قبل مؤذن یا اس کے علاوہ کوئی بھی یہ کام انجام دے سکتا ہے۔اس کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ نہایت موزوں اور بہتر ہیں کیونکہ ان میں کئی خوبیاں مضمر ہیں۔

(۱) اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسیدی یَارَسُوْلَ اللہ — ترجمہ: اے اللہ کے رسول آپ پر درود وسلام ہو۔

(۲) وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سیدی یَاحَبِیْبَ اللہ — اور اے اللہ کے حبیب آپ کے پیروکار اور اصحاب پر بھی۔

(۳) الصلوٰۃ الصلوٰۃ — نماز۔نماز

(۴) قَدْقَامَتِ الصلوٰۃ — نماز کے لئے جماعت قائم ہو رہی ہے

(۵) الصلوٰۃ خَیْرُ الْاُمُوْر — نماز تمام کاموں میں عمدہ ترین کام ہے

Marfat.com

عیدین میں اگر چہ اعلام بعد اعلام کا مفہوم صادق نہیں آتا۔ کیونکہ عیدین کی نماز سے قبل اذان مشروع نہیں مگر پھر بھی نماز قائم ہونے سے قبل عام لوگوں کی اطلاع کے لئے چونکہ غیر مقررہ الفاظ سے ندا دینا مستحب ہے۔ لہٰذا اس کو بھی تثویب ہی کہا جاتا ہے۔

تثویب کے بارے میں حدیث پاک

چنانچہ مؤطا امام مالک کے حاشیہ میں ایک لمبی حدیث مذکور ہے جس سے تثویب کا مستحب و مستحسن ہونا بخوبی معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے۔

عن بلال انه اتى رسول الله ﷺ يوما يوذنه صلوة الصبح فوجده راقدا فقال الصلوٰة خير من النوم مرتين فقال رسول الله ﷺ ما احسن هذا يا بلال اجعله فى اذانك	کہ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (حسب معمول) ایک مرتبہ نماز کی اطلاع کے لئے حاضر ہوئے تو سرکار ابھی آرام فرمارہے تھے۔ حضرت بلال نے کہا نماز نیند سے بہتر ہے اس کے

بعد سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے بلال یہ کتنے اچھے کلمات ہیں انہیں تم اذان میں شامل کرلو۔

چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے الصلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو اپنی اذان میں شامل کرلیا جو آج تک فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ اسی طریقہ پر جاری و نافذ ہے۔

فائدۂ جلیلہ

(ایک نکتہ) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے الصلوٰۃ خیر من الدنیا (نماز دنیا سے بہتر ہے) نہ فرمایا بلکہ الصلوۃ خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے) فرمایا اس

Marfat.com

لئے کہ دنیائے فانی میں تسکین وراحت کا سبب صرف خواب (سونا) ہے۔اور آخرت کی ابدی زندگی میں نماز تو ظاہر ہے کہ راحت ہے دنیا فانی راحت آخرت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی لہٰذا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے راحت آخرت کو ترجیح دیتے ہوئے الصلوٰۃ خیر من النوم فرمایا جسے سن کر سرکار دو جہاں ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خوشی ورضامندی کا تمغہ عطا فرمایا۔

اقامت کے متعلق تفصیلی معلومات

جب اذان کے متعلق تفصیلی احکام خوب اچھی طرح ذہن نشین ہو چکے تو اب اقامت ''تکبیر'' کے متعلق بھی بالتفصیل احکامات ہدیہ ناظر کئے جاتے ہیں جسے معلوم کرنے کے بعد کسی قسم کی ضد اور قطعاً تعصب سے کام نہ لیا جائے بلکہ انصاف اور دیانتداری کو ترجیح دی جائے۔

اقامت بھی منزل من اللہ ہے

جس طرح اذان منزل من اللہ ہے اسی طرح اقامت بھی ہے یعنی اسے بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے انسانی شکل میں آکر حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو خواب میں تعلیم فرمائی جس کا مکمل بیان اوپر گذرا اور جب اقامت کہنے کا وقت آیا تو سرکار دو عالم ﷺ سے عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی سرکار دو عالم ﷺ نے اجازت عطا فرمائی۔

بوقت فجر اذان واقامت کا شرف سب سے پہلے حضرات بلال وعبداللہ رضی اللہ عنہما کو ملا

چنانچہ اسلام میں سب سے پہلے اذان کہنے کا شرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا تو اقامت کا حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا اس طرح اسلام میں

Marfat.com

سب سے پہلی اذان اور اقامت کا شرف بوقت فجر مہاجر و انصار دونوں میں تقسیم کیا گیا جس سے واضح ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ کے قلب اطہر میں ان دونوں گروہوں کی بے حد قدر تھی۔

مقصد اقامت

اقامت بھی اذان ہی ہے صرف فرق اتنا ہے حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوة دو مرتبہ کہنا مشروع ہے ان دونوں کے مقاصد ضرور جدا جدا ہیں اذان کا مقصد جیسا کہ تفصیلاً اوپر گزرا صرف یہ ہے کہ دور دور کے لوگوں کو وقت نماز و جماعت سے آگاہی ہو جائے۔ تاکہ مسجد میں داخل ہو کر دارین کی فلاح و صلاح حاصل کر سکیں۔ لیکن اقامت کا مقصد صرف یہ ہے کہ حاضرین کو آگاہی ہو کہ اب نماز قائم ہو رہی ہے۔ سب لوگ ہوشیار ہو جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسجد میں حاضر ہوتے ہوئے بھی امام کے ہمراہ تکبیر تحریمہ چھوٹ جائے ورنہ بڑی حرماں نصیبی ہوگی۔ اسی لئے اذان بیرون مسجد اور اقامت اندرون مسجد مشروع ہوئی۔ نیز اسی علت کے پیش نظر اذان کا تکرار تو مفید ہے جیسا کہ جمعہ کے دن نماز کے لئے دو اذانیں مشروع ہوئیں۔ لہٰذا اگر کسی وجہ سے دوبارہ اذان کہی جائے تو شرعاً بالکل درست اور جائز ہے لیکن اقامت کی تکرار میں قطعاً کوئی فائدہ نہیں کیونکہ حاضرین کو ایک ہی مرتبہ میں آگاہی ہو جاتی ہے لہٰذا شرعاً دوبارہ کہنے کی اجازت نہیں۔

چنانچہ شرح وقایہ ج اص ۱۵۴ باب الاذان میں ہے۔

ولا تعادھی بل ھو لانہ لم یشرع تکرار الاقامة لانھا لاعلام الحاضرین فیکفی الواحدة والاذان لاعلام الغائبین فیحتمل سماع البعض دون بعض فتکرارہ مفید

کہ اقامت نہ لوٹائی جائے گی۔ بلکہ اذان اس لئے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں کیونکہ وہ تو حاضرین کی آگاہی کی خاطر ہے تو ایک ہی مرتبہ کافی ہے اور اذان غائبین کی آگاہی کی غرض سے ہے تو یہ احتمال ہے کہ کچھ لوگوں نے سنا اور کچھ نہ سنا ہوگا لہٰذا اس کی تکرار فائدہ مند ہے۔

Marfat.com

آداب مسجد آداب نماز

اذان واقامت کے مقاصد معلوم ہو جانے کے بعد آداب مسجد ونماز کا بیان انسب ہوگا۔ تاکہ اقامت کا اصل مسئلہ سمجھنے میں دشواری محسوس نہ ہو۔ اذان سن کر مسجد کو آنا سنن الھدیٰ میں سے ہے اور جب داخل ہونے لگے تو پہلے داہنا قدم مسجد میں رکھے اور یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور جب باہر نکلے تو پہلے بایاں قدم نکالے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ داخل ہوتے ہوئے اگر اعتکاف کی نیت کر لی جائے تو بے حد ثواب ملے گا یعنی ذیل کی دعاء پڑھ لے یا دل میں سوچ لے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ نَوَیْتُ اَنْ اَعْتَکِفَ لَکَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِد (کہ اے اللہ میں نے تیرے لئے اس مسجد میں ٹھہرنے کی نیت کی تو ایسے شخص کے لئے مسجد میں کھانا، پینا، لیٹنا جائز ہو جاتا ہے۔ ورنہ ناجائز ہے۔ اور اگر صف اول میں بلکہ امام کے پیچھے جگہ میسر آ جائے تو بہت ہی اچھا ہے ورنہ جہاں جگہ ملے دو یا چار رکعت نماز تحیۃ المسجد (دخول مسجد کے شکرانہ میں نماز) ادا کرے اور اس کے بعد صف بندی کر کے نہایت ادب واحترام سے بیٹھا ہوا اذکار واوراد میں مصروف رہے۔ کسی سے کسی قسم کی گفتگو نہ کرے۔ کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ مسجد میں جائز اور مباح بات بھی نہ کی جائے۔ ورنہ نیکیوں کو اس طرح کھا لیتی ہے۔ جیسے لکڑی کو آگ فنا کر دیتی ہے۔ اور جب اقامت (تکبیر) ہونے لگے تو اذکار واوراد بند کر کے اقامت سنے اور اس کا جواب دے یہاں تک کہ جب اقامت کہنے والا حی علی الصلوٰة کہے تو عملی طور پر اس کا جواب دے یعنی اس وقت اپنی جگہ پر کھڑا ہو جائے شروع سے ہی کھڑا نہ رہے اور ہر شخص اپنے داہیں اور بائیں غور کر کے دیکھے اگر کہیں صف میں کجی ہو تو فوراً درست کر لے اور جب امام تکبیر تحریمہ کہے اس کے ساتھ ہی خود بھی تحریمہ باندھے۔

نماز کی نیت کے لئے طویل دعاء زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ دل میں

Marfat.com

سوچ لینا کہ فلاں نماز اتنی رکعت اس امام کے پیچھے ادا کر رہا ہوں کافی ہے اس لئے کہ ذاتی مشاہدہ ہے کہ امام کے ہمراہ اکثر لوگوں کا تحریمہ محض اس لئے جاتا رہتا ہے کہ وہ لوگ زبان سے لمبے لمبے کلمات ادا کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں اور ادھر امام ثناء، تعوذ وتسمیہ سب کچھ پڑھ کر قرأت کرنے لگتا ہے لیکن ان کی نیت پوری نہیں ہوتی ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔

بلا وجہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کا ثواب کھو دیتے ہیں جس کے متعلق حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ تکبیر تحریمہ میں امام کے ساتھ شامل ہونے والا اتنا ثواب پاتا ہے جتنا کہ کوئی شخص مال ومتاع سے لدا ہوا اونٹ پا جائے۔ ہاں جس کو زبان سے کلمات نیت ادا کرنے کے بعد بھی امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ میں شامل ہونا ممکن ہو تو اس کے لئے افضل یہی ہے کہ زبان سے ادا کرے اور امام کے قرأت شروع کرنے سے پہلے تحریمہ باندھ کر ثناء پڑھ لے تو تکبیر اولیٰ کا ثواب فوت نہ ہوگا۔ نیت کے معنی ہی دل میں سوچنے کے ہیں۔ زبان سے پڑھنے کے نہیں۔ شرط مذکور کے ساتھ زبان سے افضل اس لئے ہے کہ دل کا ارادہ پوری طرح جم جائے لیکن اگر رکعت یا نماز چھوٹ جانے کا خطرہ ہو بلکہ تکبیر اولیٰ بھی فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو زبان سے الفاظ نیت کہنا چھوڑ دینا ہی افضل بلکہ ضروری ہے۔

اقامت کہنے کا حقدار اور اس کی کیفیت

جو اذان کہے وہی اقامت کہنے کا حقدار ہے البتہ اس کی اجازت سے یا غیر موجودگی میں دوسرا جو متقی عالم بالسنہ اور باوضو ہو کہے اس لئے کہ بے وضو کی اقامت مکروہ تحریمی ہے۔ اقامت بنسبت اذان کے جلدی جلدی اور کچھ پست آواز میں کہی جائے گی۔ یہ جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے دراصل یہی سنت کے مطابق ہے۔ اس کے خلاف ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ دیکھا گیا ہے کہ لوگ اقامت شروع ہونے سے قبل ہی کھڑے ہو جاتے ہیں بلکہ حال کے بعض ائمہ مساجد لاعلمی کی وجہ سے یا مقتدیوں کے خوف اعتراض سے

Marfat.com

بیٹھے نہیں رہتے اقامت شروع ہونے سے قبل ہی خود بخود کھڑے ہو جاتے ہیں اور بعض تو خبث باطن کی وجہ سے ضد میں خود تو کھڑے ہوتے ہی ہیں مقتدیوں کو بھی یہی حکم دیتے ہیں حالانکہ اس کا ثبوت کہیں بھی نہیں نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ فقہ میں تینوں کے خلاف ہے ان کی دلیل یا تو محض یہ ہے کہ بلاد اسلامیہ میں اس کا رواج پڑ گیا ہے اور لوگ عام طور سے عمل کرنے لگے ہیں یا اندھا دھند بے جا تاویلیں کر کے قبل از اقامت کے قیام کی افضیلت پر سارا زور صرف کرتے ہیں تا کہ ان کی بات رسم و رواج کے مطابق ہو جائے۔ حالانکہ یہی حضرات اگر چاہتے تو ایسا طریقہ بیان کر سکتے تھے۔ جس سے رسم و رواج ختم ہو کر سنت زندہ ہو جاتی لیکن معلوم نہیں کس چیز نے ان کو خلاف سنت ایک مکروہ فعل پر عمل کرنے اور کرانے پر اکسایا۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا فتویٰ

چنانچہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا مندرجہ ذیل فتویٰ ملاحظہ فرمایا جائے جو امداد الفتاوی ج اص ۱۲۱ و ۱۲۲ میں درج ہے۔

سوال (۱): ابتداء قامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے یا نہیں۔

(۲) اگر مکروہ نہیں تو افضل ابتداء اقامت میں کھڑے ہونا ہے یا حی علی الصلوۃ پر

(۳) اگر حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا افضل ہے تو جمعہ کے روز خطبہ سے فارغ ہو کر امام منبر پر بیٹھا رہے یا مصلے پر یہاں تک کہ موذن حی علی الصلوۃ پر پہنچے۔

الجواب: مقدمۃ الروایات بنفسہ بعضھا بعضاً. اس کے بعد سمجھنا چاہیے کہ حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کو درمختار قبیل صفۃ الصلوٰۃ میں منجملہ آداب سے کہا ہے اور آداب کے صفت کی تصریح کی ترکھا لایوجب اساءۃ ولا عتابا لکن فعلہ افضل اس سے معلوم ہوا کہ یکرہ لہ الانتظار میں یکرہ سے مراد ترک افضل ہے اس کے منجملہ ایسے آداب کہ شروع امام فی الصلوٰۃ اذا قیل قدقامت

Marfat.com

الصلوۃ کوشمار کرکے کہا ولو اخر حتی اتمھالا بأس بہ اجماعاً اس کے بعد اس تاخیر کو اعدل المذاہب اور اصح کہا ہے اور اصح ہونے کی دلیل ردالمختار میں یہ بیان کی ہے لان فیہ محافظۃ علی فضیلۃ متابعۃ المؤذن واعانتہ لہ علی الشروع مع الامام اس قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک ادب کے ترک کو بھی تاخیر شروع امام کو عارض محافظت واعانت کی وجہ سے ترجیح ہے۔ اسی طرح دوسرے ادب یعنی قیام عند حی علی الصلوۃ کے ترک کو یعنی تقدیم قیام علی الحیعلیتن کو عارض تسویہ صفوف کی وجہ سے راجح کہا جائے گا۔ اور یہ عارض تسویہ نہایت مؤکد ہے و عامۃ الناس کے عدم اہتمام وقلت مبالات کی وجہ سے مشاہدہ ہے کہ حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونے سے امام کے تحریمہ کے وقت تک صفوف کا تسویہ نہیں ہوسکتا بلکہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ پہلے سے کھڑے ہو جانے پر بھی اگر تسویہ صفوف کا انتظار کیا جائے تو اقامت وتحریمہ میں فصل کی ضرورت ہوتی ہے پس اس عارض مؤکد کے لئے اس ادب کو ترک کردیں گے۔ اس سے سب سوالوں کا جواب معلوم ہوگیا۔ (امدادالفتاوی)

آپ نے مندرجہ بالا فتوی مع توجیہ شنیعہ ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح تسویہ صفوف کی علت نکال کر اقامت کے وقت پہلے ہی سے کھڑے رہنے کی ترغیب دی گئی ہے یہ ایک ایسی ترغیب ہے جس سے سنت نبویہ ﷺ کا ترک ہی نہیں بلکہ مسخ لازم آتا ہے جو قطعاً قابل اعتماد نہیں۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ مولانا صاحب خود ہی بحوالہ درمختار وہ عبارت پیش کر رہے ہیں جس میں پہلے ہی سے کھڑے رہنے کی ممانعت اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کی فضیلت صراحۃً موجود ہے۔ جس کو تسلیم بھی کر رہے ہیں لیکن اپنی قوت اجتہادیہ کا مظاہرہ کرنے کی غرض سے علماء سلف وخلف کی گردنیں پھلانگ گئے اور جو بات ان مجتہدین عصر کی سمجھ میں نہ آئی اور نہ کبھی آسکتی تھی۔ مولانا مذکور نے بیان کرکے ان کی روحوں سے اپنا اجتہادی ہتھوڑا منوا کے چھوڑا۔

Marfat.com

مولوی تھانوی صاحب کے فتویٰ کا خلاصہ

مولانا کی لمبی اجتہادی باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء سلف وخلف نے تشریح کی ہے کہ جب اقامت کہنے والا قد قامت الصلوۃ پر پہنچے تو نماز کا ادب یہ ہے کہ امام تکبیر تحریمہ باندھ لے لیکن تکبیر پوری ہو جانے کے بعد اگر تحریمہ باندھے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ ایسی صورت میں تکبیر اولیٰ کا ثواب موذن بھی حاصل کر لے گا تو جس طرح یہاں پر ایک ادب کو اقامت کہنے والے کی وجہ سے ترک کرنے میں کوئی جرح نہیں بالکل اسی طرح صفوف کی درستگی کی خاطر نماز کے ایک اور ادب کو بھی چھوڑ دیا جائے گا اور اقامت سے قبل ہی قیام کیا جائے گا۔

مولوی تھانوی صاحب کے غلط اجتہاد سے سنت کا صفایا

یہ ایک ایسا اجتہاد ہے جس میں مولانا صاحب متفرد ہیں ان کے علاوہ کسی کو بھی یہ بات نہ سوجھی اور نہ سوجھ سکتی تھی مولانا نے ایسا نکتہ نکالا جس سے ان کی قوت اجتہادیہ مفسدیہ کا شہرہ اور سنت نبویہ ﷺ کا خوب اچھی طرح صفایا ہو گیا۔ حالانکہ قدقامت الصلوۃ پر قیام اور تحریمۂ امام اور قیام عند حی علی الصلوٰۃ کے درمیان بڑا فرق ہے اس کو اس پر قیاس ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔

مولوی تھانوی صاحب کی قیاسی باتوں کا جواب

پہلا فرق تو یہ ہے کہ تحریمہ عند قدقامت الصلوٰۃ میں مؤذن کی تکبیر اولیٰ کے ثواب کے فوت ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے لیکن قیام عند حی علی الصلوۃ میں اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں چنانچہ علماء سلف وخلف نے بالاتفاق اجازت فرمائی ہے کہ پوری اقامت ہو جانے کے بعد امام تحریمہ باندھے تاکہ کبھی ایسا نہ ہو کہ اقامت کہنے والے غریب کے تحریمہ کا ثواب جاتا رہے اس لیے کہ قدقامت الصلوٰۃ پر تحریمہ اور قرأت میں کوئی زیادہ

وقفہ نہیں ہوتا صرف ثناء وتعوذ وتسمیہ ہی پڑھنے تک وقفہ ملتا ہے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں تو یہ ممکن ہے کہ کوئی امام ان تینوں سے فارغ ہو جائے اور اقامت کہنے والا اقامت پوری کرتے کرتے ابھی تحریمہ بھی نہ باندھنے پائے کہ امام قرأت شروع کر دے ایسی صورت میں مؤذن کی تکبیر اولیٰ کا ثواب بایں معنیٰ کہ ثناء فوت ہو جائے گی یقیناً فوت ہو گیا۔ اسی خدشہ کے پیش نظر پوری اقامت ہو جانے کے بعد امام کو تحریمہ باندھنے کی اجازت ہوئی تاکہ معاونت علی الخیر کا ثواب ادھر امام کو حاصل ہو تو دوسری طرف اقامت کہنے والے کو تکبیر اولیٰ کا ثواب یعنی ثناء کا ثواب بھی حاصل ہو جائے۔

دوسرا فرق

یہ ہے کہ تحریمہ قدقامت الصلوٰۃ کے بعد کسی قسم کی خارجی مہلت کا تصور ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر قسم کی گفتگو بلکہ ہر وہ چیز جو منافی صلوٰۃ ہے۔ یعنی وہ فعل جو نماز کے اندر کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے تحریمہ کے بعد قطعاً ممنوع ہے جس طرح ثناء و تعوذ و بسملہ کے بعد قرأت مسلم امر ہے اسی طرح اقامت اور تحریمہ کے درمیان ضرورتاً مہلت و فاصلہ بالاتفاق جائز ہے لہٰذا اقامت اور تحریمہ امام میں فصل کی آڑ لینا اپنی غلطی پر پردہ ڈالنا ہے اور لوگوں کو مسلک احناف سے پھیرنا ہے اس لئے کہ اقامت شروع سے لے کر آخر تک نماز نہیں بلکہ اعلان نماز ہے لہٰذا بعد اقامت وہ چیزیں جو منافی ہیں مثلاً تسویہ صفوف وانتظار امام تاخیر تحریمہ جبکہ معلوم ہے کہ امام حجرہ سے آرہا ہے وغیرہ جائز ہیں اور یہ فاصلہ ممنوعہ نہیں۔

اقامت ہو جانے کے بعد سرکار ﷺ صفوں کو درست فرماتے پھر تحریمہ باندھتے

چنانچہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے ملاحظہ ہو۔ مسلم شریف میں ہے:

Marfat.com

عن النعمان بن بشیر قال کان رسول اللہ ﷺ وسلم یسوی صفو فنا حتیٰ کانما یسوی بھا القداح حی رای اناقد عقلنا عنہ ثم خرج یوما فقام حتیٰ کادان یکبر فرای رجلاباد صدرہ من الصف فقال عباد اللہ لتسون صفوفکم اولیخالفن اللہ وجوھکم

کہ نعمان بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو سیدھا فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ گویا ان سے تیروں کی سیدھائی معلوم ہو جاتی اور آپ نے سمجھ لیا کہ ہم تسویہ صفوف کو جان گئے پھر ایک دن (حسب دستور) مسجد میں تشریف لائے تو (تکبیر تحریمہ کے لئے کھڑے ہو گئے اور قریب تھا کہ تحریر باندھ لیں کہ ایک شخص کو دیکھا اس کا سینہ صفوں سے باہر نکلا ہوا ہے تو فرمایا کہ اے اللہ کے بندو ضرور ضرور اپنی صفوں کو سیدھی رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان پھوٹ ڈال دے گا۔

یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سرکار دو عالم ﷺ جب اپنے حجرۂ پاک سے قدم پاک باہر نکالتے تو آپ کے منتظر حضرت بلال اقامت شروع کر دیتے اور سرکار جس صف سے گزرتے وہ اپنی جگہ پر ہی کھڑی ہو جاتی یہاں تک کہ تقریباً اختتام اقامت تک اپنے مصلیٰ پر جلوہ افروز ہو جاتے اور مقتدیوں کی صفوں کو درست فرمانے کے بعد تکبیر تحریمہ کہتے جس کا پورا بیان آگے آ رہا ہے۔

Marfat.com

از روئے حدیث وفقہ اقامت وتحریمہ میں فصل جائز ہے

اسی راوی سے ابوداؤد شریف میں یوں مروی ہے۔

عن النعمان بن بشير قال كان رسول الله ﷺ يسوى صفو فنا اذا قمنا الى الصلوٰة فاذا استوينا كبر	کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا جب ہم نماز کو کھڑے ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو درست فرمایا کرتے تھے

اور جب ہم سیدھے ہوجاتے تو سرکار تکبیر تحریمہ باندھتے۔

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان ضرورۃً فصل جائز بلکہ ضروری ہے۔

نیز علماء نے لکھا ہے کہ امام کو مسجد میں آتے دیکھ کر مؤذن نے اقامت شروع کر دی اور اختتام پر معلوم ہوا کہ امام نے ابھی سنت ادا نہیں کی ہے تو امام کے سنت ادا کرنے تک ٹھہر جائیں گے اور پہلے کی طرح یہ فاصلہ بھی فاصلہ ممنوعہ نہیں یعنی دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ وہی کافی ہے۔

چنانچہ جامع الرموز ج اص ۵۸ میں ہے۔

وذكر في المنية انه اذا اقام والامام ما لم يصل ركعتي الفجر لا يجب الاعادة بعد ادائه	کہ منیہ میں مذکور ہے کہ جب امام نے سنت فجر ادا نہ کی ہو اور مؤذن نے اقامت کہہ دی تو امام کے سنت ادا کرنے کے بعد پھر اقامت کہنا کوئی ضروری نہیں۔

اور عالمگیری ج اص ۵۳ میں ہے۔

حضر الامام بعد اقامة المؤذن بساعة او صلى سنة الفجر بعدها لايجب اعادتها كذافي القنية	کہ امام اقامت مؤذن کے تھوڑی دیر بعد حاضر ہوا۔ یا اقامت ہوجانے کے بعد سنت فجر پڑھی تو اقامت کا دوبارہ کہنا واجب نہیں۔ ایسا ہی قنیہ میں ہے۔

تیسرا فرق

یہ ہے کہ جس طرح قد قامت الصلوۃ پر جب اقامت کہنے والا پہنچے تو ادب یہ ہے کہ امام تحریمہ باندھ لے۔ اسی طرح اقامت پوری ہو جانے کے بعد اگر امام تحریمہ باندھے تو بھی ادب نماز ترک نہیں ہوتا ہاں قد قامت الصلوۃ سے پہلے تحریمہ باندھ لے تو ادب نماز یقیناً چھوٹ جائے گا۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ موصوف نے اپنے فتویٰ میں اپنا مشاہدہ بھی ذکر کیا ہے کہ عامۃ الناس کے عدم اہتمام وقلت مبالات کی وجہ سے الخ یعنی اس وجہ سے حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونے سے روکا ہے کہ تحریمۂ امام تک صفیں سیدھی نہیں ہو سکتیں۔ حالانکہ صفیں سیدھی کرنے کی بڑی تاکید وارد ہوئی ہے۔ اور اگر صفیں سیدھی کی جائیں۔ تو اقامت وتحریمۂ امام میں فاصلہ ہو جائے گا۔

مولوی تھانوی صاحب کی متضاد باتیں

غالباً ان کے نزدیک مطلقاً فاصلہ خواہ ضرورت شرعی سے ہو یا کسی اور وجہ سے بہر صورت ناجائز وعبث ہے اسی لئے اقامت سے پہلے ہی محض صفیں سیدھی کرنے کی نیت سے کھڑے ہو جانے کا حکم دیا ہے۔ خواہ سیدھی ہوں یا نہ ہوں صرف قیام قبل از اقامت اس نیت سے ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بھی لکھا ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ پہلے سے کھڑے ہو جانے پر بھی اگر تسویۂ صفوف کا انتظار کیا جائے تو اقامت وتحریمۂ امام میں فصل کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں اقامت کے بعد فوراً تحریمۂ امام اتنا ضروری ہو گیا کہ اب تسویۂ صفوف کا خیال ہی نہ کیا جائے گا۔ یعنی امام صفیں سیدھی ہونے کا بالکل انتظار نہ کرے گا۔ بلکہ اقامت ختم ہوتے ہی تحریمہ باندھ لے گا۔ اس لئے کہ اگر اقامت کے بعد صفیں سیدھی کرے گا تو اقامت وتحریمہ میں فاصلہ ہو جائے گا۔ جو ان کے نزدیک ناجائز ہے۔

لہٰذا وہ تسویہ جس کی آڑ لے کر کہا گیا تھا کہ اس عارض مؤکد کے اس ادب (یعنی حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونے) کو ترک کر دیں گے اب اس کی یہاں پر کوئی اہمیت نہ رہی۔

Marfat.com

ناظرین کرام خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان بے ربط ومتضاد باتوں کو تسلیم کیا جائے یا ان احادیث مقدسہ اور اقوال فقہا کبار کو جو اوپر کچھ بیان ہوئے اور ابھی مفصل بیان آگے آرہا ہے۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ ایسی بے ربط ومتضاد باتیں ذکر کر کے بھی بڑے فخر کے ساتھ فرمایا جارہا ہے کہ اس سے سب سوالوں کا جواب معلوم ہوگیا۔

حضرت صدر الشریعت علیہ الرحمت کا صحیح فتویٰ

مندرجہ بالا فتویٰ کی نقاب کشائی کے بعد سب سے پہلے تیمناً و تبرکا سیدنا و مرشدنا علامہ فقیہ زمانہ استاذ العلماء و الاصفیاء حضرت الحاج صدر الشریعت بدر الطریقت حکیم ابوالعلی امجد علی الاعظمی مصنف بہار شریعت علیہ الرحمۃ کا صحیح و موافق سنت نبویہ ﷺ فتویٰ درج کرتا ہوں اس کے بعد ناظرین کرام کی مزید طمانیت قلب کے لئے دیگر فقہا و محدثین عظام کی اصل عبارات پیش کروں گا جس سے خود بخود مخالفین کے مدعا کا بخوبی رد ہوگا۔

پھر بھی اگر کوئی شک وشبہ میں غلطاں و پیچاں رہے تو یقیناً وہ مریض ہے اسے چاہیئے کہ سب سے پہلے اپنے مرض کا علاج کرائے شک وشبہ از خود جاتا رہے گا۔

ملاحظہ ہو بہار شریعت ج ۳ ص ۳۴ میں ہے۔

اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو یونہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بیٹھے رہیں اس وقت اٹھیں جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے یہی حکم امام کے لئے ہے (عالمگیری) آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ وقت اقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلے پر کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنت ہے۔

بیشک طریقہ مسنونہ یہی ہے کہ لوگ حی علی الصلاۃ یا حی علی الفلاح پر

Marfat.com

کھڑے ہوں۔ فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے بعض نے فرمایا ہے کہ حی علی الصلوٰہ پر کھڑا ہونا چاہئے اور بعض نے حی علی الفلاح پر لیکن دونوں پر عمل کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ جب اقامت کہنے والا پہلی بار حی علی الصلوہ کہے تو قیام شروع کر دیا جائے تاکہ پہلی بار حی علی الفلاح کہنے تک خود بخود قیام پورا ہو جائے۔ انتظار نماز میں اقامت شروع ہونے سے پہلے ہی کھڑا ہو جانا قطعاً حدیث پاک کے خلاف ہے۔ چنانچہ بخاری شریف، ترمذی شریف اور ان کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں وارد ہوا ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔

اذا اقیمت الصلوۃ سے چند مسائل مستنبط ہوئے

اذا اقیمت الصلاۃ فلا تقوموا حتی ترونی	کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو تم کھڑے نہ ہوا کرو یہاں تک کے مجھے دیکھ لو۔

اس حدیث پاک سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جب اقامت کہی جانے لگے تو سب لوگ بدستور اطمینان سے بیٹھے رہیں اور جب سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھ لیں کہ آپ تشریف لے آئے تو اس وقت کھڑے ہو جائیں محدثین عظام و فقہاء اعلام نے اس حدیث پاک سے چند مسائل مستنبط فرمائے ہیں جو ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ (۱): امام ابھی حجرۂ مسجد میں یا بیرون مسجد ہے اور اقامت شروع کر دی گئی تو لوگوں کو حکم یہ ہے کہ سکون سے بیٹھے رہیں اگرچہ اقامت پوری ہو چکی ہو اور جب امام نماز گاہ میں آ جائے تو سب لوگ فوراً کھڑے ہو جائیں۔

مسئلہ (۲): اگر امام مسجد ہی میں ہے اور اقامت شروع ہوئی تو فوراً کھڑے نہ ہوں بلکہ جب حی علی الصلوہ یا حی علی الفلاح یا قدقامت الصلوٰۃ کہا جائے تو امام کے ساتھ سب لوگ کھڑے ہوں۔

مسئلہ (۳): اقامت شروع ہو چکی ہے اور امام لوگوں کی پچھلی جانب سے آ رہا ہے تو جس صف سے گذرے وہ صف پوری کھڑی ہوتی چلی جائے حتی کہ امام اپنے مصلی پر پہنچ جائے۔

Marfat.com

مسئلہ (۴): اقامت شروع ہوئی اور امام لوگوں کے سامنے سے آ گیا تو لوگ امام کو دیکھتے ہی فوراً کھڑے ہو جائیں۔

مسئلہ (۵): اقامت ہو چکی اور ابھی امام آیا نہیں تو لوگ کھڑے ہو کر انتظار نہ کریں اس لئے کہ مکروہ ہے۔

چنانچہ ترمذی شریف ص ۹۶ میں ہے

عن ابی قتادة عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ اذا اقیمت الصلوة فلاتقوموا حتیٰ ترونی خرجت قال ابو عیسیٰ حدیث ابی قتادة حدیث حسن صحیح وکرہ قوم من اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ وغیرهم ان ینتظر الناس الامام وهم قیام

کہ ابوقتادہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب نماز کی اقامت کہی جائے تو نہ کھڑے ہوا کرو یہاں تک کہ تم لوگ مجھے دیکھ لو کہ میں نکل آیا۔ ابو عیسیٰ (صاحب ترمذی شریف) نے کہا کہ ابوقتادہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور اصحاب نبی کریم علیہ السلام وغیرہم کی ایک اہل علم جماعت نے مکروہ جانا ہے کہ لوگ امام کا کھڑے ہو کر انتظار کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا طریقۂ صحابہ کرام و تابعین عظام کے خلاف ہے۔ نیز ترمذی شریف اسی صفحہ میں علامہ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ المتوفی ۲۷۹ھ نے اب سے ۱۱۰۵ برس قبل لکھا ہے۔

وقال بعضهم اذا کان الامام فی المسجد واقیمت الصلوة فانما یقومون اذا قال المؤذن قدقامت الصلوه قد قامت الصلوه وهو قول ابن المبارک

کہ بعض نے فرمایا ہے جب امام مسجد میں ہو اور اقامت کہی جائے تو مؤذن کے قدقامت الصلوٰہ دو مرتبہ کہنے پر ہی لوگ قیام کریں اور یہی قول ابن المبارک کا ہے۔

اور اب سے ۳۸۹ برس قبل علامہ زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد حنبلی المتوفی ۹۹۵ھ فتح الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۹۵ میں فرماتے ہیں۔

وذھب الاکثرون الی انھم اذا کان الامام معھم فی المسجدلم یقوموا حتی تفرغ الاقامة وعن انس کان یقوم اذا قال الموذن قد قامت الصلوٰه

کہ اکثر علماء کرام اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جب امام قوم کے ساتھ مسجد میں موجود ہوتو جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے کھڑے نہ ہوں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ (جو صحابی ہیں) اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قد قامت الصلوه کہتا۔

ان روایتوں سے بھی یہ روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ اقامت سے قبل یا شروع ہوتے ہی کھڑے نہ ہونا چاہئیے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ صحابہ کرام وتابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہم سے زیادہ احادیث نبوی ﷺ کو دوسرا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

علماء مالکیہ کا مسلک

مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور مسلک حنفی کے خلاف فتوی صادر کرتے ہیں اور ضد میں حضرت امام مالک اور حضرت سعید بن مسیب رحمہما اللہ وغیرہ کے قول و فعل کو پیش کیا کرتے ہیں حالانکہ امام مالک اور جمہور علماء مالکیہ نے قیام کی کوئی حد ہی مقرر نہ فرمائی ہاں عامۃ العلماء المالکیہ مؤذن کے اقامت شروع کرنے کے بعد قیام کو پسند کرتے ہیں۔ مگر اس سے کیا نتیجہ؟ اس سے بھی تو اقامت شروع ہونے سے پہلے کھڑے ہو جانے کی تائید نہیں ہوتی اور اگر تائید ہوتی بھی تو ہمیں کیا ہم تو حنفی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کریں گے۔

اسی طرح حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ ایک تابعی ہیں جو مرتبۂ اجتہاد پر فائز نہیں ان کا اپنا الگ جو بھی مسلک ہو ہمارے لئے قابل عمل نہیں اور یہ بھی واضح ہونا

چاہیئے ۔ کہ جہاں کہیں ان کا مسلک بیان کیا گیا ہے وہیں وہ حدیث الباب حجۃ علیہم بھی ہے کہ اقامت کے بارے میں جو حدیث پاک مسلک حنفی کے مطابق وارد ہوتی ہے وہ حدیث ان سب پر حجت ہے ۔ یعنی مالکیہ اور سعید بن میتب کے مسلک حدیث اذا اقیمت الصلوۃ فلا تقوموا حتی ترونی کے مطابق نہیں یہ حدیث پاک ان لوگوں پر دلیل ہے ۔

قیام کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال

قیام کے بارے میں دراصل فقہاء و علماء کرام کے کئی اقوال پائے جاتے ہیں بعض نے تو حی علی الصلوٰہ اور بعض نے حی علی الفلاح پر اور کچھ نے قد قامت الصلوہ پر اور کچھ نے اقامت پوری ہو جانے پر کھڑے ہونے کا قول کیا ہے اور معدودے چند نے اقامت شروع ہوتے ہی اور چند نے قبل اقامت کھڑے ہونے کا قول کیا ہے لیکن مؤخر الذکر دونوں قول منسوخ ہیں کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ نے اخیر میں فرمایا ۔ فلا تقوموا حتی ترونی خرجت کہ تم لوگ جبتک مجھے نہ دیکھ لو کہ میں تشریف لایا کھڑے نہ ہوا کرو اور جیسا کہ اوپر گزرا کہ سرکار دو عالم ﷺ کے تشریف لاتے لاتے حضرت بلال رضی اللہ عنہ حی علی الصلوہ اور کبھی حی علی الفلاح اور کبھی قد قامت الصلوۃ پر پہنچ جاتے اور اس وقت تک ہر ایک صف باری باری حضور کی تشریف آواری پر کھڑی ہو جاتی ۔

مختلف احادیث کی توجیہ و تطبیق

چنانچہ اب سے ۷۰۷ برس قبل شیخ محی الدین ابوذکریا یحیٰی بن شرف النووی الشافعی المتوفی ۶۷۶ھ نے الکامل شرح مسلم شریف ج ا ص ۲۲۱ میں زیر بحث اذا اقیمت الصلوہ فلا تقوموا الخ پوری وضاحت سے یوں بیان فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

بـاب متٰی یقوم الناس للصلوٰۃ.	''کہ لوگ نماز کے لئے کب کھڑے
فیہ قولہ ﷺ اذا اقیمت الصلوٰۃ	ہوں'' کا بیان اس کے بارے میں
فلا تقوموا حتٰی ترونی وفی	حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز کے

Marfat.com

روایة ابی هریرة رضی الله عنه
اذا اقیمت الصلوة فقمنا فعدلنا
الصفوف قبل ان یخرج الینا
رسول الله ﷺ وفی روایة ان
الصلوٰة کانت تقام رسول
الله ﷺ فیاخذ الناس مصافهم
یاخذالناس مصافهم قبل ان یقوم
النبی ﷺ فی مقامه وفی روایة
جابربن سمرة رضی الله عنه
کان بلال رضی الله عنه یوذن
اذا رحضت فلا یقیم حتیٰ
یخرج نبی الله ﷺ فاذاخرج
اقام الصلوة حین یراه قال
القاضی عیاض رحمه الله
یجمع بین مختلف هذه
الاحادیث بان بلالا رضی الله
عنه کان یراقب خروج
النبی ﷺ من حیث لایراه

لئے اقامت کہی جائے تو تم لوگ
کھڑے نہ ہوا کرو یہاں تک کہ مجھے
نہ دیکھ لواور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی روایت میں ہے کہ جب نماز کے
لئے اقامت کہی جاتی تو ہم لوگ
کھڑے ہو جاتے پس صفوں کو
درست کرتے اس سے پہلے کہ اللہ
کے رسول ﷺ ہماری طرف تشریف
لائیں اور ایک روایت میں ہے۔
نماز کی اقامت رسول اللہ ﷺ کے
لئے کہی جاتی تھی تو لوگ اپنی اپنی صف
بندی کی جگہ لے لیتے۔ اس سے قبل
کہ نبی ﷺ اپنے مقام پر آ کر قیام
فرمائیں اور حضرت جابر بن سمرہ رضی
اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ کہ جب
سورج نصف النہار سے ڈھل جاتا تو
حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے
اور اقامت نہ کہتے یہاں تک کہ اللہ
کے نبی ﷺ (حجرہ اقدس سے
خارج فرماتے تو جب خروج فرماتے

Marfat.com

غيره او الا قليل فعند اول
خروجه يقيم ولا يقوم الناس
حتى يروه ثم لا يقوم مقامه
حتى يعدل الصفوف وقوله في
رواية ابي هريرة رضي الله عنه
فياخذ الناس مصافهم قبل
خروجه لعل كان مرة اومرتين
و نحوهما لبيان الجواز اولعذر
ولعل قوله ﷺ فلا تقوموا
حتى تروني كان بعد ذلك
قال العلماء والنهي عن القيام
قبل ان يروه لئلايطول عليهما
القيام ولانه قديعرض له عارض
فتاخر بسببه واختلف العلماء
من السلف فمن بعدمتى يقوم
الناس للصلوة فمذهب
الشافعي رحمة الله تعالى عليه
و طائفة انه يستحب ان لايقوم
احد حتى يفرغ الموذن من
الاقامة ونقل القاضي عياض

اور حضرت بلال دیکھ لیتے تو نماز کے
لئے اقامت کہتے قاضی عیاض
(متوفی ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا ہے۔ کہ ان مختلف حدیثوں کو
یوں جمع کیا جائے گا۔ کہ بیشک حضرت
بلال رضی اللہ عنہ ایک ایسے مقام
سے نبی ﷺ کا انتظار فرماتے تھے۔
جہاں سے ان کے سوا سرکار ﷺ کو
کوئی نہ دیکھ پاتا یا معدودے چند
ہی دیکھتے تو سرکار کے ابتداء
خروج کے وقت اقامت شروع کر
دیتے۔ اور لوگ کھڑے نہ ہوتے
یہاں تک کہ سرکار کو دیکھ لیتے پھر اپنے
مقام پر قیام نہ فرماتے یہاں تک کہ
صفوں کو برابر کر لیا جاتا اب رہی
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ
لوگ اپنی اپنی صف بندی کی جگہ لے
لیتے سرکار کے خروج فرمانے سے
قبل ہی تو شاید ایک مرتبہ یا دو مرتبہ
ایسا ہوا اور اگر ایسا کیا بھی گیا تو بیان

عن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ وعامۃ العلماء انہ یستحب ان یقوموا اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ فقال انس رضی اللہ عنہ یقوم اذا قال المؤذن قدقامت الصلٰوۃ فذا قال قدقامت الصلٰوۃ الصف اذا قال حی علی الصلوۃ وبہ قال احمد رضی اللہ عنہ قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ والکوفیون یقومون فی الصف فاذا قال قدقامت الصلوۃ کبرالامام وقال

جمہور العلماء من السلف و الخلف لا یکبر الامام حتٰی یفرغ المؤذن من الاقامۃ.

جواز کے لئے یا پھر کسی عذر کی وجہ سے اور اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان کہ تم لوگ کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔ شاید اس (ایک یا دو مرتبہ واقعہ) کے بعد کا ہے۔" لہٰذا اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو جانا اس حدیث پاک کے منسوخ ہو گیا علماء کرام نے فرمایا ہے کہ سرکار ﷺ کے دیکھنے سے پہلے کھڑے ہونے کی ممانعت اس لئے ہوئی ہے کہ لوگوں کو دیر تک کھڑا نہ رہنا پڑے۔ اور اس لئے بھی کہ سرکار ﷺ کو کوئی وجہ درپیش ہوتی تو دیر ہو جاتی اور علماء سلف اور ان کے بعد والوں میں اختلاف ہے کہ لوگ نماز کے لئے کب کھڑے ہوں اور کب امام تکبیر تحریمہ کہے تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کا مذہب ہے کہ مستحب یہ ہے کہ کوئی شخص اٹھ کھڑا نہ ہو یہاں تک کہ مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے۔ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے حضرت امام مالک اور عام علماء مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم سے نقل فرمایا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ جب مؤذن اقامت شروع کردے تو لوگ کھڑے ہوں تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مؤذن قدقامت الصلوۃ کہے تو کھڑے ہوں اور یہی امام احمد رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے اور امام ابوحنیفہ اور علماء اہل کوفہ نے فرمایا کہ لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علی الفلاح کہے اور جب قدقامت الصلوۃ کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہے اور جمہور علماء سلف وخلف نے فرمایا کہ امام تحریمہ نہ باندھے جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہوجائے۔

امام محمد اور مؤطا شریف

اور اب سے ۱۲۰۵ برس قبل حضرت امام محمد بن حسن شیبانی المتوفی ۱۷۹ھ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ جو مؤطا امام محمد ص ۸۷ میں ہے۔

قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوۃ فیصفوا ویسووا الصفوف ویحاذی بین المناکب فاذا اقام کبر الامام وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ	امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ لوگوں کو چاہئے کہ جب اقامت کہنے والا حی علی الفلاح کہے تو سب لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوں اور صف بندی کرلیں اور صفوں کو برابر کرلیں اور اپنے اپنے مونڈھوں کو بھی برابر کرلیں۔

پس جب اقامت ہوجائے تو امام تکبیر تحریمہ کہے اور یہی قول (فتوی) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

Marfat.com

امام شافعی اور امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ کا مسلک

اور اب سے ۵۲۹ برس قبل حضرت العلام بدر الدین محمود بن احمد عینی بغدادی المتوفی ۸۵۵ھ نے اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۲ ص ۶۷ میں تحریر فرمایا ہے۔

ومذهب الشافعی وطائفة انه یستحب ان لایقوم حتی یفرغ المؤذن من الاقامة وهو قول ابی یوسف	امام شافعی اور ایک طائفہ کا مذہب یہ ہے کہ مستحب ہے کہ لوگ نہ کھڑے ہوں یہاں تک کہ مؤذن اقامت سے فارغ ہو جائے اور یہی قول امام ابو یوسف کا ہے۔

نیز عینی اسی صفحہ میں ہے۔

امام زفر و امام اعظم و محمد وغیر ہم کے اقوال

وقال زفر مؤذن قال قد قامت الصلوة مرة قاموا واذا قال ثانية افتتحوا وقال ابو حنيفة ومحمد يقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰة فاذا قال قدقامت الصلوٰة كبر الامام لانه امين الشرع وقد اخبر بقيامها فيجب تصديقه واذا لم يكن الامام فی المسجد فذهب جمهور الی انهم لايقومون حتی يروه.	کہ امام زفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب پہلی مرتبہ مؤذن قد قامت الصلوٰہ کہے تو لوگ کھڑے ہو جائیں اور جب دوسری مرتبہ کہے تو نماز شروع کر دیں اور امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا کہ لوگ اسوقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علی الصلوۃ کہے پس جب قد قامت الصلوٰہ کہے امام تحریمہ باندھ لے اس لئے کہ شرع کے امین

Marfat.com

نے قیامِ نماز کی خبر دی تو اس کی تصدیق واجب ہوگئی۔ اور جب امام مسجد میں نہ ہو تو جمہور علماء کرام اس بات کی طرف گئے ہیں کہ لوگ کھڑے نہ ہوں جب تک امام کو دیکھ نہ لیں۔

نتیجہ:

ان احادیث و شروح احادیث سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ اقامت کے وقت پہلے سے کھڑے ہو جانا کسی طرح صحیح و درست نہیں بلکہ مکروہ ہے اور بالخصوص مسلک احناف کے بالکل خلاف ہے ہم ذیل میں فقہاء کرام و علماء اعلام کے فتاویٰ بحوالۂ کتب مع صفحات درج کرتے ہیں اور یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ جس قدر بھی فتاوی درج ہونگے سب مسلک احناف کے مطابق ہوں گے جس پر معلوم ہو جانے کے بعد خود عمل کرنا ایک حنفی المذہب کے لئے ضروری اور دوسروں کو تعلیم و ترغیب دینا مذہبی فرض ہوگا۔

تلفیق تلقید کے خلاف ہے

علماء کرام نے تلفیق حرام لکھی ہے یعنی جس کا مقلد ہے اس کی پوری پوری پیروی نہ کرتا ہو بلکہ جس امام کا مسلک اپنی طبیعت کے مطابق اور آسان محسوس ہوتا ہو اس پر عمل کرتا ہو تقلید کے معنی ہی بلا دلیل پورے بھروسے کے ساتھ کسی کی پیروی کرنے کے ہیں اور جب کوئی شخص اپنے امام کے مسلک کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے مسلک پر عمل کرے گا تو تقلید کا مفہوم بگڑ جائے گا۔ اور یہ کسی طرح ایک مقلد کو جائز نہیں۔

مسجد میں داخل ہوتے ہی اقامت شروع ہوئی جب بھی بیٹھ جائے

فقہاء کرام نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ اقامت کے وقت سب لوگ بیٹھے رہیں اور جب حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح کہا جائے تو امام و مقتدی سب کھڑے ہوں پہلے ہی کھڑے نہ ہوں کہ مکروہ ہے۔

چنانچہ اب سے ۲۶۵ سال سے بھی پہلے کی ایک اجماعی کتاب عالمگیری جو اورنگ زیب عالمگیر علماء عصر کے اتفاق سے مسلک حنفی پر مرتب کروائی جلد اص ۵۷ میں ہے۔

اذا دخل الرجل عند الاقامة یکره له الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح کذافی المضمرات	کہ جب کوئی مسجد میں اقامت کے وقت داخل ہو تو کھڑے ہو کر انتظار نماز کرنا اس کے لئے مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن اپنے قول حی علی الفلاح پر پہنچے تو کھڑا ہو۔ ایسا ہی مضمرات میں ہے۔

اور اب سے ۲۹۶ سال سے بھی پہلے علامہ سید علاء الدین محمد بن جمال الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب درمختار شرح تنویر الابصار ج اص ۲۹۵ میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

دخل المسجد والمؤذن یقیم قعدالی قیام الامام فی مصلاه	کہ کوئی شخص مسجد میں اس وقت داخل ہوا کہ مؤذن اقامت کہہ رہا تھا تو امام کے اپنے مصلا پر کھڑے ہونے تک بیٹھ جائے۔

اور اب سے ۱۲۸ سال سے بھی پہلے اسی کے حاشیہ ردالمختار ج اص ۲۹۵ میں علامہ محمد امین بن عابدین شامی دمشقی فرماتے ہیں۔

ویکره له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح	کہ کھڑے ہو کر انتظار نماز کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہنچے تو کھڑا ہو۔

نیز اسی درمختار میں دوسری جگہ ج اص ۳۵۴ میں ہے۔

Marfat.com

مقتدیوں کے سلسلہ میں مکمل معلومات

والقیام لا مام ومؤتم حین حی علی الفلاح خلافا لزفر فعنده عند حی علی الفلاح ان کان الامام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتهی علیه الامام علی الاظهروان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرهم الیه الااذا اقام الامام بنفسه فی المسجد فلایقوموا حتی یتم اقامته (ظهیریه) وان خرج قام کل صف ینتهی الیه الامام

کہ اور کھڑا ہونا امام ومقتدی کے لئے حی علی الفلاح کے وقت امام زفر کا مسلک اس کے خلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک حی علی الصلاۃ کے وقت کھڑا ہونا ہے اگر امام محراب کے قریب ہو ورنہ (سب بیٹھے رہیں ہر وہ صف کھڑی ہو جس کے پاس امام پہنچے ظاہر مذہب صحیح یہی ہے اور اگر امام آگے سے داخل ہو تو امام کو دیکھتے ہی سب لوگ کھڑے ہو جائیں مگر جب امام خود مسجد میں اقامت کہے تو نہ کھڑے ہوں یہاں تک کہ امام اپنی اقامت پوری کرے اور اگر خروج کرے (جیسا حدیث میں گذرا) تو ہر وہ صف کھڑی ہو جس کے پاس امام پہنچے۔

حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے سلسلہ میں فتاویٰ شامیہ کے اندحوالہ جات

قوله (حین قیل حی علی الفلاح) کذافی الکنز ونور

صاحب درمختار کا قول ہے کہ جب حی علی الفلاح کہا جائے تو

الایضاح والاصلاح و الظھیریہ وَالبدائع وغیرھا والذی فی الدرر متنا وشرحا عند الحیعلة الاولیٰ یعنی حین یقال حی علی الصلوٰۃ وعزاہ الشیخ اسماعیل فی شرحہ الی عیون المذاھب و الفیض والوقایہ و النقایة والحاوی والدر المختار قلت واعتھدہ فی الملتقی وحکی الاول بقیل یکن نقل ابن کمال تصحیح الاول الخ	کھڑے ہوں ایسا ہی مندرجہ ذیل کتابوں میں لکھا ہے کنز، نورالایضاح اصلاح، ظہیریہ، بدائع، وغیرھا الدار متناوشرحا کہ حی علی الصلوٰۃ پر قیام کیا جائے اور شیخ اسماعیل نے اپنی شرح میں (درج ذیل کتب کی طرف منسوب کیا ہے اور شیخ اسماعیل نے اپنی شرح میں (درج ذیل کتب کی طرف منسوب کیا ہے) عیون المذاہب، فیض، وقایہ، نقایہ، حاوی، درمختار میں کہتا ہوں کہ اسی پر اعتماد کیا گیا، ملتقی میں اوراول (حی علی الصلوٰہ) کو قیل سے بیان کیا گیا

ہے۔ (جو ضعف کی طرف اشارہ ہوتا ہے) لیکن ابن کمال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پہلے ہی یعنی حی علی الصلوٰہ کی تصحیح فرمائی ہے۔

اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی کتاب الآ ثار ص ۲۵ مطبوعہ لاہور میں تحریر فرماتے ہیں۔

اذا قال الموذن حی علی الفلاح فان ینیفی للقوم ان یقوموا فیصفوا فاذا قال موذن قدقامت الصلوٰہ کبر الامام قال	کہ مؤذن حی علی الفلاح کہے تو لوگوں کو چاہیے۔ کہ کھڑے ہوں پس صف بندی کر لیں اور جب مؤذن قدقامت الصلوٰہ کہے تو امام تکبیر تحریمہ

Marfat.com

محمد و به ناخذوهو قول ابی حنیفة رضی الله عنه	کہے اور امام محمد نے فرمایا۔ کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی قول (فتوی) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اوراب سے ۷۰۴ برس سے بھی قبل تاج الشریعت علامہ محمود ابن صدر الشریعت اکبر احمد علیہ الرحمۃ اپنی کتاب وقایہ جو شرح الوقایہ ج اص ۱۵۵ میں فرماتے ہیں۔

ویقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰه	کہ حی علی الصلوہ کے وقت امام ومقتدی کھڑے ہوں

اوراب سے ۸۰ برس قبل فاضل عصر علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحیؒ لکھنوی عمدة الرعایہ فی حل شرح الوقایہ میں فرماتے ہیں۔

ای مواضعهم الی الصف وفيه اشارة الی انه اذادخل المسجد یکره له الانتظار قائما بل یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الفلاح وبه صرح فی جامع المضمرات	یعنی لوگ اپنی اپنی جگہوں سے صف میں آ کر کھڑے ہوں۔ اور اس میں اشارہ اس بات کا ہے کہ جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہو۔ جامع المضمرات میں اسی کی تصریح کی ہے۔

اوراب سے ۶۷۶ برس پہلے ابوبرکات علامہ عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی نے کنز الدقائق ج اص ۲۴ میں فرمایا ہے

Marfat.com

والقیام حین قیل حی علی الفلاح
کہ جب حی علی الفلاح کہا جائے تو قیام کیا جائے

حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے پر مولوی محمد احسن نانوتوی دیو بندی کا فتویٰ

اور اسی کے حاشیہ پر مولوی محمد احسن صاحب نانوتوی لکھتے ہیں۔

ای مسارعة لا متثال الامر هذا اذا کان الامام بقرب المحراب
کہ جب امام محراب کے نزدیک ہو اس وقت حی علی الفلاح (کامیابی کی طرف آؤ) کہتے ہی حکم کی تعمیل میں جلدی کرتے ہوئے قیام کیا جائے گا۔

اور اب سے ۳۱۵ سال قبل علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی اپنی کتاب مراقی الفلاح ص ۱۶۶ میں فرماتے ہیں۔

ومن الادب القیام ای قیام القوم والامام ان کان حاضراً بقرب المحراب حین قیل ای وقت قول المقیم حی علی الفلاح لانه امربه فیجاب وان لم یکن حاضرا فیقوم کل صف ینتهی الیه الامام فی الاظهر
کہ ادب نماز قیام ہے یعنی قوم و امام کا قیام اگر امام محراب کے نزدیک ہو۔ جبکہ اقامت کہنے والا حی علی الفلاح کہے اس واسطے کہ حی علی الفلاح کہہ کر اس نے قیام کا حکم دیا لہٰذا اسے قبول کیا جائے گا۔ اور اگر محراب کے نزدیک امام حاضر نہ ہو تو ہر وہ صف جس کے پاس چل کر امام پہنچے وہ کھڑی ہو جائے۔

اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ غافل ہیں

اور اس کے حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۶۶ میں ہے جواب سے ۱۱۴ سال سے بھی قبل علامہ احمد الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

واذا اخذ المؤذن فی الاقامة ودخل رجل المسجد فانه يقعد ولا ينتظر قائما فانه مكروه كمافی المضمرات قهستانی و يفهم منه كراهة القيام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون.

کہ جب مؤذن اقامت شروع کردے اور کوئی مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے اور کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے اس لئے کہ یہ مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات قہستانی میں ہے۔ اور اس سے یہ مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔

یہاں تک تو ان فقہاء احناف کے فتاویٰ اور تعامل کا ذکر کیا گیا۔ جن پر جملہ احناف کا اتفاق و اتحاد ہے اب ان کا بھی قول ملاحظہ فرمایا جائے جو مخالفین مسلک ہذا کے پیشوا ہیں ان مخالفین کی یہ عجیب دیانتداری ہے کہ اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور نہایت شد و مد سے حنفی مسلک کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ اور نور الایضاح ص ۶۹ میں ہے۔

والقيام عندحی علی الفلاح

کہ حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

علماء دیوبند کے فتوے

حی علی الفلاح پر قیام کے بارے میں مولوی اعزاز علی دیوبندی کا فتویٰ

اور اس کے حاشیہ میں مولانا اعزاز علی دیوبندی لکھتے ہیں۔

ای من الادب قیام القوم والامام ان کان حاضرا بقرب المحراب وقت قول المقیم حی علی الفلاح لان المقیم فی ضمن قولہ ھذا امر بالقیام فیجاب وان لم یکن حاضرا یقوم کل صف حین ینتھی الیہ الامام

کہ نماز کا ادب یہ ہے کہ قوم اور اگر محراب کے قریب امام موجود ہے تو جبکہ اقامت کہنے والا حی علی الفلاح کہے۔ اس وقت کھڑے ہوں اس لئے کہ اقامت کہنے والے نے حی علی الفلاح کہنے کے ضمن میں کھڑے ہونے کا حکم دیا تو اسے قبول کیا جائے گا۔ اور اگر امام موجود نہ ہو تو کوئی شخص نہ کھڑا ہو یہاں تک کہ امام آ جائے اور جس صف کے پاس پہنچے وہ کھڑی ہو جائے۔

مولوی قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا فتویٰ

مولوی قاضی ثناء اللہ پانی پتی جو ان لوگوں کے نزدیک بڑے ہی معتبر اور قابل اعتماد ہیں جو لوگ اس مسئلہ میں محض ضد میں ہماری مخالفت کرتے ہیں اپنی کتاب مالا بدمنہ ص ۴۰ میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

طریقه خواندن نماز بروجه سنت آن است که اذان گفته شود و اقامت و نزد حی علی الصلوه برخیزد

کہ مسنون طریقہ سے نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اذان واقامت کہی جائے اور حی علی الصلوہ کے وقت کھڑے ہوں

تعصب میں اندھادھند مخالفت کا انجام

لیکن تعصب نے نہیں اتنا اندھا کر دیا ہے کہ یہ بھی نہ سوچا کہ ان کے اپنے خاص مقتدا نے اس مسئلہ کے بارے میں کیا لکھا ہے یا یہ کہا جائے کہ ان لوگوں نے اگرچہ کسی کا نام نہ لیا لیکن یہ واضح کرنے کی سعی بلیغ کی ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد وقاضی القضاۃ ابو یوسف اور امام زفر وامام حسن بن زیاد جیسے ائمہ احناف اور امام محمد بن ادریس الشافعی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر ان کے اپنے پیشوا ومقتدی مولوی اعزاز علی دیوبندی ومولوی قاضی ثناء اللہ پانی پتی ومحمد احسن نانوتوی وغیرہم سب کے سب احادیث مقدسہ سے کورے اور فقہ سے نابلد اور اصول قیاس وطریقۂ استنباط سے قطعاً ناآشنا تھے۔ مگر ہم تو یہ جانتے ہیں کہ سورج پر جو بھی خاک ڈالتا ہے وہ خاک خود اسی کی آنکھ اور منہ میں پڑتی ہے چنانچہ ان لوگوں نے اس جیسے اور بہت سے مسائل میں زبردست ٹھوکر کھائی ہے لیکن ان کا حال اس ضدی ناتواں کا سا ہے جس نے ایک توانا پہلوان سے مقابلہ کیا اور جب نیچے گرا تو ٹانگ اونچی کر کے شور کیا کہ میں جیت گیا۔ ان لوگوں نے اقامت سے پہلے ہی کھڑے ہو جانے کا قیاس کر کے ائمۂ مجتہدین خصوصاً ائمۂ احناف رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منہ چڑھایا حق تو یہ ہے کہ انہیں اپنے آپ کو حنفی بلکہ کسی کا مقلد ہی نہ کہنا چاہیئے۔ ناظرین کتاب نے خوب اچھی طرح سے ملاحظہ فرمایا کہ بیرون مسجد اذان کہنا سنت خیر الانام اور طریقۂ صحابہ وتابعین عظام کے عین مطابق اور اندرون مسجد خلاف سنت ہے اسی لیے حضرات آئمۂ احناف غیرھم کے نزدیک اندرون مسجد اذان کہنا خواہ اذان خطبۂ

Marfat.com

جمعہ ہی کیوں نہ ہو مکروہ ہے اور آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ اقامت یعنی تکبیر کے وقت بیٹھے رہنا اور حی الصلوٰۃ پر نماز کے لئے کھڑا ہونا سنت سرکار ﷺ وطریقۂ صحابہ کبار و تابعین جاں نثار کے عین موافق ہے اسی لئے حضرات ائمۂ احناف رضی اللہ عنہم نے اقامت کے وقت شروع ہی میں کھڑے ہو جانے کو مکروہ لکھا ہے۔

علماء کرام اور عوام سے اپیل

جب یہ بات خوب اچھی طرح ثابت ہو چکی تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اس کے خلاف کیا جائے اور اگر کوئی خلاف کرے گا تو سنت مٹے گی اور بلا وجہ حدیث وفقہ اور تعامل علماء اعلام کے خلاف اقدام ہوگا۔ جس کا عذاب اس کی گردن پر ہوگا لہٰذا میری اپیل خصوصاً ان علماء کرام سے ہے جن کا فرض منصبی تبلیغ ہے کہ زمانۂ حاضرہ میں یہ سنتیں قریب مٹ چکی ہیں ان سنتوں کو زندہ کرنے کی شبانہ روز انتھک کوشش کریں اور عوام کو بھی چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو ایسے کار خیر میں تعاون کر کے سو شہیدوں کا ثواب جیسا کہ اوپر مکمل بیان گذرا حاصل کریں اور اپنے مبلغین کا پورا پورا ساتھ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کرنا بیشک داخل حسنات ہونا ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ	کہ تم لوگ ایک دوسرے کے ساتھ نیکو کاری اور پرہیز گاری پر تعاون کرو اور بدکاری اور گنہ گاری پر کسی کا ساتھ نہ دو

اقامت کے چند ضروری مسائل فقہیہ

اب اقامت کے چند ضروری مسائل ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں اس کے بعد نماز کے اہم ترین مسائل بیان ہوں گے جس میں واضح طور پر بتایا جائے گا کہ فرض و واجب و سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ اور جملہ نوافل پڑھنے کا کیا طریقہ ہے۔

Marfat.com

اس سے قبل بیان کیا جاچکا ہے کہ اقامت کی نیت اذان کے لحاظ سے بہت ہی زیادہ ہے لہٰذا جنبی یا (جب) اور محدِث کی اقامت مکروہ ہے لیکن اعادہ کی ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ اس کی تکرار مشروع نہیں کیونکہ اقامت صرف حاضرین کی اطلاع کے لئے ہے اور یہ بہرصورت حاصل ہو جاتی ہے دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں اور اذان چونکہ غائبین کی اطلاع کے لئے ہوتی ہے لہٰذا اس کی تکرار جائز ہے کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ امور دینیہ یا دینویہ کی وجہ سے پہلی مرتبہ میں کچھ لوگوں نے نہ سنی ہو تو وہ لوگ اب سنکر مطلع ہو جائیں گے لیکن بلاوجہ اس کی بھی تکرار ممنوع ہے۔

مسئلہ (۱) پانچ چیزیں اذان واقامت کے دوران پائی جائیں تو دوبارہ کہنا ضروری ہے

چنانچہ فتوی قاضیخان میں ہے

خمس خصال لو وجدت فی الاذان اوفی الاقامة توجب الاستقبال اذا غشی علی الموذن فی الاذان اوفی الاقامة یستقبل غیره وکذا اذامات فی خلال الاذان اوفی الاقامة اوعجز عن الاتمام ولم یکن هناک من یلقنه یجب الاستقبال وکذا اذا اخرس فی الاذان او فی الاقامة وعجز عن الاتمام یستقبل غیره

کہ خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر اذان و اقامت میں پائی جائیں تو ازسرنو دوبارہ کہنا واجب ہوگا (۱) جبکہ اذان و اقامت کے دوران موذن پر غشی طاری ہو جائے (۲) یا مؤذن کی ان دونوں کے دوران موت واقع ہو جائے (۳) یا بھول جائے اور بتانے والا بھی نہ ہو جو بتا سکے (۴) یا ان دونوں کے درمیان زبان بند ہو جائے (۵) یا بھولا تو نہیں مگر کسی اور وجہ سے پوری نہ کر سکے۔

Marfat.com

مسئلہ (۲) جب امام اقامت خود کہے تو ختم پر لوگ کھڑے ہوں

امام اگر اذان و اقامت خود ہی کہے تو یہ مستحسن ہے لیکن جب امام اقامت کہہ کر فارغ ہو جائے تو سب لوگ کھڑے ہوں اور اگر کوئی دوسرا کہے اور امام مسجد ہی میں موجود ہے تو سب لوگ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں اور اگر موجود نہ تھا اور اقامت شروع ہوتے ہی مسجد میں آیا اور صفوں کی جانب سے اپنے مصلّے پر جا رہا ہے تو جس صف کے پاس پہنچے وہ فوراً کھڑی ہو جائے اور اگر امام لوگوں کے سامنے سے آ جائے تو دیکھتے ہی سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور اگر امام کسی طرف سے آتا دکھائی دے تو جب تک آ نہ جائے لوگ کھڑے نہ ہو بلکہ سب لوگ بیٹھے ہی رہیں یہاں تک کہ امام آ جائے چنانچہ اصل عبارت فتاوی عالمگیری ج ا ص ۵۷ میں یوں ہے ملاحظہ ہو۔

ان كان المؤذن غير الامام وكان القوم مع الامام في المسجد فانه يقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حي على الفلاح عند علماء نا الثلثة وهو الصحيح واما اذا كان الامام خارج المسجدفان دخل المسجد من قبل الصفوف فلما جاوز صفاً قام ذلك الصف وان كان الامام دخل المسجد من قدامهم يقومون كما رء و

کہ اگر اذان کہنے والا امام کے علاوہ کوئی اور ہو اور مقتدی امام کے ساتھ ہی مسجد میں ہوں تو امام و مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علی الفلاح کہے یہ ہمارے تینوں علماء کرام، ابو حنیفہ و امام محمد و امام زفر رضی اللہ عنہم کے نزدیک ہے اور یہی صحیح ہے لیکن امام جب مسجد سے باہر ہو تو اگر مسجد میں صفوں کی طرف سے داخل ہو تو جس صف سے گذرے تو وہ صف کھڑی ہو جائے اور اگر امام ان

Marfat.com

الامام وان کان الموذن والامام واحداً فان اقام فی المسجد فالقوم لایقومون مالم یفرغ من الاقامة و ان اقام خارج المسجد فمشائخنا اتفقوا علی انھم لا یقومون مالم یدخل الامام المسجد.

کے آگے سے داخل ہوتو امام کو دیکھتے ہی سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور اگر اذان کہنے والا اور امام ایک ہی شخص ہو تو اگر مسجد کے اندر اقامت کہے تو مقتدیوں میں سے کوئی نہ کھڑا ہو جب تک امام اقامت سے فارغ نہ ہو جائے اور اگر امام مسجد سے باہر ہے تو ہمارے مشائخ نے اس بات پر اتفاق فرمایا ہے کہ جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو جائے کوئی نہ کھڑا ہو۔

مسئلہ (۳) میدان میں بھی نماز باجماعت کیلئے اذان و اقامت ہے

میدان میں بھی اگر نماز باجماعت ادا کی جائے تو اذان و اقامت کہہ لینا چاہئے۔ لیکن اگر اذان نہ بھی کی جائے تو کراہت نہیں اور اقامت کہے بغیر جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے چنانچہ قاضی خاں ص ۷۸ میں ہے

وان صلوا بجماعة فی المفازة ان ترکوا الاذان لایکرہ وان ترکوا الاقامة یکرہ وقیل لایترک الاذان "ایضا"

کہ لوگ میدان میں جماعت سے اگر نماز پڑھیں اور اذان ترک کر دیں تو کراہت نہیں اور اگر اقامت ترک کریں گے تو نماز مکروہ ہوگی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اذان ترک کرنا بھی مکروہ ہے۔

Marfat.com

مسئلہ (۴) امام مصلیٰ پر کھڑا ہو کر اقامت نہ کہے بلکہ مؤذن کی جگہ پر

اگر امام خود اقامت کہے تو مصلیٰ پر کھڑے ہو کر بہتر نہیں بلکہ مؤذن کی جگہ کھڑے ہو کر کہے اور جب قدقامت الصلوٰۃ پر پہنچے تو اب اختیار ہے خواہ وہیں پوری اقامت کہہ کر آگے بڑھے یا قدقامت الصلوۃ پر مصلیٰ پر جائے چنانچہ فتاوی قاضی خاں صفحہ مذکورہ میں یوں عبارت مرقوم ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔

واذا انتهى المؤذن فى الاقامة الى قوله قدقامت الصلوٰة له الخيار ان شاء اتمها فى مكانه وان شاء مشى الى مكان الصلوٰة اماما كان المؤذن اولم يكن

کہ جب اقامت کہنے والا اقامت کہتے ہوئے قدقامت الصلوۃ پر پہنچے تو اسے اختیار ہے اگر چاہے تو اپنی جگہ پر اقامت پوری کرے یا اگر چاہے تو آگے بڑھ کر اپنی جائے نماز پر چلا جائے اقامت کہنے والا خود امام ہی ہو یا کوئی اور ہو۔

(بہرصورت قد قامت الصلوٰہ تک مؤذن کی جگہ پر اقامت کہی جائے گی۔)

حنفی مسلک کے مطابق نماز کے بارے یں چند حدیثیں

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ طریقۂ نماز کے متعلق تبرکا چند حدیثیں بیان کی جائیں اس کے بعد حنفی مسلک کے مطابق جو طریقہ ہے بیان ہوگا جس میں فرض، واجب، سنت، مستحب بھی ہوں گے۔

Marfat.com

حدیث تعدیل ارکان

بخاری شریف مسلم شریف ومشکوٰۃ شریف ج ا ص ۷۵ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ مسجد کی ایک جانب تشریف فرما تھے اُس نے نماز پڑھی پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

وعلیکم السلام قم فصل فانک لم تصل	جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔

وہ گئے اور نماز ادا کی پھر حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔فرمایا

وعلیکم السلام قم فصل فانک لم تصل	جاؤ نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔

وہ گئے اور نماز پڑھی پھر حاضر ہو کر سلام کیا۔فرمایا

وعلیکم السلام قم فصل فانک لم تصل	جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔

تیسری بار یا اس کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تعلیم فرمائیے۔ارشاد فرمایا جب نماز کے لئے کھڑے ہونا چاہو تو کامل وضو کرو پھر قبلہ رو ہو کر اللہ اکبر کہو پھر جتنا قرآن پڑھنا تمہیں آسان ہو پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان ہو جائے پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں تمہیں اطمینان ہو جائے۔ پھر اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اسی طرح پوری نماز میں کرو۔

(۲) امام احمد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور پچھلی صف میں ایک شخص تھا جس نے نماز میں کچھ کمی کی جب سلام پھیرا تو اسے پکارا کہ اے فلاں تو اللہ سے ڈرتا نہیں کیا تو دیکھتا نہیں کہ تو نماز کیسے پڑھتا

Marfat.com

ہے؟ تم لوگ یہ گمان کرتے ہوں گے کہ جو تم کرتے ہو اس میں سے کچھ مجھ پر پوشیدہ رہ جاتا ہوگا؟ خدا کی قسم اپنے پیچھے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے۔ مشکوٰۃ ج اص ۷۷ باب مایقرء بعد التکبیر۔

مقتدی قرأت نہ کرے

(۳) نیز حدیث ابوہریرہ وقتادہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی قرأت نہ کریں بلکہ چپ رہیں اور یہی کچھ قرآن عظیم کا بھی ارشاد ہے

وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

کہ جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور چپ رہو اس امید پر کہ تم رحم کیے جاؤ

(۴) ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام تو اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

نماز میں رفع یدین نہ کرے

(۵) دارقطنی وابن عدی کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ وابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی تو ان حضرات نے ہاتھ نہ اٹھائے مگر نماز شروع کرتے وقت۔

(۶) امام مسلم واحمد حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں جیسا کہ چنچل گھوڑے کی دمیں۔ نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔

(۷) اور امام جب غیر المغضوب علیهم والاالضالین کہے تو مقتدی بآواز بلند آمین نہ کہیں بلکہ آہستہ سے ادا کریں جسے صرف خود کہنے والا سنے کہ صحیح ادا کرلیا کیونکہ یہی

Marfat.com

طریقہ برحق اور حدیث کے مطابق ہے جیسا کہ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فقال آمین و خفض بھا صوتہ کہ آمین کہی اور اس میں آواز پست رکھی اور حدیث پاک میں جو مدبھا صوتہ آیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آمین کہا گیا۔ دراصل اس لفظ کو ۳ طرح سے پڑھا اور بولا جا سکتا ہے۔ امین، آمن، آمین تو سرکار ﷺ نے اپنی آواز مقدس (بڑھا) لمبا کر کے اس لفظ کو ادا فرمایا ہے۔ یعنی آمین ارشاد فرمایا۔ اس حدیث پاک کے معنی باآواز بلند ادا کرنے کے نہیں ہیں دراصل مد کے معنی بڑھانے اور دراز کرنے کے ہیں نہ کہ چلانے کے، قرآن پاک میں جگہ جگہ مد آتا ہے۔ جس کا مفہوم ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ جس لفظ کے اوپر علامت مد ہو گی اس کو کھینچ کر اور بڑھا کر ادا کیا جائے گا۔ مثلاً آمن الرسول میں آمن کو مد کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ بغیر مد یعنی اَمَنَ نہیں۔

نماز کے فرائض

نماز میں سات فرائض ہیں جن کے چھوٹ جانے سے نماز قطعاً ہوتی ہی نہیں اور وہ یہ ہیں تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجود، قعدہ اخیرہ، خروج بصنعہٖ

نماز کے ۳۴ واجبات

اس کے علاوہ نماز کے ۳۴ واجبات بیان کئے جاتے ہیں جن میں سے کسی ایک کے چھوٹ جانے سے بھی نماز نہیں ہوتی لیکن اگر سجدۂ سہو کر لیا جائے تو نماز مکمل ہو جائے گی (۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کا ہونا (۲) سورۂ فاتحہ کا ایک ایک لفظ اس طرح پڑھنا کہ کوئی لفظ بلکہ کوئی حرف نہ چھوٹے (۳) سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری صورت ملانا جو ۳ چھوٹی چھوٹی آیتوں کی مقدار ہو یا ایک لمبی آیت جو ۳ کے برابر ہو پڑھنا (۴) فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا (۵) الحمد کے بعد فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنت و نفل اور واجب کی ہر رکعت میں سورۃ کا ملانا (۶) الحمد کا سورۃ سے پہلے ہونا (۷) ہر رکعت

Marfat.com

میں سورۃ سے پہلے الحمد ایک ہی بار پڑھنا (۸) سوائے آمین و بسم اللہ کے الحمد اور سورۃ کے درمیان کسی اجنبی کا فاصلہ نہ ہونا (۹) قراءت کے بعد فوراً رکوع کرنا (۱۰) ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ اس طرح کرنا کہ دونوں کے درمیان کوئی رکن فاصل نہ ہو (۱۱) تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا (۱۲) رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا (۱۳) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا (۱۴) قعدۂ اولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو (۱۵) فرض و وتر و سنت مؤکدہ میں صرف تشہد عبدہ و رسولہ تک پڑھنا اس سے زائد نہ پڑھنا (۱۶) قعدۂ اولیٰ و قعدۂ ثانیہ اور اسی طرح جتنے بھی قعدہ کرے سب میں التحیات عبدہ و رسولہ تک پڑھنا (۱۷) لفظ السلام علیکم پہلی بار (۱۸) السلام پھر دوسری بار کہنا اور علیکم واجب نہیں نہ پہلی بار نہ دوسری بار (۱۹) اور وتر میں دعاء قنوت پڑھنا (۲۰) تکبیر قنوت کہنا (۲۱) عیدین کی ۶ تکبیرات مکمل کہنا (۲۲) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع کہنا اور اس تکبیر میں لفظ اللہ اکبر کہنا (۲۳) ہر وہ نماز جس میں بلند آواز سے پڑھا جائے جیسے فجر و مغرب و عشا میں امام کا آواز سے پڑھنا (۲۴) ظہر و عصر میں آہستہ سے پڑھنا (۲۵) ہر واجب و فرض کا اپنی جگہ پر ہونا (۲۶) ہر رکعت میں ایک ہی بار رکوع ہونا (۲۷) ہر رکعت میں دو سجدوں کا ہونا (۲۸) دوسری رکعت کی تکمیل سے پہلے اور اسی طرح چوتھی کی تکمیل سے پہلے قعدہ کرنا۔ (۲۹) نماز میں آیت سجدہ پڑھا ہو تو نماز میں سجدہ کرنا (۳۰) سہو ہوا یعنی واجب اور واجبات چھوٹ جانے اور جو چیزیں اپنی اپنی جگہ فرض ہیں آگے پیچھے ہو جانے سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے اس سجدہ سہو کا ادا کرنا (۳۱) دو فرض یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان ۳ تسبیح کی مقدار وقفہ نہ ہونا (۳۲) امام جب قراءت شروع کرے بلند آواز سے ہو یا آہستہ سے اس وقت مقتدیوں کا چپ رہنا (۳۳) سوائے قراءت کے تمام واجبات میں امام کی مطابقت کرنا (۳۴) کسی قعدہ میں التحیات کا کوئی حصہ بھول جانے سے سہو کا سجدہ واجب ہوتا ہے اس کا ادا کرنا۔

Marfat.com

سجدہ سہوادا کرنے کی ترکیب

ان کے علاوہ کچھ سنت مؤکدہ ہیں اور مستحبات جن کے چھوٹ جانے سے نماز تو ہو جاتی ہے لیکن ثواب کم ملتا ہے سجدۂ سہوادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں صرف التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھ کر اپنی داہنی طرف سلام پھیرے اور فوراً دو سجدے، دوسرے سجدوں کی طرح کرے پھر اسی طرح بیٹھ کر پھر سے التحیات اور اس کے بعد درود شریف اور دعاء ماثورہ پڑھے اور دونوں طرف سلام پھیرے۔

مسلک حنفی کے مطابق نماز ادا کرنے کا صحیح طریقہ

اب آپ حنفی مسلک کے مطابق نماز پڑھنے کا صحیح اور واضح طریقہ ملاحظہ فرمائیے۔

باوضو قبلہ رو دونوں پاؤں کے پنجوں میں ۴ انگل کا فاصلہ کر کے کھڑے ہوں اور دونوں ہاتھوں کو کانوں کی طرف اس طرح لے جائے کہ مٹھی بندھی ہوئی ہو اور جب کانوں تک پہنچ جائیں تو مٹھی کھول دیجئے۔ اور انگوٹھوں کو کانوں کی لو سے ملا دیجئے۔ اور بقیہ انگلیاں کانوں کے اوپر نہ زیادہ ملی ہوئی ہوں اور نہ کھلی ہوئی بلکہ اپنی معتدل حالت پر ہوں اور دونوں ہتھیلیاں قبلہ کی طرف اچھی طرح سے ہوں جیسا کہ فتاویٰ قاضیخاں برعالمگیری ج ا ص ۸۵ میں ہے۔

ویقبض اولا اصابعه ویضمها فاذا اراد التکبیر ینشوا صابعه ولا یفرج بین اصابعه کل التفریج ولا یضمها کل الضم وانما یفرج بین اصابعه کل التفریج فی الرکوع ویضم کل الضم فی السجود ویرفع یدیه حذاء اذنیه ویمس طرف

کہ پہلے اپنی انگلیوں کو ملائے اور مٹھی باندھ رکھے اور جب تکبیر کہنے کا ارادہ کرے تو ساری انگلیاں کھول دے نہ خوب پھیلائے اور نہ خوب ملائے رکھے اس لئے کہ انگلیوں کا خوب پھیلائے رکھنا تو رکوع میں ہوتا ہے اور خوب اچھی طرح ملائے رکھنا سجدوں میں اور اپنے ہاتھوں کو اپنے دونوں

Marfat.com

ابھامیہ شحمۃ اذنیہ و اصابعہ فوق اذنیہ

کانوں کے برابر اٹھائے اور اپنے انگوٹھے کے نوک اپنے دونوں کانوں سے مس کردے اور بقیہ انگلیاں کانوں کے اوپر رکھے۔

اب نیت کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لائے اور ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے شروع حصہ پر ہو اور بیچ کی ۳ انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیاں کلائی کے اغل بغل ہوں۔ اب ثناء پڑھے یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ پھر تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پھر تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اس کے بعد الحمد شریف پوری اور ختم پر آہستہ سے آمین پڑھے پھر تسمیہ کر کے کوئی چھوٹی یا بڑی سورت پڑھے اب اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جایئے اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے اس طرح پکڑے کہ ہتھیلیاں گھٹنوں پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوئی ہوں اور ایسا نہ ہو کہ انگوٹھا ایک طرف اور بقیہ انگلیاں دوسری طرف ہوں اور ایسا بھی نہ ہو کہ ساری انگلیاں ایک ہی طرف ہوں بلکہ کھلی ہوئی پاؤں کی پشت کی طرف انگلیوں کے سرے ہوں اور پیٹھ خوب برابر بچھی ہوئی ہو اور سر پیٹھ سے نہ اونچا ہو نہ نیچا اور کم از کم ۳ بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جایئے اور اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں تو اس کے بعد رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ بھی کہے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں اس ترکیب سے جائے کہ پہلے گھٹنے زمین پر پڑیں پھر ہاتھ اور دونوں ہاتھوں کے درمیان پہلے ناک پھر پیشانی زمین پر رکھے پھر سر رکھے اور پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھ کے اتنا دبائے کہ ناک کی ہڈی زمین پر لگ جائے کیونکہ یہ واجب ہے۔
اگر بلا عذر شرعی ان دونوں میں سے ایک میں بھی کوتاہی ہوگی تو سجدہ ہی نہ ہوگا اور بازوؤں کو

Marfat.com

کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے بالکل جدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ کو قبلہ رو جمائے اور ہتھیلیاں بچھا کر اور ہاتھ کی انگلیاں خوب ملا کر قبلہ رو رکھے اور کم از کم ۳ بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر سر اٹھائے پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی سب انگلیاں قبلہ رخ کرنے کی کوشش کرے اور بایاں قدم بچھا کر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے۔ اس طرح کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ کو ہوں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے کو جائے اور بالکل اسی طرح دوسرا سجدہ کرے پھر سر اٹھائے۔ پھر ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے اب صرف بسم اللہ پڑھ کر قرأت شروع کر دے۔ اور اسی طرح رکوع و سجود کر کے داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے۔

تشہد میں انگشت شہادت اٹھانے کی ترکیب

اگر دو رکعت ہی پڑھنی ہوں تو التحیات للہ الخ یعنی تشہد عبدہ ورسولہ تک پڑھنے کے بعد درود شریف اور کوئی دعاء ماثورہ منقولہ بھی پڑھے تشہد پڑھتے ہوئے جب اشھد ان لا الہ الا اللہ میں لا کے لفظ پر پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی کا سرا اور انگوٹھے کا سرا ملا کر حلقہ بنائے اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دیجئے اور لا کے لفظ پر کلمہ کی انگلی اٹھایئے۔ مگر اس کو حرکت نہ دیجئے۔ اور اِلاَّ کے لفظ پر گرا دیجئے۔ اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لیجئے۔ اور اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو التحیات صرف عبدہ ورسولہ تک پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوں اور مذکورہ بالا طریقہ سے بقیہ نمازیں پڑھے مگر یہ یاد رہے کہ فرضوں کی ان اخیر والی دو رکعتوں میں صرف الحمد شریف پوری پڑھنا چاہیئے سورۃ کا ملانا ضروری نہیں اور اگر ملا بھی لی تو کوئی حرج نہیں لیکن شریعت مطہرہ کی جانب سے رخصت تامہ ہے لہٰذا نہ ملانا ہی بہتر ہے۔ اب پچھلا قعدہ جس کے بعد اپنی نماز ختم کرے گا۔ اس میں پورے تشہد کے بعد درود شریف اور دعاء ماثورہ بھی پڑھی جائے گی۔

Marfat.com

درود شریف اور دعا یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَالْجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

پھر داہنی طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہے پھر بائیں طرف یہ جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے امام اور منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کے لئے ہے۔ مقتدیوں کے لئے اس میں بعض باتیں جائز نہیں مثلاً امام کے پیچھے سورہ فاتحہ یا کوئی اور سورۃ کا پڑھنا اسی طرح عورت بھی بعض امور میں مستثنیٰ ہے۔ عورت سینہ پر ہاتھ باندھے گی اور سجدہ زمین سے چپک کر اور سارے اعضا کو سمیٹ کر کرے گی۔ قعدہ میں کوئی پیر کھڑا نہ رکھے گی بلکہ داہنی طرف نکال کر سرینوں کے بل بیٹھے گی۔

وتر سنت مؤکدہ غیر مؤکدہ جملہ نوافل کا صحیح طریقہ

اب واجب و سنت مؤکدہ جس کو سنت راتبہ بھی کہتے ہیں اور غیر مؤکدہ جس کو سنت غیر راتبہ بھی کہتے ہیں۔ اور نیز جملہ نوافل پڑھنے کا طریقہ ملاحظہ فرمایا جائے یہ وہ چیزیں ہیں جو اردو زبان میں وضاحت کے ساتھ کہیں بھی دیکھنے میں نہیں آئیں۔ اور عوام تو بجائے خود رہے شب و روز کا مشاہدہ ہے کہ ۷۵ فیصد ائمہ مساجد جن کو لوگ عالم سمجھتے ہیں ان مسائل سے ناواقف ہیں۔ ایسے لوگوں سے میری اپیل ہے کہ ان مسائل کو خوب اچھی طرح ذہن نشیں کر لیں اور عوام کو صحیح مسائل کی تعلیم دیں۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ ستر سال

کے بوڑھے جو علماء کرام کی صحبت میں طویل مدت تک رہ کر شبانہ روز ان کی خدمت میں مصروف رہنے پر فخر کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ مسائل سے واقفیت بھی رکھتے ہیں لیکن ان مسائل سے بالکل ناواقف بلکہ دور کا بھی لگاؤ نہیں۔ علماء کرام کی صحبت میں سالہا سال رہ کر بھی روزمرہ پیش آنے والے ایسے مسائل سے لاعلمی سخت حیرت انگیز اور افسوس ناک ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ علماء کرام کی صحبت نصیب فرمائے تو نشستند وخورند وبرخاستند کے مصداق نہ بنیں یعنی دل بہلانے اور گپ شپ میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان کی خدمت سے جب اٹھیں تو دو چار صحیح مسائل کے حامل ہو کر اٹھیں اور نہ تضیع اوقات کا گناہ دونوں کی گردن پر ہوگا اور کل قیامت کے دن لاعلمی کا بہانہ کام نہ آئے گا۔

نماز وتر واجب ہے صرف رمضان المبارک میں اس کو جماعت سے ادا کرنا مستحب ہے اس کے علاوہ گیارہ مہینے الگ الگ ادا کرنا چاہیئے۔ اس کی نیت یوں کی جائے گی اَللّٰھُمَّ اِنِّی نَوَیۡتُ اَنۡ اُصَلِّیَ ثَلٰثَ رَکۡعَاتٍ مِنَ الۡوِتۡرِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الۡقِبۡلَةِ اور چاہے تو اردو میں یوں کہہ لے کہ میں نے تین رکعت نماز وتر کی اللہ کے لئے نیت کی پھر اللّٰہُ اَکۡبَرُ کہہ کر بطریقۂ مذکورہ ہاتھ باندھے اور ثناو تَعَوُّذ و تَسۡمِیَہ کے بعد قرأت سورۂ فاتحہ اور بعد تسمیہ (بسم اللہ) ضم سورت ملا کر کے حسب دستور رکوع وسجود کرے پھر جب دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو تسمیہ و سورۂ فاتحہ پھر ضم سورت کر کے حسب دستور رکوع وسجود جب کر لے گا تو اب قعدہ کرے اور التحیات صرف عبدہ ورسولہ تک پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ اگر کھڑا نہ ہوا اور ایک آیت کی مقدار بیٹھا رہا یا اتنی مقدار میں درود شریف پڑھ گیا تو سجدۂ سہو لازم آجائے گا۔ اور جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو حسب دستور تسمیہ کر کے سورۂ فاتحہ کے بعد پھر تسمیہ کر کے ضم سورۃ کرے اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو کانوں تک تکبیر کہتا ہوا لے جائے پھر نیچے لا کر باندھ لے اور فوراً دعاء قنوت پڑھنا شروع کر دے پھر رکوع وسجود اسی طرح کر کے قعدہ کرے مگر اب پورا تشہد مع درود شریف اور دعاء ماثورہ پڑھ کر داہنے پھر بائیں جانب سلام پھیرے۔

Marfat.com

دعاءِ قنوت مع ترجمہ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَانَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔	اے اللہ بیشک ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور تیری مغفرت کے خواہاں ہیں اور ہم تیرے اوپر ایمان رکھتے ہیں اور بھروسہ بھی اور ساری بھلائیوں کے ساتھ تیری ثناء کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ہم ان کو چھوڑ دیں گے جو تیری نافرمانی کریں گے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے ہم نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں

اور تیری ہی طرف سعی کرتے ہیں اور تیری ہی جانب رواں دواں ہیں اور تیری ہی رحمت کے امیدوار ہیں اور ہم تیرے عذاب سے خوف کھاتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو لاحق ہونے والا ہے۔

اگر کسی کو یہ دعا یاد نہ ہو تو پوری کوشش سے یاد کرے اور جب تک یاد نہ ہو یہ آیت پڑھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ	اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائیاں عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما

Marfat.com

سنت مؤکدہ کی تعداد

جملہ سنت مؤکدہ مندرجہ ذیل ہیں ملاحظہ فرمایا جائے۔ دو رکعت فریضۂ فجر کے فرض سے قبل اور چار رکعت فرض ظہر سے قبل اور دو رکعات اس کے بعد اور دو رکعات فریضۂ مغرب کے بعد اور دو رکعات فریضۂ عشاء کے بعد اور چار رکعات فریضۂ جمعہ سے قبل اور چار رکعات اس کے بعد اور پھر دو رکعات۔ یہ کل ۲۲ رکعتیں ہوئیں یہ سب سنت مؤکدہ ہیں ان کے ادا کرنے کی سرکار دو عالم ﷺ نے تاکید فرمائی ہے۔ اگر کوئی ادا نہ کرے گا تو عندالناس عتاب کا مستحق ہوگا۔ اور عنداللہ عذاب کا۔

سنت موکدہ ادا کرنے کا طریقہ

ان کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعات یا دو رکعات کی نیت کر کے ہاتھ باندھے اور ثناء وتعوذ وتسمیہ کے بعد سورہ الحمد شریف پوری پڑھ کر کوئی چھوٹی یا بڑی سورت یا کم از کم ۳ چھوٹی چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو پڑھے اس کے بعد حسب دستور رکوع وسجود کر کے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اب صرف تسمیہ کر کے الحمد شریف وضم سورت کرے اور جب رکوع وسجود کر لے تو قعدہ کرے اور التحیات صرف عبدہ ورسولہ تک پڑھ کر تیسری کے لئے کھڑا ہو جائے تاخیر ہرگز نہ کرے اور بغیر ثناء حسب دستور قرات ورکوع وسجود کر کے اخیر میں قعدہ کرے اور اس قعدہ میں التحیات پورا پڑھ کر درود شریف اور دعاء ماثورہ کے بعد داہنی پھر بائیں جانب سلام پھیرے اور جب دو ہی رکعت پڑھنا چاہے تو دوسری رکعت پر قعدہ کرے اور التحیات پورا مع درود شریف ودعا پڑھ کر سلام پھیرے۔

وتر اور جملہ سنن کی ہر رکعت میں قرأت واجب ہے

وتر، سنت مؤکدہ، غیر مؤکدہ اور جملہ نوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ضم سورۃ واجب ہے اگر ترک کرے گا۔ تو سجدۂ سہو لازم آئے گا۔

Marfat.com

سنت غیر مؤکدہ اور جملہ نوافل کے ادا کرنے کا طریقہ

اب آپ سنت غیر مؤکدہ اور جملہ نوافل پڑھنے کا صحیح طریقہ ملاحظہ فرمائیے چند سنت غیر مؤکدہ یہ ہیں ۴ رکعات فریضۂ عصر سے قبل اور ۴ رکعات فریضۂ عشاء سے قبل۔

فائدہ: فریضۂ فجر سے قبل جس طرح سوائے دو رکعت سنت مؤکدہ کے کوئی نماز نہیں اس کے بعد بھی سورج نکلنے تک کوئی نماز نہیں اور اسی طرح فریضۂ عصر کے بعد بھی کوئی نماز نہیں ہاں ان وقتوں میں فوت شدہ نماز اور سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی اجازت ہے لیکن مسجد میں فریضۂ فجر وعصر کے بعد ایسی نماز نہ ادا کرے جبکہ اندیشہ، مغالطہ وغیرہ ہو۔

ان سنن غیر مؤکدہ اور ان کے علاوہ جملہ نوافل، تہجد، اشراق، چاشت، اوابین وغیرہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر چار رکعات کی نیت باندھے تو سب سے پہلے ثناء وتعوذ وتسمیہ کر کے الحمد شریف پوری پھر کوئی سورت یا آیت حسب مذکور بالا پڑھ کر رکوع و سجود کرے اور دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اب صرف تسمیہ کر کے الحمد شریف پوری پھر اسی طرح کوئی سورت یا آیت پڑھ کر رکوع و سجود کر کے قعدہ کرے اور قعدہ میں التحیات عبدہ ورسولہ، تک پڑھ کر پورا درود شریف بھی پڑھے۔ پھر تیسری کے لئے کھڑا ہوتے ہی پھر سے ثناء وتعوذ وتسمیہ کر کے الحمد شریف پڑھے پھر ضم سورت اور حسب دستور رکوع وسجود کر کے چوتھی رکعت کیلئے کھڑا ہو اور اب صرف تسمیہ کے بعد الحمد شریف پھر ضم سورت کر کے رکوع میں چلا جائے اور جب دونوں سجدوں سے فارغ ہو جائے۔ تو حسب دستور دوسرا قعدہ کرے اور قعدہ میں التحیات مع درود شریف ودعاء ماثورہ پڑھ کر اپنی داہنی اور بائیں جانب سلام پھیرے۔

فرض کی آخری دو رکعتوں میں ضم سورت یا خاموشی مکروہ ہے

صرف فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور ضم سورت واجب ہے اور آخری دو رکعتوں میں اختیار ہے چاہے تو صرف الحمد شریف پڑھے یا سبحان اللہ سبحان

Marfat.com

اللہ سبحان اللہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور تھوڑی دیر خاموش کھڑا رہے پھر رکوع کرے جب بھی نماز پوری ہو جائے گی۔ لیکن **الحمد** شریف کا پڑھنا افضل ہے اور اگر **الحمد** شریف کے بعد ضم سورت کرے تو سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ مگر ضم سورت کرنا مکروہ ہے اور اسی طرح خاموش رہنا بھی مکروہ ہے۔

چنانچہ اب سے ۷۹۰ سال قبل علامہ برہان الدین علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل المیر غنیائی الرشیدانی ہدایہ شریف ج ۱ ص ۱۲۷ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

القراءة فی الفرض واجبة فی الرکعتین وهو مخیر فی الاخریین معناه ان شاء سکت وان شاء قرء وان شاء سبح الاان الافضل ان یقرء ولهذا لایجب السهو بترکها فی ظاهر الروایة	کہ قرأت فرض کی دو رکعتوں میں واجب ہے۔ اور آخری دو رکعتوں میں اختیار ہے یعنی اگر چاہے تو خاموش رہے اور چاہے تو قرأت کرے اور چاہے تو سبحان اللہ، سبحان اللہ کہے مگر افضل یہ ہے کہ قرأت کرے اور اسی واسطے اس کے ترک سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

اور عالمگیری ج ۱ ص ۷۶ میں ہے۔

واذا قام یفعل فی الشفع الثانی مافعل فی الشفع الاول من القیام والرکوع والسجود ویقرء الفاتحة فقط وتکره الزیادة علی ذلک وان ترک القراءة والتسبیح لم یکن علیه حرج ولا سجدة السهوان کان	کہ جب (فرض کی) تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو پہلی دو رکعتوں کی طرح قیام و رکوع و سجود اور فقط سورۂ فاتحہ پڑھے اس سے زیادہ مکروہ ہے اور اگر سورۃ فاتحہ اور تسبیح پڑھنا چھوڑ بھی دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر سہواً چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ لیکن

Marfat.com

ساھیا لکن القراءۃ افضل ھذا	پڑھنا افضل ہے یہ ساری روایتوں
ھوالصحیح من الروایات	میں سب سے زیادہ صحیح روایت ہے
والسکوت مکروہ انتھٰی ملتقطاً	اور خاموش رہنا مکروہ ہے۔

سنت مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں ثناء نہ پڑھی جائے

سنت مؤکدہ کے پہلے قعدہ میں درود شریف نہیں پڑھنا چاہیئے۔ اور اسی طرح جب تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو ثناء بھی نہ پڑھے اور سنت غیر مؤکدہ اور جملہ نوافل کے قعدۂ اولی میں پورا درود شریف اور جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو ثناء وتعوذ وتسمیہ بھی پھر کیا جائے گا۔

چنانچہ عالمگیری ج ا ص ۱۱۳ میں ہے

وفی الاربع قبل الظھر والجمعۃ	کہ ظہر سے قبل والی چار رکعت اور جمعہ
وبعدھا لایصلی علی النبی ﷺ	سے قبل والی اور اس کے بعد چار
فی القعدۃ الاولیٰ ولا یستفتح	رکعت والی نماز میں پہلے قعدہ میں
اذا قام الی الثالثۃ بخلاف سائر	نبی ﷺ پر درود شریف نہ پڑھے اور
ذوات الاربع من النوافل	جب تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو

سُبحانکَ اللّٰھُمَّ (ثناء) بھی نہ پڑھے بخلاف باقی نوافل کے جو ۴ رکعت والی ہیں۔ کہ ان میں ثناء ودرود شریف پڑھا جائے گا۔

اور درمختار ج ا ص ۶۳۳ میں ہے۔

ولا یصلی علی النبی ﷺ فی	کہ ظہر سے قبل والی چار رکعت اور
القعدۃ الاولی فی الاربع قبل	فریضۂ جمعہ سے قبل والی اور بعد والی

الظھر والجمعۃ وبعدھا ولا یستفتح اذا قام الی الثالثۃ منھا فی البواقی من ذوات الاربع یصل علی النبی ﷺ ویستفتح ویتعوذ ولو نذرا

چار رکعتوں میں قعدۂ اولیٰ کے اندر نبی ﷺ پر درود شریف نہ پڑھے اور جب تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو ثناء (سُبحانکَ اللّٰھُمَّ) بھی نہ پڑھے اور باقی چار رکعتوں والی نوافل میں درود شریف بھی پڑھے گا اور ثناء و تعوذ بھی اگرچہ نذر مانی ہوئی نماز ہو۔

چند متفرق ضروری مسائل

سواری پر نوافل جس میں وتر و سنن مؤکدہ و غیر مؤکدہ سب داخل ہیں جائز نہیں جبکہ اتر کر ادا کرنا ممکن ہو اور فرائض تو سوائے کشتی کے وہ بھی جب کنارہ چھوڑ چکی ہو یا زمین پر اترنا سخت دشوار ہو ورنہ جب تک اتر کر زمین پر ممکن ہو نہ کشتی پر جائز اور نہ دوسری سواری پر

(۱) چلتی ریل گاڑی وغیرہ میں نماز جائز نہیں

آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ریل گاڑی چل رہی ہوتی ہے اور لوگ اپنی نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ قبلہ کس طرف ہے۔ جس طرف اس وقت ممکن ہوتا ہے۔ منہ کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ خوب واضح ہونا چاہئے کہ چلتی ریل گاڑی اور اسی طرح دوسری سواریوں پر قطعاً نماز نہیں ہوتی ہاں اگر وقت جا رہا ہے اور اس کے ٹھہرنے کی کوئی امید نہ ہو تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر پڑھ لے مگر جب ٹھہرے یا اترے تو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور اگر نہ پڑھے گا تو اپنے فرض سے سبکدوش نہ ہو گا۔

ریل گاڑی وغیرہ میں نماز اس لئے جائز نہیں کہ نماز میں چلنا ممنوع ہے اور ایک جگہ ٹھہر کر ادا کرنا فرض ہے تو جو لوگ ریل میں ہوتے ہیں وہ ایک جگہ نہیں رہتے ہیں بلکہ

Marfat.com

متواتر چلنے بلکہ دوڑنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ ان سواریوں کو کشتی پر قیاس کرنا بہت بڑا ظلم ہے اس لئے کہ کشتی جب کنارے سے دور ہو جاتی ہے تو پورا پورا اضطرار (مجبوری) ہوتا ہے کہ اگر روکی بھی جائے تو زمین پر نہ ٹھہرے گی اور دوسری اعلیٰ وجہ تو یہ ہے کہ حدیث پاک میں صراحۃً چلتی ہوئی کشتی میں نماز ادا کرنا ثابت ہے اور اس کے علاوہ سوائے میدان جنگ سے قدم اکھڑ جانے اور بھاگنے کے وقت کے کسی سواری پر فرائض ادا کرنا ثابت نہیں اور ریل گاڑی کو اگر روک دیا جائے تو یقیناً زمین ہی پر ٹھہرے گی جو ٹھہرنے کے بعد تخت کی طرح ہو گی تو جس طرح تخت پر جائز ہے اس پر بھی قطعاً جائز ہے چنانچہ فتح القدیر وغیرہ جیسی فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں اس کی اصل ملتی ہے۔

(۲) قضاء نماز اوقات مکروہہ بچا کر جلد ادا کی جائے

نماز اگر قضاء ہو جائے تو ضروری ہے کہ اسے جلد از جلد ادا کیا جائے۔ اس کے لئے اوقات مکروہہ یعنی طلوع وغروب وزوال آفتاب کے اوقات بچا کر ہر وقت ادا کرنے کی اجازت ہے حدیث پاک میں وارد ہوا ہے۔

من نام عن الصلوٰۃ اونسیھا فیصلھا اذا ذکر ھافانه وقتھا

کہ جب کوئی شخص سوتا رہے اور وقت گزر جائے یا (بیدار) تھا لیکن بھول گیا تھا تو جب یاد آئے اسی وقت ادا کر لے اس لئے کہ وہی اس کا وقت ہے۔

(۳) مسبوق ولاحق وغیرہ کی تعریف

نمازیوں کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) مدرک (۲) لاحق (۳) لاحق مسبوق (۴) مسبوق مدرک وہ ہے جس نے پہلی رکعت میں امام کے ساتھ شرکت کر لی۔ لاحق وہ ہے جس نے پہلی رکعت میں شرکت کی تھی لیکن وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے دوبارہ وضو کر کے امام کے ہمراہ اسی رکعت میں اسی تحریمہ کے ساتھ واپس آ کر شامل ہو گیا ہو۔ اور لاحق

Marfat.com

مسبوق وہ ہے جس نے پہلی رکعت میں امام کے ساتھ شرکت کی تھی لیکن وضوٹوٹ گیا اور دوبارہ وضوکر کے واپس آتے آتے امام نے ایک رکعت یا زیادہ ادا کرلیا تو ایسا شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی نماز پوری کرے گا تو قرأت نہ کرے گا۔ بلکہ تھوڑی دیر کھڑے ہو کر رکوع کرے گا۔ یعنی جتنی رکعتیں وضو کرتے کرتے چھوٹ گئی تھیں سب میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورت کی مقدار چپ کھڑا رہے گا۔ پھر رکوع وغیرہ کرے گا اور یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ جب نماز میں وضوٹوٹ جائے تو صف سے نکل کر اگرچہ پانی باہر میسر آئے۔ البتہ صفوں سے باہر نکلنے کی مصلحت آمیز ترکیب یہ ہوگی کہ ناک پکڑ لے گا تا کہ لوگ یہ خیال کریں کہ اس کی نکسیر پھوٹ گئی ہے۔ پھر دوبارہ وضوکر کے امام کے ساتھ شامل ہوسکتا ہے۔ دوبارہ نیت اور تکبیر تحریمہ کی ضرورت نہیں اس لئے کہ وضو اگرچہ ٹوٹ گیا ہے لیکن نماز باقی ہے مسجد سے باہر نکلنے میں اگرچہ قبلہ کو پشت ہو جائے اور وضو کر کے پھر واپس مسجد میں داخل ہو کر امام کے پیچھے کھڑے ہو جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی مگر شرط یہ ہے کہ کسی سے کسی قسم کی بات چیت نہ کرے ورنہ نماز کا تحریمہ باطل ہو جائے گا۔ پھر اسی تحریمہ سے امام کے ساتھ شامل نہ ہو سکے گا۔

اور مسبوق وہ ہے جس کی کچھ رکعت امام کے ساتھ رہ گئی ہوں یعنی امام کے ایک یا زیادہ رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا تو ایسا شخص قیام میں لاحق مسبوق کی طرح خاموش نہ رہے بلکہ ثناء وتعوذ وتسمیہ کر کے پوری قرأت کرے گا۔ یعنی ایک بھری رکعت چھوٹی تو یہ مسبوق شخص بھری پڑھے گا اور دونوں چھوٹ گئیں تو دو رکعت بھری پڑھے گا۔ یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مسبوق جب اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوگا تو یہ رکعت قرأت کے لحاظ سے اس کی پہلی رکعت ہوگی اگرچہ امام کے ساتھ تین رکعات ادا کر چکا ہو لہٰذا اس رکعت میں ثناء وتعوذ وتسمیہ کر کے سورۂ فاتحہ وضم سورت بھی کرے گا۔ اگر خاموش کھڑا رہ کر رکعت پوری کرے گا تو نماز ہی نہ ہوگی۔

Marfat.com

مسبوق التحیات میں کلمہ شہادت کی تکرار کرے آگے نہ بڑھے

مسبوق کے لئے حکم یہ ہے کہ جب امام آخری قعدہ میں ہو تو التحیات ٹھہر ٹھہر کر خوب اطمینان سے پڑھے تاکہ امام پورا التحیات اور درود دعا پڑھ کر جب سلام پھیرے تو یہ ابھی عبدہ ورسولہ تک پہنچا ہو اور امام کے سلام پھیرتے ہی کھڑے ہو کر اپنی بقیہ نماز پوری کرے کیونکہ آخری قعدہ کے علاوہ کسی قعدہ میں التحیات کے ساتھ درود شریف و دعاء نہ پڑھنا چاہئے حتیٰ کہ اس کے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کے باوجود بھی التحیات پوری ہوگئی اور امام نے ابھی سلام نہ پھیرا تو اسے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں بلکہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کو امام کے سلام پھرنے تک بار بار پڑھتا رہے۔

(۴) نوافل بیٹھ کر ادا کرنے سے نصف ثواب

نوافل باوجود قدرت علی القیام بیٹھ کر ادا کرنا جائز ہے لیکن جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے فلہ نصف اجر القائم کہ کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی بنسبت بیٹھ کر پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملتا ہے اس حکم سے کوئی سنت و نفل مستثنیٰ نہیں اگرچہ فریضۂ عشاء کی دو رکعت سنت مؤکدہ کے بعد والی کیوں نہ ہو۔ اور سنت مؤکدہ اور واجب و فرض تو بلا عذر شرعی بیٹھ کر قطعاً جائز ہی نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی آدھا ہی ثواب حاصل کرنا چاہے اور پورے ثواب کی زحمت گوارہ نہ کرے تو مجبور نہ کیا جائے گا۔ بیٹھ کر ادا کرنے کی بالکل اجازت ہے لیکن اسکا صحیح طریقہ وہ ہے جو اعلیٰ حضرت مجدد ملت امام اہلسنت علامہ الحاج احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرضوان نے ایک استفتاء کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رکوع کیا جائے تو اتنا جھکا جائے کہ سر گھٹنوں کے برابر ہو جائے اور سرین اپنی جگہ سے نہ اٹھایا جائے کیونکہ اس کے اٹھانے کی ضرورت نہیں اور سجدہ حسب دستور کیا جائے گا۔

اب ہم تبرکاً بعینہ وہ فتویٰ درج کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایا جائے۔ اس کے بعد صلوۃ التسبیح کی تھوڑی سی فضیلت اور اس کا صحیح طریقہ بیان کر کے سلسلہ تحریر تمام کردیں گے۔

Marfat.com

نوافل بیٹھ کر پڑھے تو رکوع کس طرح کرے

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نفل نماز بیٹھ کر ادا کرے تو رکوع کس طرح ادا کرے۔ یعنی سرین اٹھیں یا نہیں درصورت مخالفت نماز مکروہ تحریمی یا تنزیہی یا فاسد بینوا توجروا

الجواب: رکوع میں قدر واجب تو اسی قدر ہے کہ سر جھکائے اور پیٹھ کو قدرے خم دے مگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا درجۂ کمال وطریقۂ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آ جائے اس قدر کے لئے سرین اٹھانے کی حاجت نہیں تو قد اعتدال سے جس قدر زائد ہوگا وہ عبث وبیجا میں داخل ہوگا۔ فی الحاشیہ الشامیة فی الحاشیة القتال عن البرجندی ولو کان یصلی قاعداً ینبغی ان یکون یحاذی جبهته قدام رکبتیه لیحصل الرکوع اور نماز میں جو ایسا فعل کیا جائے گا لا اقل ناپسندیدہ ومکروہ تنزیہی ہوگا وفی الدر المختار ویکرہ ترک کل سنة انتھٰی ملتقطا واللہ تعالیٰ اعلم فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۱

قضاء نماز کا بیان

ادا، قضاء، اعادہ کی تعریف

جس چیز کا بندوں پر حکم ہے اس کو وقت کے اندر بجالانا ادا ہے اور وقت گزر جانے کے بعد عمل میں لانا قضاء اور اس حکم کے بجالانے میں اگر کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اس خرابی کو دور کرنے کے لئے دوبارہ پھر سے کرنا اعادہ ہے۔

بلاعذر شرعی نماز قضاء کر دینا بہت ہی سخت گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ اس کی قضاء پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے سوائے نماز فجر وجمعہ وعیدین بقیہ نمازوں کا وقت کے اندر تحریمہ باندھ لے تو اگرچہ وقت نکل جائے نماز قضاء نہ ہوگی بلکہ ادا ہوگی پوری کر لینا

Marfat.com

چاہیئے۔سوتے اور بھولے سے نماز قضاء ہوگئی تو قضاء پڑھنا فرض ہے۔البتہ قضاء کا گناہ اس پر نہیں لیکن بیدار ہونے یا یاد آنے وقت پر مکروہ (طلوع وغروب وزوال) اگر نہ ہو تو اسی وقت پڑھ لے اب تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

صاحب ترتیب کی تعریف

صاحب ترتیب فقہی اصطلاح میں وہ ہے جس کے ذمہ بالغ ہونے کے بعد سے اب تک کوئی نماز نہ ہو بلکہ ہر نماز ادا کر کے اپنے فریضہ سے سبکدوش ہوتا چلا آرہا ہو۔اس طرح ہر مسلمان کا صاحب ترتیب ہونا فرض ہے مگر مقام افسوس ہے کہ آج کل ایک فیصد بھی مسلمان صاحب ترتیب نہیں ملتے۔صاحب ترتیب کے لئے پانچوں فرض اور وتر ترتیب سے ادا کرنا ضروری ہے۔یعنی پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء اور پھر وتر پڑھی جائیں گی خواہ یہ سب قضاء ہوں یا ان میں بعض ادا اور بعض قضاء ہوں مثلاً ظہر کی نماز قضاء ہو گئی تو فرض ہے کہ اسے ادا کر لی جائے تو عصر ادا کی جائے یا وتر قضاء ہوگئی تو اس کو ادا کر کے فجر کی نماز پڑھی جائیں یاد ہوتے ہوتے نماز عصر وفجر ادا کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

ترتیب ساقط ہونے کے اسباب

یہ ترتیب کبھی ساقط یعنی معاف بھی ہو جاتی ہے مثلاً وقت تنگ ہو چکا ہے اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضائی دونوں نمازیں ادا کر سکے تو وقتی نماز اور قضاء نمازوں میں جس کی گنجائش ہو ادا کرلے باقی میں ترتیب ساقط ہوگئی مثلاً عشاء و وتر قضاء ہو گئے اور فجر کے وقت میں صرف ۵ رکعات نماز کی گنجائش ہے تو وتر و فجر پڑھے اور چھ رکعات کی گنجائش ہے تو اب ۴ عشاء اور ۲ فجر ادا کرے گا بہر صورت صاحب ترتیب کے لئے فوت شدہ نماز ادا کر کے وقتی نماز ادا کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی اور بھولنے اور ناواقفیت سے بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہے البتہ جو صاحب ترتیب نہ ہو اس کی نماز ادا ہو جائے گی مثلاً ظہر کی نماز قضاء ہو گئی تو یاد ہوتے ہوئے بھی عصر کی ادا کرنے کے بعد پھر ظہر کی قضاء پڑھے تو عصر کی نماز

Marfat.com

درست ہے کیونکہ یہ صاحب ترتیب نہیں ہے۔ آدمی اس وقت صاحب ترتیب کہلائے گا جب تک کہ ۶ نمازیں قضاء ہو کر اس کے ذمہ نہ ہو جائیں۔ یا ایک ہی نماز چھ نمازوں تک ادا نہ کرے اور چھٹی نماز کا وقت بھی گزر جائے۔

قضاء عمری کا طریقہ

جس کے ذمہ قضاء نماز ہو خواہ پرانی (عمر بھر میں کسی وقت کی) ہو یا نئی ہو جلد از جلد ادا کر لینا واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد و نوش اور اپنی ضروریات کی وجہ سے تاخیر جائز ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ عمر بھر میں جتنی نمازیں چھوڑیں ہیں اچھی طرح سوچ کر اندازہ کر کے طے کیا جائے کہ فجر کی اتنی اور ظہر و عصر و مغرب و عشاء کی اتنی اتنی نمازیں ہوئیں اور اندازے سے کچھ زائد ہی رکھے کم ہرگز نہ رکھے تو فجر میں جتنی رکعت پڑھ سکے فجر کی قضاء پڑھے نماز فجر سے پہلے بھی اجازت ہے اور بعد میں بھی اور اسی طرح نیت کرے کہ نیت کرتا ہوں میں اس نماز کے ادا کرنے کی جو مجھ سے فجر کی سب سے پہلی نماز قضاء ہوئی تھی پھر یوں کہ نیت کرتا ہوں میں اس کے بعد والی نماز ادا کرنے کی پھر اس کے بعد والی کی، اور اسی طرح پڑھتا چلا جائے۔ حتیٰ کہ سب ادا کر لے اور بالکل ایسے ہی ظہر و عصر و مغرب و عشاء کے وقت میں بھی نیت کر کے ادا کرتا چلا جائے جب ساری نمازیں ادا کر لے گا تو اب صاحب ترتیب ہو جائے گا۔ شافعی المذہب کی نمازیں قضاء ہوئیں اس کے بعد حنفی ہو گیا تو حنفیوں کے طریقہ پر ادا کرے گا۔

نماز جنازہ کا طریقہ

نماز جنازہ میں ۳ چیزیں ہیں (۱) ثناء (۲) درود شریف (۳) میت کے لئے دعاء لہٰذا نیت یوں کرے کہ نیت کی میں نے نماز جنازہ فرض کفایہ کی مع ۴ تکبیرات ثناء اللہ کے لئے درود سرکار دو عالم ﷺ کیلئے دعاء اس میت کیلئے اگر مقتدی ہو تو پیچھے اس امام کے

کہے۔اور چار تکبیریں اس طرح کہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا نیچے لاکر حسب دستور باندھ لے اور سب سے پہلے ثناء۔یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ پڑھے پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور کوئی سا بھی پورا درود شریف پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت و جملہ مومنین اور مومنات کے لئے دعاء کرے مگر بہتر وہ دعائیں ہیں جو حدیث مقدس میں وارد ہوئیں ان میں سے ایک جو لوگوں میں زیادہ مشہور ہے درج ذیل ہے لیکن اگر کسی کو یہ دعاء اچھی طرح یاد نہ ہو تو جو چاہے پڑھے مگر امور آخرت سے متعلق ہوا امور دینا سے نہ ہو۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ اور عورت کیلئے اَجْرَھَا پڑھے اور اگر بالغ ہو جانے سے قبل پاگل ہو جانے والے کا جنازہ ہے جس کو کبھی ہوش نہ آیا ہو یا نابالغ کا تو یہ دعاء پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّاجْعَلْهُ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور لڑکی تو اِجْعَلْهُ کی جگہ اِجْعَلْھَا اور شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا کی جگہ شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً پڑھے اور فوراً اللہ اکبر یعنی چوتھی تکبیر کہے اور اسی وقت دونوں ہاتھ کھول دے اور پہلے دائیں پھر بائیں سلام پھیرے۔نماز جنازہ میں قرآن مجید کی وہ آتیں جو دعاء اور ثناء پر مشتمل ہیں بنیت دعاء وثناء پڑھنا جائز ہے۔

مسجد کے اندر نماز جنازہ وغیرہ

مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر اور جملہ نمازی مسجد ہی میں ہوں یا بعض اندر اور بعض باہر اس لئے کہ حدیث مقدس میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔عام گذرگاہ اور دوسرے کی زمین میں نماز جنازہ پڑھنا ممنوع ہے۔

Marfat.com

صلاۃ اللیل

رات میں بعد نماز عشاء جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہا جاتا ہے اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں کہ صحیح مسلم شریف میں مرفوعاً ہے کہ فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے اور اسی صلاۃ اللیل کی ایک قسم تہجد بھی ہے کہ عشاء کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں سونے سے قبل جو کچھ پڑھی گئیں وہ تہجد نہیں۔ تہجد کے معنی ہی سو کر اٹھنے کے ہیں لہٰذا بیدار ہونے کے بعد طلوع فجر سے پہلے پہلے جو نماز پڑھی جائے وہ تہجد ہوگی اس کے لئے آدھی رات یا چوتھائی رات شرط نہیں فریضہ عشاء کے بعد سو رہے اور ۵ منٹ کے بعد بھی بیدار ہو جائے تو تہجد کی نماز پڑھ سکتا ہے اور وہ تہجد ہی ہوگی۔

تہجد کی نماز

اور تہجد کی نماز کم از کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات سرکار دوعالم ﷺ سے ثابت ہیں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے خدا کی یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے البتہ اگر آدھی رات سونا چاہتا ہے اور آدھی رات جاگنا تو پہلے سو جائے اور پچھلی رات میں اٹھ کر عبادت کرے یہ افضل ہے اس لئے کہ پچھلی رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ کا نزول ہوتا ہے اور دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔

نماز اوّابین

بعد نماز مغرب ۶ رکعات مستحب ہیں ان کو صلاۃ الاوابین کہتے ہیں خواہ ایک ہی سلام سے سب پڑھی جائیں یا دو سلام سے یا ۳ سے لیکن ۳ سلام سے افضل ہے یعنی ہر دو رکعات پر سلام کے ساتھ۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص بعد نماز مغرب ۶ رکعات

Marfat.com

پڑھے گا اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہے گا تو اس کی یہ چھ رکعتیں ۱۲ برس کی عبادت کے برابر کی جائیں گی۔

نماز اشراق

سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر خدا کرتا رہا یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا پھر دو رکعات پڑھے تو اسے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔

نماز چاشت

مستحب ہے کہ کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ ۱۲ رکعات پڑھی جائیں لیکن افضل ۱۲ رکعات ہیں اس لئے کہ حدیث مقدس میں وارد ہوا ہے کہ جس نے ۱۲ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کے محل بنائے گا اور مسلم شریف میں ہے کہ آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (انسان کے بدن میں کل ۳۶۰ جوڑ ہیں) اور ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم صدقہ ہے اور بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کافی ہیں۔

نماز تسبیح

اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سن کر سوائے اس شخص کے اور کوئی نہ ترک کرے گا جو دین میں سستی کرتا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے چچا کیا میں آپ کو عطا نہ کروں اور کیا میں آپ کو نہ بخشوں کیا میں آپ کو نہ دوں اور کیا میں آپ کے ساتھ احسان نہ کروں دس خصلتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے گناہ بخش دے گا۔ اگلا، پچھلا، پرانا، نیا جو بھول کر کیا اور جو قصداً کیا

Marfat.com

چھوٹا اور بڑا پوشیدہ اور ظاہر اس کے بعد نماز تسبیح کی تعلیم فرمائی پھر فرمایا کہ اگر آپ سے ہو سکے تو ہر روز ایک بار پڑھو اور اگر روزانہ نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی اگر نہ کر سکو تو ہر ماہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ کر سکو تو عمر میں ایک بار پڑھ لو۔ اس کی ترکیب ہمارے طور پر ۴ رکعات نماز تسبیح کی نیت کر کے تحریمہ باندھے پھر اس طرح جیسے کہ سنن ترمذی میں بروایت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر یعنی تکبیر تحریمہ باندھ کر ثناء یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ پڑھے پھر یہ پڑھے سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یہ دعاء تسبیح ہے اور اسی کی وجہ سے نماز تسبیح کہتے ہیں اس تسبیح کو ۱۵ بار پڑھے پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ و بِسْمِ اللهِ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور ضم سورت کر کے کھڑے کھڑے دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں پہلے حسب دستور کم از کم ۳ بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھے پھر مذکور بالا تسبیح دس بار رکوع ہی میں پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ربنا لک الحمد کے بعد قومہ میں (ہاتھ چھوڑے ہوئے) دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ میں جائے اور سجدہ میں حسب دستور تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی کم از کم ۳ بار پڑھے پھر دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ یونہی جلسہ میں یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر دس بار پڑھے پھر دوسرے سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی ۳ بار کہنے کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھے یہ کل ۷۵ بار ہوئیں اسی طرح ہر رکعت میں ۷۵/۷۵ بار ہونی چاہیے اور پوری نماز میں کل مجموعی طور پر ۳۰۰ ہوں گی اور جب دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو سب سے پہلے وہی تسبیح ۱۵ بار پڑھے پھر بسم اللہ کر کے الحمد شریف اور ضم سورت کے بعد پھر دس مرتبہ پڑھے اور رکوع کرے رکوع میں حسب دستور ۳ بار رکوع کی تسبیح کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھ کر سر اٹھالے اور قومہ میں اسی طرح دس بار یہی تسبیح اس کے بعد پہلے سجدہ میں ۳

بار تسبیح سجدہ کے بعد دس بار یہی تسبیح پھر جلسہ میں دس بار یہی تسبیح پھر دوسرے سجدہ میں دس بار پڑھ کر قعدۂ اولیٰ کرے اور حسب دستور التحیات درود شریف سمیت پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے۔ اور کھڑے ہوتے ہی پھر ثناء یعنی سبحانک اللھم آخر تک پڑھ کر ۱۵ بار تسبیح پڑھے پھر بسم اللہ کر کے الحمد شریف وضم سورت کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر رکوع میں حسب مذکور دس بار پھر قومہ میں پھر دس بار پھر پہلے سجدہ میں اور جلسہ میں بھی۔ پھر دوسرے سجدہ میں بھی دس دس بار پڑھ کر چوتھی رکعت کا قیام کرے اور حسب مذکور پہلے ۱۵ بار یہی تسبیح پڑھ کر سورۂ فاتحہ وضم سورت کے بعد دس بار۔ پھر رکوع میں پھر قومہ میں۔ پھر پہلے سجدہ میں پھر جلسہ میں پھر دوسرے سجدے میں اسی طرح دس دس بار پڑھ کر حسب دستور قعدۂ ثانیہ کرے اور پوری التحیات پڑھ کر داہنی پھر بائیں طرف سلام پھیرے۔

تمت بالخیر

مراجع الکتاب

نمبر شمار	اسم الکتاب	مصنف الکتاب	سن وفات
(۱)	قرآن کریم	منزل من اللہ العزیز الرحیم	×
(۲)	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	امام احمد رضا خان بریلوی	۱۳۴۰ھ
(۳)	تفسیر خازن	علامہ علاء الدین علی بن محمد ابراہیم خازن شافعی	۷۴۱ھ
(۴)	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	۶۰۶ھ
(۵)	مدارک التنزیل	علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد نسفی	۷۱۰ھ
(۶)	تفسیر کمالین علیٰ جلالین	علامہ عمر بن عبدالجلیل بغدادی	۱۱۹۴ھ

حدیث وشروح حدیث

(۷)	صحیح بخاری	حافظ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
(۸)	صحیح مسلم	حافظ ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری	۲۶۱ھ
(۹)	جامع ترمذی	حافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ
(۱۰)	سنن نسائی	حافظ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	۳۰۳ھ
(۱۱)	سُنن ابو داؤد	حافظ سلیمان بن اشعث سجستانی	۲۷۵ھ
(۱۲)	سُنن ابن ماجہ	حافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	۲۷۳ھ
(۱۳)	موطا	امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی	۱۸۹ھ
(۱۴)	کتاب الآثار	" "	" "
(۱۵)	سُنن دار قطنی	حافظ ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی	۲۸۵ھ
(۱۶)	مشکوٰۃ المصابیح	حافظ ولی الدین خطیب تبریزی	۷۴۲ھ
(۱۷)	معجم	حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی	۳۶۰ھ

Marfat.com

(۱۸)	فتح الباری	علامہ ابن رجب حنبلی	۷۹۵ھ
(۱۹)	عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی	۸۵۵ھ
(۲۰)	شرح صحیح مسلم	امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی	۶۷۶ھ

فقہ

(۲۱)	خزانہ		
(۲۲)	مراقی الفلاح شرح نورالایضاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۲۳)	البحرالرائق	علامہ ابن نجیم حنفی مصری	۹۷۰ھ
(۲۴)	فتاویٰ سراجیہ	علامہ علی بن عثمان بن محمد اوشی	۵۷۵ھ
(۲۵)	کنزالدقائق	علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی	۷۱۰ھ
(۲۶)	فتاویٰ ولوالجیہ	ظہیرالدین بن ابی حنیفہ ولوالجی	۵۴۰ھ
(۲۷)	فتاویٰ عالمگیریہ	ملا نظام الدین حنفی	۱۱۶۱ھ
(۲۸)	فتاوی قاضی خان	قاضی حسین بن منصور اوزجندی	۵۹۲ھ
(۲۹)	تنویرالابصار	علامہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی حنفی	۱۰۰۴ھ
(۳۰)	درمختار	علامہ علاءالدین محمد بن علی بن محمد حصکفی	۱۰۸۸ھ
(۳۱)	ردالمختار	علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی	۱۲۵۲ء
(۳۲)	ہدایہ	علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی	۵۹۳ھ
(۳۳)	فتح القدیر	علامہ کمال الدین بن ہمام حنفی	۸۶۱ھ
(۳۴)	حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح	علامہ سیّد احمد طحطاوی حنفی	۱۲۳۱ھ
(۳۵)	حاشیہ طحطاوی علی الدرالمختار	" "	" "

Marfat.com

(۳۶)	شرح الوقایہ	علامہ عبید اللہ بن مسعود حنفی	۷۴۷ھ
(۳۷)	الوقایہ	علامہ محمود بن احمد حنفی	۶۷۳ھ
(۳۸)	جامع الرموز	علامہ شمس الدین محمد خراسانی قہستانی	۹۶۲ھ
(۳۹)	اللباب شرح قدوری	علامہ سید عبد الغنی غنیمی	
(۴۰)	نقایہ	علامہ عبید اللہ بن سعود حنفی	۷۴۷ھ
(۴۱)	شرح نقایہ	علامہ عبد الواحد بن محمد حنفی	
(۴۲)	غنیۃ المستملی	علامہ ابراہیم بن محمد حلبی	۹۵۶ھ
(۴۳)	حلیۃ المحلّی	علامہ محمد بن محمد بن امیر الحاج	۸۷۹ھ
(۴۴)	عمدۃ الرعایۃ	علامہ ابو الحسنات عبد الحی لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۴۵)	مالابدّ منہ	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۲۵ھ
(۴۶)	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی	۱۳۴۰ھ
(۴۷)	بہار شریعت	مولانا امجد علی اعظمی	۱۳۷۶ھ

لغت وصرف ونحو

(۴۸)	المنجد	لوئیس معلوف	۱۸۶۷ھ
(۴۹)	القاموس المحیط	علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی	۸۱۷ھ
(۵۰)	صراح	علامہ ابو الفضل محمد بن عمر بن خالد قرشی	۶۹۰ھ
(۵۱)	نوادر الاصول		
(۵۲)	شرح جامی	علامہ عبد الرحمٰن جامی	۸۹۸ھ
(۵۳)	ہدایۃ النحو	علامہ ابو حیان غرناطی	

Marfat.com

احادیث مبارکہ کا بیمثال مجموعہ

شیخ چلپی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ متقی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی بڑی کتب سے اصول سنّت کے بارے میں جتنی احادیث کو جمع فرمایا اس سے زیادہ کسی نے نہیں کیا احمد عبدالجو اد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اس نے حدیث کی ستر سے زائد کتابوں کا مطالعہ کیا،

کنز العمّال

فی سُنن الأقوال والأفعال

مصنف

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي

البرهان نوري المتوفي ٩٧٥ھ

کرمانوالہ بک شاپ

Marfat.com

حضور ایسا کوئی انتظام ہو جائے سلام کیلئے حاضر غلام ہو جائے

مجموعہ

درود و سلام

بحضور سرورِ کونین

سیّد خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُرتّب

سمیع اللہ برکت

کرمانوالہ بک شاپ

Marfat.com

تقریری نکات

تذکرہ خلفائے راشدین

احوال مقدسہ

اُسوہ حسنہ

امام احمد رضا اور تصوف

احوال القبور

تعلیقاتِ رضا

ایمان کی روشنی

بزرگوں کے عقیدے

بہار مدینہ (نعتیہ کلام)

کلام ریاض

نورانی حکایات

احادیث مبارکہ کا بے مثال مجموعہ

کنز العمّال

في سُنن الأقوال والأفعال

مصنف

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي البرهان نوري المتوفي ۹۷۵ھ

مجموعہ

درود و سلام

بحضور سرور کونین

سید خیر الانام ﷺ

مرتب سمیع اللہ برکت

حروف تہجی کے مطابق

اردو، انگریزی نام، زبان (یعنی عرب، فارسی، ترک، اردو وغیرہ) عدد، برج، معنی وغیرہ ان چیزوں سے مزین۔

اسلامی ناموں کا

انسائیکلوپیڈیا

حضرت

کلام میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

مع حالات و واقعات

مرتب سمیع اللہ برکت

وقارِ شریعت

کلیاتِ بیدم وارثی

مجموعہ

المعروف بہ

ارمغانِ بیدم

نور العین

المعروف بہ

مصحفِ بیدم

حضرت بیدم شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت

کلام سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

مع حالات و واقعات

حضرت

کلام بابا بُلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مع حالات و واقعات

مرتب سمیع اللہ برکت

آیا ہے بلاوہ مجھے دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

(نعتیہ کلام)

رسائل میلاد النبی

کرامات صحابہ

کشف المحجوب

مترجم الحاج بشیر حسین ناظم

گلشن قادری

مرشد کامل

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲، دربار مارکیٹ لاہور

Voice: 042-7249515

Mobile:0300-4306876

Marfat.com